عقیدۂ ظہور مہدی

احادیث کی روشنی میں

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی



الفیصل پرنٹر کراچی
0333-2176730

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی (الحدیث)

عقیدۂ ظہورِ مہدی

احادیث کی روشنی میں

از

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا محمد یوسف لودھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

الفیصل پرنٹرز

0333-2176730

کتاب ______ عقیدۂ ظہورِ مہدی

مؤلف ______ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی مدظلہ

تعداد ______ گیارہ سو

ناشر ______ الفیصل پرنٹر کراچی 0333-2176730

قیمت ______

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ ☆ درخواستی کتب خانہ

مکتبۃ المعارف ☆ مکتبۃ العلوم

مکتبہ لودھیانوی ☆ مکتبۃ الحبیب

بالمقابل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ عمر فاروق بالمقابل جامعہ فاروقیہ

مکتبہ دارالعلوم، دارالعلوم کورنگی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

ادارۃ القاسم A-6 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارشات

۱ آئندہ اوراق میں جو مضمون آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، اس کا تعلق عقیدۂ ظہورِ مہدی کے ساتھ ہے۔ اس مضمون میں، میں نے یہ کوشش کی ہے کہ صحیح احادیث، محدثین اور متکلمین کے اقوال کی روشنی میں اُمّت کا چودہ سو سالہ پرانا عقیدہ، جس کا تعلق امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہے پیش کردوں۔ اور اس مسئلے کے متعلق حتّی الامکان جتنا بھی منتشر مواد ہے، اس کو جمع کردوں۔ اپنی اس کوشش میں، میں کہاں تک کامیاب رہا، اس کا فیصلہ تو پڑھنے والے کریں گے۔ میں نے اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے کہ اس مسئلے کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہ رہے۔

۲ اس مضمون کا شانِ ورود کچھ یوں ہے کہ جنوری ۱۹۸۱ء کے "اردو ڈائجسٹ" میں اختر کاشمیری صاحب کا ایک مضمون آیا تھا جس کے متعلق اس وقت جامعہ فاروقیہ کے دارالافتاء میں متعدّد سوالات آئے جن کے مختصر جوابات دیئے گئے۔ لیکن اپنے طور پر اس مسئلے کی تحقیق صحیح احادیث کی روشنی میں شروع کی کہ اس مسئلے کی پوری حقیقت واضح ہوجائے۔ چنانچہ متعدّد احادیث

جن کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے، مل گئیں جن کو میں نے ایک مضمون کی شکل میں جمع کرنا شروع کیا۔ کچھ کام کرنے کے بعد مضمون کی ایک قسط بتوجہی ڈائجسٹ ہی میں اشاعت کے لئے بھیجی گئی لیکن شائع نہ ہو سکی۔ اس کے بعد کچھ مہربان دوستوں کی طرف سے ایسے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے مضمون کی تکمیل کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس کی تکمیل کی توفیق بخشی والحمد للہ علیٰ ذلک۔

۳ زیر نظر مضمون میں زبان و بیان کی بہت سی غلطیاں آپ کی نظر سے گذریں گی، لیکن امید ہے کہ آپ اس قسم کی غلطیوں سے درگذر اور صرف نظر کریں گے۔ کیوں کہ میری مادری زبان اردو نہیں۔

الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

والسلام

نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن
کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الامام المہدی

حضرت امام مہدی سے متعلق احادیث مطالعہ فرمانے سے قبل ان کا مختصر تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

حضرت امام مہدی کا نام اور نسب اور ان کا حلیہ شریف

حضرت امام مہدی سید اور اولادِ فاطمہ زہرا میں سے ہیں اور آپ کا قد و قامت قدرے دراز، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد والد کا نام عبد اللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ زبان مبارک قدرے لکنت ہوگی۔ جس کی وجہ سے تنگدل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے۔

لہ یہ مضمون بلفظ مولانا محمد بدر عالم صاحب کی کتاب ترجمان السنۃ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۷۲ تا صفحہ ۳۷۹ سے ماخوذ ہے۔

آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ سید برزنجی اپنے رسالہ الاشاعت میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ تلاش کے باوجود مجھ کو آپ کی والدہ کا نام روایت میں کہیں نہیں ملا۔

آپ کے ظہور سے قبل سفیانی کا خروج شاہِ روم اور مسلمانوں میں جنگ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔

آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب اور شام میں ابوسفیان[1] کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کریگا۔ اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں چلے گا۔ اس درمیان میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقے سے صلح ہوگی لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کریگا۔ بادشاہِ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریقِ مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اس کے نام سے یہ فتح ہوئی یہ سُن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کریگا۔ اور کہے گا کہ نہیں دینِ اسلام غالب ہوا اور اس کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں

---

[1] حسب بیان سید برزنجی: خالد بن یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ہوگا۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرہ میں اس کا نام عروہ تحریر فرمایا ہے۔ سید برزنجی نے اپنے رسالہ الاشاعت میں اس کا حلیہ اور اس کے دور کی پوری تاریخ تحریر فرمائی ہے مگر اس کا اکثر حصہ موقوف روایات سے ماخوذ ہے۔ اس لئے ہم نے شاہ صاحب کے رسالہ سے اس کا مختصر تذکرہ نقل کیا ہے امام قرطبی نے بھی امام مہدی کے دور کی پوری تاریخ نقل

بقیہ حاشیہ ص۸ پر

اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے۔ جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

بادشاہِ اسلام شہید ہو جائیگا، عیسائی ملکِ شام پر قبضہ کرلیں گے۔ اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائیگی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے۔ عیسائیوں کی حکومت خیبر (جو مدینہ منورہ سے قریب تک پھیل جائے گی اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے۔ کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیئے تاکہ ان کے ذریعے یہ مصیبتیں دور ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات مل جائے۔

امام مہدی کی تلاش اور اُن سے بیعت کرنا

امام مہدی اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانہ کے اولیاء کرام اور ابدالِ عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی۔

بقیہ حاشیہ: فرمائی ہے۔ تذکرہ قرطبی گو اس وقت دستیاب نہیں مگر اس کا مختصر مؤلفہ امام شعرانی عام طور پر ملتا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے۔ سید برزنجی کے رسالہ میں امام مہدی کے زمانہ کی منفصل اور مرتب تاریخ کے علاوہ اس باب کی مختصر حدیثوں میں جمع و تطبیق کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ لیکن چونکہ اس باب کی اکثر روایات ضعیف تھیں۔ اس لیے ہم نے ان کی تطبیق نقل کرنے کی چنداں اہمیت محسوس نہیں کی۔

اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کرلے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی فاستمعولہ واطیعوا۔ اس آواز کو اس جگہ کے تمام عام وخاص سن لیں گے بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کے فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ تمام عراق اور یمن کے اولیاء کرام وابدال عظام آپ کی محبت میں اور ملک عرب کے تمام لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون یا (جس کو رتاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔

خراسانی سردار کا امام مہدی کی اعانت کے لیے فوج روانہ کرنا اور سفیانی کے لشکر کو ہلاک وتباہ کرنا

جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی۔ تو خراسان کا ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لیکر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستے میں بہت سے عیسائیوں اور بد دینوں کا صفایا کردے گا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گزرچکا) اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ اس کی ننھال قوم بنو کلاب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلے کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی۔ تو اس جگہ اس فوج کے نیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کی عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے۔ ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا۔ اور دوسرا سفیانی کو

عرب کی فوجوں کے اجتماع کا حال سنکر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کو، جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدیؑ کے مقابلے کے لیے شام میں جمع ہو جائیں گے۔

مقابلہ کے لیے اجتماع اور امام مہدی کیساتھ خونریز جنگ اور آخر میں امام مہدی کی فتح مبین

ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی؟ (جس کی تعداد (۸۴۰۰۰۰) ہوگی حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوکر شام کی جانب روانہ ہوں گے۔ دمشق کے پاس آکر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔

اس وقت امام مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے، ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا۔ خداوندِ کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہوکر بدر اور اُحد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ بتوفیق ایزدی فتحیاب ہوکر ہمیشہ کے لیے گمراہی اور انجامِ بد سے چھٹکارا پائیں گے۔ حضرت امام مہدی دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلے کے لیے نکلیں گے۔ اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کر کے نکلے گی۔ یا میدان جنگ فتح کریں گے یا مر جائیں گے یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی۔

حضرت امام مہدی باقی ماندہ قلیل جماعت کیساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ دوسرے دن پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدانِ جنگ سے واپس نہیں آئیں گے۔ یا پھر مر جائیں گے۔ اور حضرت امام

مہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی، بام شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے چوتھے روز حضرت امام مہدی رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح مبین عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بُو نکل جائے گی اور بے سروسامان ہوکر نہایت ذلت و رُسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرکے بہتوں کو جہنم رسید کردیں گے۔ اس کے بعد امام مہدی بے انتہا انعام واکرام اس میدان کے جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبیلے ایسے ہوں گے۔ جس میں فیصد صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔ اس کے بعد امام مہدی، بلادِ اسلام کے نظم ونسق اور فرائض اور حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے اور ان مہمات سے فارغ ہوکر فتح قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہوجائیں گے۔

ستر ہزار فوج کے ساتھ امام مہدی کی فتح قسطنطنیہ کے لیے روانگی اور ایک نعرۂ تکبیر سے شہر کا فتح ہوجانا۔

بحیرۂ روم کے کنارہ پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کرکے اس شہر کی خلاصی کے لیے جس کو آجکل استنبول کہتے ہیں، مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ فصیل شہر کے قریب پہنچکر نعرۂ تکبیر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے یکایک گر جائے گی۔ مسلمان ہلا کرکے شہر میں داخل ہوجائیں گے۔

شورشوں کو ختم کرکے ملک کا انتظام نہایت عدل وانصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گذرے گا۔ امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑیگی کہ دجال نکل آیا۔

امام مہدی کا دجال کی تحقیق کے لیے ایک مختصر دستے کا روانہ فرمانا اور ان کی افضلیت کا حال

اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف واپس ہوں گے۔ اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپ قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ اور اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ لشکر کے آگے بطور طلیعہ روانہ ہوکر معلوم کریں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی عجلت کو چھوڑ کر ملک کی خبرگیری کے غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔ اس میں کچھ عرصہ نہ گذرے گا کہ دجال ظاہر ہوجائے گا۔ اور قبل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے۔ اور اسباب حرب وضرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا۔ لوگ نماز کے لیے تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگاتے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوکر آواز دیں گے کہ سیڑھی لاؤ۔ سیڑھی حاضر کردی جائے گی۔

حضرت عیسیٰ کا اترنا اور اس وقت کی نماز امام مہدی کی امامت میں ادا کرنا

آپ اس سیڑھی کے ذریعے سے نازل ہوکر امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع وخوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ امامت

کیجیے۔ حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو۔ کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں۔ اور یہ عزت اس امت کو خدا نے دی ہے۔ پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتداء کریں گے۔ نماز سے فارغ ہوکر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے۔ جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ کے تحت رہے گا۔ میں تو صرف قتل دجال کے واسطے آیا ہوں۔ جس کا میرے ہی ہاتھ سے مارا جانا مقدر ہے۔

امام مہدی کے عہدِ خلافت کی خوشحالی اور اس کی مدت اور ان کی وفات

تمام زمین امام مہدی علیہ السلام کے عدل وانصاف سے (بھر جائیگی) منور اور روشن ہو جائیگی۔ ظلم وانصاف کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت و اطاعتِ الٰہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے آپ کی خلافت کی میعاد سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے اور ملک کے انتظام میں آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ وجدال میں اور نواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گذرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال کی ہوگی بعد ازاں امام مہدی کی وفات ہو جائیگی۔ حضرت عیسیٰؑ آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے اور بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ کے ہاتھ میں آجائیں گے لہ۔

لہ اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ شاہ صاحب نے گو تمام یہ سرگزشت حدیثوں کی روشنی ہی میں مرتب فرمائی ہے۔ جیسا کہ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہے۔ مگر مگر واقعات کی ترتیب اور بعض جگہ ان کا تعین یہ دونوں باتیں خود حضرت موصوف ہی کی جانب سے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حدیث وقرآن میں جو قصص و واقعات بیان کیے گئے ہیں

بقیہ حاشیہ صہ ۱۱ پر

بقیعات شیء منا ہے۔ خواہ وہ گذشتہ زمانے سے متعلق ہوں یا آئندہ سے ان کا اسلوب
بیان تاریخی کتابوں کا سا نہیں۔ بلکہ بسبب مناسبتِ مقام ان کا ایک ایک ٹکڑا متفرق طور
پر ذکر میں آگیا ہے۔ پھر جب ان سب ٹکڑوں کو جوڑا جاتا ہے۔ تو بعض مقامات پر کبھی ان کی
درمیانی کڑی نہیں ملتی۔ کہیں ان کی ترتیب میں شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ ان وجوہات
کی بناء پر بعض خام طبائع تو اصل واقعہ کے ثبوت ہی سے دستبردار ہو جاتی ہے حالانکہ غور یہ کرنا
چاہیئے کہ جب قرآن و حدیث کا اسلوب بیان ہی وہ نہیں جو آج ہماری تصانیف کا ہے۔ تو پھر
حدیثوں میں اس کو تلاش ہی کیوں کیا جائے۔ نیز جب ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب خود صاحب
شریعت نے بیان ہی نہیں فرمائی۔ تو اس کو صاحب شریعت کے سر کیوں رکھ دیا جائے۔ لہذا
اگر اپنی جانب سے کوئی ترتیب قائم کر لی گئی ہے۔ تو اس پر جزم کیوں کیا جائے۔ ہو سکتا ہے
کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن میں قائم رکھی ہے حقیقت اس کے خلاف ہے۔ اس قسم کے
اور بھی بہت سے امور ہیں جو قرآن اور حدیثی قصص میں تشنہ نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہاں
جو قدم اپنی رائے سے اٹھالیا جائے اس کو کتاب و سنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام
ہے اور اس ابہام کی وجہ سے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے
یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ واقعات کی پوری تفصیل اور اس کے اجزاء کی پوری پوری ترتیب
بیان کرنی رسول کا وظیفہ ہی نہیں، یہ ایک مورخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف
بقدر ضرورت اطلاع دیتا ہے۔ پھر جب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل
کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اس وقت یہ ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے
بڑے واقعات کے لیے جتنی اطلاع حدیثوں میں آچکی ہے وہ بہت کافی تھی اور قبل از وقت
اس سے زیادہ تفصیلات دماغوں کے لیے غیر ضروری بلکہ شاید اور زیادہ الجھاؤ کا موجب
تھیں۔ علاوہ ازیں جس کو ازل سے ابد تک کا علم ہے۔ وہ یہ خوب جانتا تھا کہ کم وقت میں
دین روایت اور اسانید کے ذریعہ پھیلے گا۔ اور اس تقدیر پر راویوں کے اختلافات سے

روایتوں کا اختلاف بھی لازم ہوگا۔ پس اگر غیر ضروری تفصیلات کو بیان کر دیا جاتا تو یقیناً ان میں بھی اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا اور ہو سکتا تھا کہ امت اس اجمالی خبر سے جتنا فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ تفصیلات بیان کرنے سے وہ بھی فوت ہو جاتا۔ لہٰذا امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلے میں نہ تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنے کی سعی کرنی صحیح ہے اور نہ صحت کے ساتھ منقول شدہ منتشر ٹکڑوں میں جزم کے ساتھ ترتیب دینی صحیح اور نہ اس وجہ سے اصل پیشگوئی میں تردید پیدا کرنا علم کی بات ہے۔ یہاں جملہ پیشگوئیوں میں صحیح راہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آ چکی ہے اس کو اسی حد تک تسلیم کر لیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے اور اگر مختلف حدیثوں میں کوئی ترتیب اپنے ذہن سے قائم کر لی گئی ہے تو اس کو حدیثی بیان کی حیثیت ہرگز نہ دی جائے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی حدیثیں مختلف اوقات میں مختلف لحاظ سے روایت ہوتی ہیں اور ہر مجلس میں آپ نے اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ یہاں یہ امر بھی یقینی نہیں کہ ان تفصیلات کے براہ راست سننے والوں کو ان سب کا علم حاصل ہو۔ بہت ممکن ہے کہ جس صحابی نے امام مہدی کی پیشن گوئی کا ایک حصہ ایک مجلس میں سنا ہو اس کو اسکی دوسرے حصے کے سننے کی نوبت ہی نہ آئی ہو جو دوسرے صحابی نے دوسری مجلس میں سنا ہے اور اس لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ واقعہ کے الفاظ بیان کرنے میں ان تفصیلات کی کوئی رعایت نہ کرے جو دوسرے صحابی کے بیان میں موجود ہیں۔ یہاں بعد کی آنے والی امت کے سامنے چونکہ یہ ہر دو بیانات موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ فرض اس کا ہے کہ اگر وہ ان تفصیلات میں کوئی لفظی بے ارتباطی دیکھتی ہے۔ تو اپنی جانب سے کوئی تطبیق کی راہ نکال لے اس سے بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ توجیہا راویوں کے بیانات پر پوری پوری راس نہیں آتی اب راویوں کے الفاظ کی یہ کشاکش اور تاویلات کی ناسازگاری کا یہ رنگ دیکھ کر بعض دماغ اس طرف چلے جاتے ہیں کہ ان تمام دشواریوں کے تسلیم کرنے کی بجائے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا آسان ہے۔ مگر کاش وہ اس پر بھی نظر کر لیتے کہ یہ تاویلات خود صاحب شریعت

کی جانب سے نہیں، بلکہ واقعہ کے خود راویوں کی جانب سے بھی نہیں۔ یہ مفسران وماطروں کی کاوش ہے جن کے سامنے اصل واقعہ کے وہ سب متفرق ٹکڑے جمع ہو کر آگئے ہیں، جن کو مختلف صحابہ نے مختلف زمانوں میں روایت کیا ہے۔ اور اس لئے ہر ایک نے اپنے الفاظ میں دوسرے کی تعبیر کی کوئی رعایت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا ہے تو پھر نہ تو ان راویوں کے اخذ کی اس بے ارتباطی کا کوئی اثر پڑتا۔ اور نہ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار صرف اتنی سی بات پر ان کو آسان نظر آتا۔

علم اصُولِ حدیث کی بعض اصطلاحیں

اصول حدیث کی تعریف

علم اصول حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ حدیث کے احوال معلوم کئے جائیں۔

اصول حدیث کی غایت

علم اصول حدیث کی غایت یہ ہے کہ حدیث کے احوال معلوم کر کے مقبول پر عمل کیا جائے اور غیر مقبول سے بچا جائے۔

اصول حدیث کا موضوع

علم اصول حدیث کا موضوع حدیث ہے۔

حدیث کی تعریف

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ و تابعین کے قول و فعل و تقریر[عہ] کو حدیث کہتے ہیں اور کبھی اس کو خبر و اثر بھی کہتے ہیں

حدیث کی تقسیم

حدیث دو قسم پر ہے خبرِ متواتر و خبرِ واحد۔

خبرِ متواتر: وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقلِ سلیم محال سمجھے۔

عہ تقریر رسولؐ یہ ہے کہ کسی مسلمان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی آپؐ نے جاننے کے باوجود اسے منع نہ فرمایا بلکہ خاموشی اختیار فرما کر اسے برقرار رکھا اور اس طرح اس کی تصویب و تثبیت فرمائی (کذا فی مقدمۃ فتح الملہم ص۱۰)

اور **خبرِ واحد:** وہ حدیث ہے جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں۔ پھر خبرِ واحد مختلف اعتباروں سے کئی قسم پر ہے۔

خبرِ واحد کی پہلی تقسیم

خبرِ واحد اپنے منتہی کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔ مرفوع، موقوف، مقطوع

مرفوع وہ حدیث ہے جس میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو اور موقوف وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

اور مقطوع وہ حدیث ہے جس میں تابعی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

خبرِ واحد کی دوسری تقسیم

خبرِ واحد عددِ رُواۃ کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے۔ مشہور[۱]۔ عزیز[۲]۔ غریب[۳]

مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

عزیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانے میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک نہ ہو۔

خبرِ واحد کی تیسری تقسیم

خبرِ واحد اپنے راویوں کی صفات کے اعتبار سے سولہ[۱] قسم پر ہے:

صحیح لذاتہ۔ حسن لذاتہ۔ ضعیف۔ صحیح لغیرہ۔ حسن لغیرہ۔ موضوع۔ متروک۔ شاذ محفوظ۔ منکر۔ معروف۔ معلل۔ مضطرب۔ مقلوب۔ مُصَحَّف۔ مُدرَج

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے کل راوی عادل کامل الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔ معلل و شاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

حَسَن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو باقی سب شرائط صحیح لذاتہ کے اس میں موجود ہوں۔

ضعیف: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیثِ صحیح و حسن کے شرائط نہ پائے جائیں۔

صحیح لغیرہ اس حدیثِ حسن لذاتہ کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔

حسن لغیرہ اس حدیثِ ضعیف کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔

موضوع وہ حدیث ہے جس کے راوی پر حدیثِ نبوی میں جھوٹ بولنے کا طعن موجود ہو۔

متروک وہ حدیث ہے جس کا راوی متّہم بالکذب ہو یا وہ روایت قواعدِ معلومہ فی الدین کے مخالف ہو۔

شاذ وہ حدیث ہے جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایک ایسی جماعتِ کثیر کی مخالفت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

محفوظ وہ حدیث ہے جو شاذ کے مقابل ہو

منکر وہ حدیث ہے جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقات کے مخالف روایت کرے۔

معروف وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابل ہو

مُعَلَّل وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی علتِ خفیہ ہو جو صحتِ حدیث میں نقصان دیتی ہے اس کو معلوم کرنا ماہرِ فن ہی کا کام ہے ہر شخص کا نہیں۔

مضطرب وہ حدیث ہے جس کی سند یا متن میں ایسا اختلاف واقع ہو کہ اس میں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے۔

مقلوب وہ حدیث ہے جس میں بھول سے متن یا سند کے اندر تقدیم و تاخیر واقع ہو گئی ہو یعنی لفظ مقدّم کو مؤخّر اور مؤخّر کو مقدّم کیا گیا ہو۔ یا بھول کر ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

مُصَحَّف[۱] وہ حدیث ہے جس میں باوجود صورتِ خطی باقی رہنے کے لفظوں حرکتوں و سکونوں کے تغیر کی وجہ سے تلفظ میں غلطی واقع ہو جائے۔

---

[۱] بعض اوقات مصحّف کو محرّف بھی کہتے ہیں (مقدمہ فتح الملہم ص۱۳۲)

مُدرَج وہ حدیث ہے جس میں کسی جگہ راوی اپنا کلام درج کردے۔

خبرِ واحد کی چوتھی تقسیم

خبر واحد سقوط و عدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسم پر ہے۔ متصل۔ مُسنَد۔ منقطع۔ معلّق۔ معضَل۔ مرسَل۔ مُدَلّس

متصل وہ حدیث ہے کہ اس کی سند میں راوی پورے مذکور ہوں۔

مُسنَد وہ حدیث ہے کہ اس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

منقطع وہ حدیث ہے کہ اس کی سند متصل نہ ہو بلکہ کہیں نہ کہیں سے راوی گرا ہوا ہو۔

معلّق وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں ایک راوی یا کثیر گرے ہوئے ہوں

مُعضَل وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں سے کوئی راوی گرا ہوا ہو یا اس کی سند میں ایک سے زائد راوی پے بہ پے گرے ہوئے ہوں۔

مُرسَل وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔

مُدَلّس وہ حدیث ہے جس کے راوی کی یہ عادت ہو کہ وہ اپنے شیخ یا شیخ کے شیخ کا نام چھپا لیتا ہو۔

خبرِ واحد کی پانچویں تقسیم

خبرِ واحد صیغ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ مُعَنعَن۔ مسلسل۔

مُعَنعَن وہ حدیث ہے جس کی سند میں لفظِ عَن ہو اور اسکو عَن عَن بھی کہا جاتا ہے۔

مُسَلسَل وہ حدیث ہے جس کی سند میں صیغِ ادا کے یا راویوں کے صفات یا حالات ایک ہی طرح کے ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

عقیدۂ ظہورِ مہدی احادیث کی روشنی میں

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ وعلی آلہ و اصحابہ الاتقیاء۔ اما بعد

فقد قال اللہ تبارک و تعالی فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔ (الآیۃ)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی مسئلے کے متعلق اختلافِ رائے ہو تو خدا کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو لوٹا دو۔ یعنی اس کا حکم کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میں تلاش کرو۔ اس قاعدے کے مطابق جس مسئلے میں مسلمانوں میں اختلافِ رائے ہو تو بجائے اس کے کہ اپنی رائے پر زور دیا جائے اور اُسے حتمی د

آخری سمجھا جائے، چاہیئے کہ اس کو اللہ کی کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کیا جائے۔ کیونکہ دین کے یہی دو ایسے سرچشمے ہیں جن سے ھدایت کے پیاسے سیراب ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاعقلوا ایھا الناس قولی فانی قد بلغتُ وقد ترکت فیکم ایھا الناس ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ (کتاب السنۃ محمد بن نصر المروزی ص۲۱)

یعنی اے لوگو! میری بات کو سمجھو، میں نے تمہیں دین کی باتیں پہنچا دی ہیں اور ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتابُ اللہ اور دوسری اللہ کے رسولؐ کی سنت۔

اسی طرح حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی یہ مضمون مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

جنوری ۱۹۸۱ء کے قومی ڈائجسٹ میں جناب اختر کاشمیری صاحب کا ایک مضمون خروجِ مہدی کے متعلق چھپا تھا، جس میں انہوں نے تحقیقی اور سنجیدہ طریقے پر ظہورِ مہدی کے مسئلے پر کلام فرمایا ہے انہوں نے اس پر زور دیا ہے کہ ظہورِ مھدی کے متعلق جتنی احادیث مروی ہیں وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں اور ثبوت کے درجے تک نہیں پہنچتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ظہورِ مھدی کا عقیدہ جو مسلمانوں میں چودہ سو سال سے منتقل ہوتا آیا ہے، بے بنیاد ہے۔ چونکہ خود صاحبِ مضمون نے اس کی فرمائش کی ہے کہ دوسرے علماء اس موضوع پر قلم اٹھائیں۔ اور یہ کہ اگر صحیح احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جائے تو صاحبِ مضمون اپنا خیال بدل سکتا ہے۔

اسی طرح رسالہ کی مجلسِ ادارت کی طرف سے بھی اس موضوع پر لکھنے

کی دعوت دی گئی تھی اور ساتھ ساتھ یہ خطرہ تھا کہ اگر سکوت اختیار کیا جائے تو عام مسلمان شکوک و شبہات میں مبتلا ہوں گے۔ نیز اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ سلف صالحین کے خلق بدگمانی پیدا ہوگی کہ انہوں نے ایک ایسے مسئلے کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے جس کی کوئی صحیح بنیاد موجود نہیں یہی وہ محرکات تھے کہ بندہ کو اس پر قلم اٹھانے کی جرأت ہوئی امید ہے کہ دوسرے علماء حضرات بھی اس موضوع پر اپنے گراں قدر خیالات اور تحقیقات کا اظہار فرمائیں گے جس سے عام مسلمان مستفید ہوں گے۔

اس طویل تمہید کے بعد اب میں اصل مدعا پر آتا ہوں۔

ظہور مہدی کا عقیدہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور چودہ سو سال سے مسلمانوں میں مسلم اور مشہور ہے۔ اب میں تفصیل سے ان احادیث کو مع حوالہ درج کرتا ہوں کہ جن پر اس عقیدہ کی بنیاد ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

(۱) جمع الفوائد میں محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی المغربی المتوفی ۱۰۹۴ھ نے کتاب الملاحم واشراط الساعۃ میں یہ حدیث نقل کی ہے:

ابن مسعود رفعہ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطاً وعدلاً

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اس دن کو طویل کردینگے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں ایک آدمی کو مبعوث فرمائیں گے جو میرے اہل بیت سے ہوگا، اس کا نام میرے

كما ملئت ظلما وجورا

ابي داؤد والترمذي ص١١٣ ج ٢ -

حديث نمبر ٩١١٣

نام پر ہوگا اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا. یعنی محمد بن عبداللہ وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وزیادتی سے بھر چکی ہوگی

(٢) ام سلمة رفعته المهدي من عترتي من ولد فاطمة -

ابي داؤد. جمع الفوائد ص١١٣ ج ٢ -

حديث نمبر ٩١١٤

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری آل سے ہوگا۔ یعنی فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا ۔

(٣) ابو سعيد رفعه المهدي مني اجلى الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما يملك سبع سنين . للترمذي وابي داؤد بلفظه ص١١٣ ج ٢ جمع الفوائد

حديث نمبر ٩١١٥

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے ہوگا کھلی پیشانی والا اور طویل وباریک ناک والا، وہ زمین کو انصاف وعدل سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وزیادتی سے بھر چکی ہوگی سات سال تک اس کی حکومت ہوگی ۔

(٤) علي ونظر الى ابنه الحسن فقال ان ابني هذا سيد كما سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسیخرج من صلبہ رجل	نے فرمایا اور ان کی پشت سے
یسمّٰی باسم نبیکم یشبہ	ایک آدمی پیدا ہوگا جن کا نام تمہارے
فی الخلق و لا یشبہ فی	نبی کے نام پر ہوگا وہ نبی کے ساتھ
الخُلق۔ لابی داؤد	اخلاق میں مشابہ ہوگا اور جسم میں مشابہ
جمع الفوائد ص۵۱۳ حدیث نمبر ۹۱۲	نہیں ہوگا۔

جمع الفوائد کی یہ حدیثیں جو کہ صحیح یا حسن درجہ کی ہیں خروجِ مہدی پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔

جمع الفوائد کے مصنفؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ

وان لم اذکر شیئًا بعد عزوحدیث	یعنی اگر کسی حدیث کو میں نقل کروں
غیر الجامع فذلك الحدیث مقبول	اور اس کے بعد اس پر ضعف وغیرہ کا
حسن او صحیح برجال الصحیح	کوئی حکم نہ لگاؤں تو وہ حدیث
او غیرھم۔ جمع الفوائد ص۱ ج ۱	قابل قبول حسن یا صحیح ہوگی۔

نوٹ: حدیثِ صحیح اور حسن وغیرہ کی تعریفات ہم نے اس لئے نہیں لکھیں کہ ان اصطلاحات کی پوری تفصیل جناب اختر کاشمیری صاحب کے مضمون میں موجود ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

مصنفؒ کی اس صراحت کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ ان احادیث کے راویوں پر ہم فرداً فرداً کلام کریں۔

(۵) اب دوسری کتابوں سے احادیث ملاحظہ ہو۔

ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ان الفاظ سے مروی ہے

حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ قال	یعنی حضرت علی نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر

حَدَّثَنَا الفضل بن دکین قال حَدَّثنا فطر عن القاسم بن ابی بزة عن ابی الطفیل عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو لم یبق من الدھر الا یوم لبعث اللہ رجلاً من اھل بیتی یملأھا عدلاً کما ملئت جوراً

ابوداؤد ص۲۳۲ ج۲ کتاب المھدی

علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ اگر زمانہ کا ایک دن بھی باقی ہوگا تو اللہ تبارک و تعالےٰ ایک آدمی میرے اہل بیت سے پیدا فرمائیں گے جو زمین کو عدل سے بھر دیگا جیسے کہ وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔

اس روایت پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سکوت کیا ہے اور محدثین کے ہاں وہ روایت جس پر امام ابوداؤدؒ نے سکوت کیا ہو کم ازکم درجہ حسن کی ہوتی ہے جیسے کہ مولانا محمد تقی صاحب عثمانی کی املائی تقریر درس ترمذی میں ہے کہ ان کی کتاب (ابوداؤد) میں حسن اور ضعیف احادیث بھی آگئی ہیں۔ البتہ وہ ضعیف اور مضطرب احادیث پر کلام کرنے کے بھی عادی ہے بشرطیکہ ضعف زیادہ ہو چنانچہ جس حدیث پر وہ سکوت کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث ان کے نزدیک قابلِ استدلال ہے۔ البتہ بعض مرتبہ اگر ضعف ضعیف ہو تو وہ اسے نظرانداز کر دیتے ہیں اور اس پر کلام نہیں کرتے ہیں۔

(درس ترمذی ص۱۲ ج۱)

اور خود امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا قول بھی کتابوں میں منقول ہے جیسے کہ حافظ ابن صلاح کا قول شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مقدمہ فتح الملہم میں نقل کیا ہے ذمن مظانہ سنن ابی داؤد ۔ یعنی امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ

فقد روینا انہ قال ذکرت فیہ الصحیح و مایشبھہ و مایقاربہ وروینا عنہ ایضا مامعناہ انہ یذکر فی کل باب اصح ما عرفہ فی ذلک الباب و قال ماکان فی کتابی حدیث فیہ وھن شدید فقد بینتہ ومالم اذکر فیہ شیئا فھو صالح و بعضھا اصح من بعض۔
(مقدمہ فتح الملہم ص۲۹ ج ۱)

میں نے اپنی کتاب میں صحیح اور اس کے مشابہ اور صحیح کے قریب روایتیں نقل کی ہیں اور حافظ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے امام ابو داؤدؒ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ وہ ہر باب میں اس باب کی صحیح روایتیں نقل کرتے ہیں اور فرمایا کہ میری کتاب میں اگر ایسی روایت ہو کہ جس میں شدید قسم کا ضعف ہو تو میں اس کو بیان کر دیتا ہوں اور جس حدیث کے متعلق میں سکوت کروں تو وہ صالح ہوتی ہے یعنی یا صحیح یا حسن اور اگر ضعف ہو بھی تو ادنیٰ درجے کا ہوتا ہے جس کا جبیرہ ممکن ہوتا ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤدؒ کے اس قول کی بنا پر اگر کوئی روایت مطلقاً یعنی بغیر کسی کلام کے منقول ہو جبکہ وہ روایت بخاری و مسلم میں موجود نہ ہو اور نہ کسی محدث نے اس کی صحت و حسن پر حکم لگایا ہو تو وہ روایت امام ابو داؤدؒ کے نزدیک درجہ حسن کی ضرور ہوتی ہے۔ اور امام ابو داؤدؒ کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے کہ وماسکتُّ عنہ فھو صالحٌ (مقدمہ فتح الملہم ص۲۹ ج ۱) یعنی جس حدیث کے متعلق میں سکوت کروں تو وہ صالح ہوتی ہے اور صالح حدیث صحیح بھی ہو سکتی ہے اور حسن بھی۔ تو احتیاط یہ ہے کہ حسن ہی کا حکم اس پر لگایا جائے۔

اور امام ابوداؤدؒ کا یہ قول بھی کتابوں میں منقول ہے کہ

ماذکرت فی کتابی حدیثاً اجتمع الناس علی ترکہ (مقدمہ ابوداؤد ص۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔	یعنی میں نے کوئی ایسی حدیث نقل نہیں کی ہے کہ جس کے ترک اور ضعف پر محدثین کا اتفاق ہو

اور شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ نے بستان المحدثین میں فرمایا کہ

در وے التزام نمودہ است کہ حدیث صحیح باشد یا حسن ص۲۸۵	یعنی اس کتاب میں اس کا التزام ہے کہ حدیث صحیح ہو یا حسن

باقی تحقیق مقدمہ ابوداؤد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ص۴ ج ۱ و ص۵ ج ۱، اور مقدمہ فتح الملہم ص۲۹ ج۱ میں ملاحظہ ہو۔

اس پوری تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام ابوداؤدؒ جس حدیث پر سکوت کریں وہ حدیث کم از کم حسن کے درجہ کی ہوتی ہے۔ جیسے کہ خروجِ مہدی کے مذکورہ حدیث پر انہوں نے سکوت کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث کم از کم حسن کے درجہ کی ہے۔

(۶) ابوداؤدؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت جو ہم نے نمبر ۲ میں نقل کی ہے اس سند کے ساتھ نقل کی ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے۔ صرف علی بن نفیل کی توثیق کا قول ابو الملیح سے نقل کیا ہے

حدثنا احمد بن ابراھیم قال حدثنی عبد اللہ بن جعفر الرقی قال حدثنا ابو المليح الحسن بن عمر عن زیاد بن بیان عن علی بن نفیل عن سعید بن المسیب عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ (ابوداؤد ص۲۳۲ ج ۲)

اس روایت کا ترجمہ نمبر ۲ پر گذر چکا ہے

(۷) حضرت ام سلمہ کی ایک اور تفصیلی روایت جو ابوداؤد میں مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ بن هشام حدثني ابي عن قتادة عن صالح ابي الخليل عن صاحب له عن ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فيأتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة فاذا رأى الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه ثم ينشأ رجل من قريش اخواله كلب

حضرت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کے انتقال کے وقت اختلاف ہو گا تو اہل مدینہ میں سے یک آدمی بھاگ کر مکہ چلا جائے گا، اہل مکہ اس کے پاس آکر اس کو زور سے نکال کر اس کی بیعت کریں گے اہل شام اس کے پاس اپنا لشکر بھیجیں گے تو اسکا لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر اس کے بعد قریش کا ایک آدمی جس کے ماموں کلب قبیلے کے ہوں گے اس کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے تو مہدی کا لشکر قریش کے لشکر پر غالب آجائے گا۔

خسارہ ہو اس آدمی کے لیئے کہ جو

فیبعث الیہ بعثا فیظهرون
علیهم و ذلک بعث کلب
والخیبة لمن لم یشهد
غنیمة کلب فیقسم المال و
یعمل فی الناس بسنة
نبیهم صلی الله علیه وسلم
ویلقی الاسلام بجرانه الی
الارض فیلبث سبع سنین
ثم یتوفی ویصلی علیه
المسلمون - قال ابوداؤد وقال
بعضهم عن هشام تسع
سنین وقال بعضهم سبع
سنین - ابوداؤد ص۲۳۲ ج ۲ کتاب المهدی

قبیلہ کلب کے مالِ غنیمت پر حاضر نہیں ہوا۔
مہدی مال تقسیم کریں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں گے۔ اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دیگا یعنی پھیل جائیگا سات سال تک رہیں گے۔ اس کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے

اس روایت میں اگرچہ ایک راوی مجہول ہے لیکن یہی روایت مستدرک حاکم میں متصل سند سے مذکور ہے اگرچہ اس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں

مستدرک حاکم ص۴۲۹ ج ۴ - اس طرح علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کی تصحیح کی ہے ۔ ملاحظہ ہو تلخیص المستدرک للذہبی ص۴۲۹ ج ۴ بذیل المستدرک۔

اسی طرح اس روایت کی تائید حضرت ابوہریرہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کی صحت پر ابوعبداللہ حاکم اور علامہ ذہبی دونوں متفق ہیں اور روایت بخاری ومسلم کی شرط پر ہے جس کو ہم آگے نقل کریں گے۔

مستدرک حاکم ص۵۲۰ ج ۴

(۸) . حضرت ام سلمہ کی ایک اور روایت جو ابوداود میں ان ہی الفاظ سے مروی ہے ص۲۳۲ ج ۲

(۹) حضرت ام سلمہ کی ایک اور روایت جو ابوداؤد میں ص۲۳۲ ج ۲ پر مروی ہے

(۱۰) اسی طرح سنن ترمذی میں امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے جس کو ہم پہلے جمع الفوائدؒ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں، اور اس کے آخر میں امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے ھٰذا حدیث حسن صحیح ص۴۶ ج ۲ باب خروج المہدی یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی یہ روایت صحیح ہے۔ مذکورہ روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام اسباط بن محمد ہے وہ خود اگرچہ ثقہ ہے لیکن سفیان ثوری سے جو روایت وہ نقل کرتے ہیں اس کے بارے میں محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے جیسے کہ تقریب التھذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اسباط بن محمد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن میسر القرشی مولاھم ابو محمد ثقہ ضُعّف فی الثوری۔ تقریب ص۲۰

لیکن ایک تو یہ کہ خود امام ترمذیؒ نے اس کی روایت کی توثیق کی ہے اور محدثین جب کسی ایسے راوی سے حدیث نقل کرتے ہیں جس کی جرح پر واقف ہوں تو وہ روایت ان کے نزدیک قابلِ اعتماد ہوتی ہے اس لئے کہ وہ ہر راوی کی صدق اور کذب اور صحیح وضعیف روایتیں پہنچانتے ہیں جیسے کہ امام ترمذی نے کتاب العلل میں سفیان ثوریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حدثنا ابراھیم بن عبداللہ بن المنذر الباھلی حدثنا یعلی بن عبید قال قال لنا سفیان الثوری اتقوا الکلبی فقیل لہ فانک تروی عنہ قال انا اعرف صدقہ من کذبہ۔ (ص۲۳۶ ج ۲ کتاب العلل)

یعنی سفیان ثوریؒ نے کہا کہ کلبی سے بچو کسی نے ان سے کہا کہ آپ جو کلبی سے نقل کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کے سچ اور جھوٹ کو پہچانتا ہوں۔

اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔ عبید بن اسباط کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التھذیب میں فرمایا ہے کہ صدوقٌ ص۲۲۸ .

سفیان ثوریؒ تو مشہور امام اور متفق علیہ ثقہ ہیں۔ ایک راوی عاصم بن بھدلہ ہے جس کی توثیق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب ص۱۵۸ میں کی ہے۔ نیز یہ طبقہ سادسہ کے راویوں میں سے ہے جن کے متعلق حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے ولم یثبت فیہ ما یترك حدیثہ من اجلہ والیہ الاشارۃ بلفظ مقبول۔ (تقریب التھذیب ص۱۱)

نیز یہ صحیحین کے بھی راوی ہیں۔ تقریب التھذیب ص۱۵۹

نیز ان پر حافظ ابن حجرؒ نے صفحہ مذکورہ میں ع کی علامت لگائی ہے تو یہ صحاح ستہ کے متفق علیہ راوی ہیں۔ کما صرح بہ الحافظ فی التقریب ص۱۱

ایک راوی اس میں زر ہے جس کی توثیق حافظ ابن حجرؒ نے ثقۃٌ جلیل کے الفاظ سے کی ہے اور اس پر بھی ع کی علامت بنائی ہے

(۱۱) امام ترمذیؒ نے عاصم بن بہدلہ کی سند سے ایک دوسری روایت حضرت ابوھریرہؓ سے نقل کی ہے۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن محدثین کے ہاں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ موقوف روایت بھی ایسے مسئلہ میں جو مدرک بالقیاس نہ ہو مرفوع کے حکم میں ہے۔ روایت یہ ہے :

عن ابی ھریرۃ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطوّل اللہ ذلك الیوم حتی یلی، ھذا حدیث حسن صحیح ۔ ترمذی ص۲۲۶ ج ۲ باب خروج المھدی	یعنی اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دینگے یہاں تک مہدی والی بنے

اس حدیث کو بھی امام ترمذی نے حسنؒ اور صحیحؒ کہا ہے۔

(۱۲) ترمذی میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی تفصیلی روایت ہے

حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة قال سمعت زيد العمى قال سمعت ابا الصديق الناجى يحدث عن ابى سعيد الخدرى قال خشينا ان يكون بعد نبينا حدث فسألنا نبى الله صلى الله عليه وسلم قال ان فى امتى المهدى يخرج يعيش خمسا اوسبعا او تسعا زيد الشاك قال قلنا وما ذلك قال سنين قال فيجيئ اليه الرجل فيقول يا مهدى اعطنى اعطنى قال فيحثى

یعنی ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہمیں ڈر محسوس ہوا کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی فتنہ ہو تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امّت میں مہدی پیدا ....ہوگا اور پانچ یا سات یا نو سال تک رہیگا ان کے پاس آدمی آئیگا، کہے گا کہ اے مہدی مجھے مال دیدے تو وہ کپڑا بھر کر اس کو اتنا دے گا جتنا کہ وہ اٹھا سکے گا۔

له فى ثوبه ما استطاع ان يحمله هٰذا حديث حسن وقد روى من غير وجه عن ابى سعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم وابو الصديق الناجى اسمه بكر بن عمرو ويقال بكر بن قيس. (ترمذی ص۴۶ ج۲ باب خروج المهدی)

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اس کی مختلف اسناد ہیں جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔ نیز یہ کہ ابو سعید خدریؓ کی مہدی کے متعلق روایت امام ابوداؤدؒ نے بھی نقل کی ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے جو صحت و حسن کی دلیل ہے۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد ص۲۳۲ ج۲ کتاب المهدی۔

اور حاکم نے مستدرک میں بھی ابو سعیدؓ کی روایت کی تخریج کی ہے حاکم اور ذہبی اس کی صحت پر متفق ہیں ۔ ملاحظہ ہو مستدرک حاکم مع تلخیص الذہبی ج۴ ص۵۲۵

(۱۳) ابن ماجہ میں امام ابن ماجہ قزوینیؒ نے بھی خروج مھدی کے لئے مستقل باب قائم کیا ہے ۔ اور حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان میں سب سے پہلے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے

حدثنا عثمان بن ابی شيبة حدثنا معاوية بن هشام حدثنا علی بن صالح عن يزيد بن ابی زياد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال بينما نحن عند رسول الله صلی الله عليه وسلم اذاقبل فتية من بنی هاشم فلما رأهم النبی صلی الله عليه وسلم اغرورقت عيناه وتغير لونه قال فقلت ما نزال نری فی وجهك شيئا نكرهه فقال انا اهل بيت اختار الله لنا الآخرة علی الدنيا وان اهل بيتی سيلقون بعدی بلاءً وتشريدا وتطريدا حتی ياتی قوم

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اتنے میں بنی ھاشم کے کچھ لڑکے سامنے آئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے اور رنگ متغیر ہو گیا میں نے عرض کیا کہ ہم آپؐ کے چہرے پر غم کے آثار دیکھتے ہیں جو ہمیں پسند نہیں، فرمایا کہ ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آخرت کو اختیار فرمایا ہے اور میرے اہل بیت پر میرے بعد مصیبت آئے گی یہاں تک کہ مشرق کی طرف سے ایک قوم آئیگی ان کے ساتھ کالے جھنڈے ہوں گے، وہ مال مانگیں گے لوگ نہیں دیں گے تو وہ

من قبل المشرق معهم رايات سود فيسئلون الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سئلوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها الى رجل من اهل بيتي فيملأها قسطاً وعدلاً كما ملؤها جوراً فمن ادرك ذلك منهم فليأتهم ولوحبواً على الثلج (سنن ابن ماجۃ ص۲۹۱)

لڑیں گے اور کامیاب ہو جائیں گے پھر انکو مانگی ہوئی چیز دی جائیگی لیکن وہ اس کو قبول نہیں یہاں تک کہ وہ حکومت میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کے حوالے کریں گے جو زمین کو انصاف و عدل سے بھر دیگا جیسا انہوں نے اس کو ظلم سے بھر اتھا جس کو یہ وقت ملے وہ ان کے پاس آئے اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے

یہ روایت بھی قابلِ استدلال ہے اس لئے کہ کسی نے بھی اس روایت پر موضوع ہونیکا حکم نہیں لگایا۔ "ما تمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجة" میں علامہ عبدالرشید نعمانی نے ان سب احادیث کو جمع کیا ہے کہ جن پر موضوع ہونے کا حکم کسی نے بھی لگایا ہے ان میں یہ روایت نہیں ہے۔ اب اس کے بعد اس روایت کے راویوں پر ہم انفراداً جرح و تعدیل کے اقوال نقل کرتے ہیں

(۱) عثمان بن ابی شیبہ : ان کا نام عثمان بن محمد بن ابراہیم ہے۔
تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے ثقۃٌ حافظٌ شہیرٌ۔
(تقریب التہذیب ص۲۳۵ و ص۲۳۶)

اور ان کے نام پر حافظ نے خ م د س ق کی علامتیں بنائی ہیں۔
یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔

(۲) معاویہ ابن ھشام : ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں فرمایا ہے کہ صدوق اور ان کے نام پر نخ م ۴ کی علامتیں بنائی ہیں۔ تقریب ص۳۴۲ ج۲) یعنی امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابن ماجہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی میں، ان محدثین نے انکی روایتیں نقل کی ہیں جس سے ان کا قابلِ اعتبار ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۳) علی ابن صالح بن صالح کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ثقۃٌ عابدٌ (تقریب ص۲۴) اور ان کے نام پر بھی م عم کے نشان بنائی ہے۔ یعنی یہ مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔

(۴) یزید بن ابی زیاد : ان کے متعلق حافظ نے تقریب میں فرمایا ہے: ثقۃ (تقریب ص۳۸۲) اور انکے نام پر ت
[illegible] کی علامتیں بنائی ہیں یعنی ادب المفرد، ترمذی، اور موطا مالک کے راوی ہیں۔

اس کے بعد ابراہیم نخعیؒ اور علقمہ جو مشہور ائمہ حدیث اور ثقہ ہیں

(۱۴) ابو سعید خدری کی روایت جو پہلے ابوداؤد، ترمذی اور جمع الفوائد کے حوالے سے نقل ہو چکی ہے۔ ابن ماجہ میں بھی مندرجہ ذیل سند کیساتھ مروی ہے:

حدثنا نصر بن علی الجهضمی حدثنا محمد بن مروان العقیلی حدثنا عمارۃ بن ابی حفصة عن زید العمی عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی امتی المهدی۔ الحدیث (ابن ماجہ ص۳۰۰)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مہدی ہوں گے

یہ روایت بھی کم از کم یہ کہ موضوع نہیں ہے جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ حدیث بھی ان احادیث میں مذکور نہیں ہے کہ جن پر وضع کا قول کیا گیا ہے۔ اور ساتھ یہ کہ ترمذی، ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں اس کے متابعات منقول ہیں۔ کما مر۔ (ترمذی ص۴۲ ج۲ ابوداؤد ص۲۳۲ ج۲)

اور اب اس کے رواۃ پر انفراداً بحث کی جاتی ہے۔

(۱) نصر بن علی الجهضمی: ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے "تقریب التھذیب" میں فرمایا ہے ثقة ثبت ص۳۵۷ نیزان پر ع کی علامت بنائی ہے یعنی یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں یعنی سب کے نزدیک قابلِ اعتبار ہیں۔

(۲) محمد بن مروان العقیلی: ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ صدوق ص۳۱۸ اور ان پر ق کی علامت بنائی ہے یعنی ابن ماجہ کے راوی ہے۔

(۳) عمارۃ بن ابی حفصة: ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ثقة (تقریب التھذیب ص۲۵۱ یعنی ثقہ ہے۔

نیزان پر ر اور عہ کی علامتیں بنائی ہیں۔ یعنی بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کے راوی ہیں۔

(۴) زید العمی: ان کے متعلق اگرچہ حافظ نے ضعیف لکھا ہے لیکن طبقہ خامسہ کے راوی ہیں جن کی احادیث مقبول ہیں نیز یہ کہ متابعات کی وجہ سے ضعف منجبر ہوگیا ہے۔ نیز ان پر حافظ ابن حجر نے ع کی علامت بنائی ہے جو اس کی علامت ہے کہ یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور سب کے نزدیک قابل اعتبار ہیں

(۵) ابو الصدیق الناجی: ان کا نام بکر بن عمرو ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق تقریب التھذیب میں لکھا ہے کہ ثقۃ ص۴۷ نیز ان کے نام پر ع کی علامت لکھی ہے یعنی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قابل اعتبار ہے روایت کے راویوں کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ ہم اس روایت کی صحت کا جزم نہیں کرسکتے۔ کیونکہ بقول محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ ہم اس منصب کے اہل نہیں کما قال فی تقریظ علی ولایت علی للعلی شاہ بخاری۔ لیکن کم از کم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ روایت بہر حال موضوع یا ضعیف نہیں بلکہ محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہے

(۱۵) ابن ماجہ میں حضرت ثوبان کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے

حدثنا محمد بن یحیی و احمد بن یوسف قالا حدثنا عبد الرزاق عن سفیان الثوری عن خالد الحذاء عن ابی قلابۃ عن ابی اسماء الرحبی عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلاثۃ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خزانے کے پاس تین آدمی لڑیں گے ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا ہوگا لیکن وہ خزانہ ان تینوں میں سے ایک کا بھی نہیں ہوگا

كلهم ابن خليفة ثم لا يصير الى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلاً لم يقتله قوم ثم ذكر شيئا لا احفظه فقال فاذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوا على الثلج فانه خليفة الله المهدي۔

(سنن ابن ماجة ص۳۰۰)

پھر مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے آئیں گے وہ تم سے ایسی لڑائی لڑینگے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے تم سے ایسی لڑائی نہیں لڑی ہوگی پھر کچھ بات کی جو کہ راوی کو یاد نہیں رہی۔ پھر فرمایا کہ جب تم اس کو دیکھ لو تو اس کی بیعت کرو اگرچہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ان کے پاس آنا پڑے اس لیے کہ وہ خدا کا خلیفہ مھدی ہوگا۔

یہ روایت بھی موضوع اور ضعیف نہیں ہے۔

کیونکہ اس کو کسی نے بھی ابن ماجہ کے موضوعات میں شمار نہیں کیا ہے۔

ملاحظہ ہو "ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ"۔

نیز یہ کہ اس کے متابعات ابوداؤد میں کتاب المھدی ص۲۳۲ ج ۲ میں موجود ہیں۔ نیز مستدرک حاکم میں ص۵۰۲ ج ۴ پر اس کا متابع موجود ہے اور دوسرے صحابہ رض کی احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس روایت کے رُواۃ کی تفصیل حسب ذیل ہے :

(۱) **محمد بن یحیٰی** : جو کہ ابن ماجہ وغیرہ کے راوی ہیں۔

محمد بن یحیٰی کے نام سے اگرچہ تقریب التھذیب میں کئی راوی ہیں لیکن ابن ماجہ کی علامت جس پر بنی ہے ان کا نام محمد بن یحیٰی بن ابی عمر العدنی ہے۔ حافظؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے صدوقؒ ص۳۲۳ اگرچہ ابو حاتم کا قول بھی حافظؒ نے نقل کیا ہے۔ قال ابو حاتم کانت فیہ غفلۃ۔ لیکن ان کا متابع احمد بن یوسف موجود ہے، اور وہ ثقہ ہے۔

(۲) احمد بن یوسف بن خالد الازدی : حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ حافظ ثقۃ ص۱۷

(۳) عبد الرزاقؒ سے عبد الرزاق بن الہمام مراد ہے۔ اس لئے کہ سفیان الثوری کے شاگرد وہی ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی صراحت کی ہے ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص۲۱۳ ان کے متعلق اگرچہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ وکان یتشیع۔ تقریب ص۲۱۳۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ متقدمین کے نزدیک تشیع کا الگ مفہوم تھا۔ موجودہ زمانہ کے شیعہ کا عقیدہ مراد نہیں۔ جیسے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس کی صراحت کی ہے۔ ملاحظہ ہو تحفہ اثنا عشریہ ص۶ و ص۱۱ و ص۱۸

نیز فیض الباری میں خاتم المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو فیض الباری ص ج۔لم

نیز یہ کہ عبد الرزاق صحاح ستہ کے راوی ہیں کما صرح علیہ للحافظ ابن حجرؒ فی التقریب بعلامۃ ع

(۴) سفیان الثوری : ان کا نام سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ ثقۃ حافظ فقیہ عابد امام حجۃ من رؤس الطبقۃ السابعۃ ص۱۲۸ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(۵) خالد الحذاء : ان کا نام خالد بن مہران ہے ابو المنازل ان کی کنیت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق تقریب میں لکھا ہے وھو ثقۃ میرسل ص۹۰ یعنی وہ ثقہ ہے، کبھی کبھی ارسال کرتے ہیں۔ نیز ان پر ع کی علامت بھی بنائی ہے۔ یعنی صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں

(۶) ابی اسماء الرحبی : ان کا نام عمرو بن مرثد ہے ۔ اور ثقہ ہیں۔
تقریب التہذیب ص۲۶۲

اس تفصیل سے بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت ضعیف نہیں ہے بلکہ قابلِ اعتبار ہے

(۱۶) حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ حدثنا ابو داؤد الحضرمی حدثنا یاسین عن ابراھیم بن محمد بن الحنفیۃ عن ابیہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی من اھل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ ۔ سنن ابن ماجہ ص۳۰۰

یعنی مھدی اہل بیت سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو امارت کی صلاحیت ایک ہی رات میں دیں گے ۔

علی کی یہ روایت مھدی کے متعلق ترمذی ، ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں بھی صحیح سندوں کے ساتھ مذکور ہے ۔ ملاحظہ ہو ترمذی ص۴۶ ج ۲ باب خروج المھدی ابوداؤد ص۲۳۲ ج ۲ کتاب المھدی ، مستدرک حاکم ص۵۵۴ ج ۴ و ص۵۵۵ ج ۴

نیز اس کی صحت پر حاکم اور ذھبی دونوں متفق ہیں ۔

اب اس روایت کے رُواۃ کی تفصیل ملاحظہ ہو :

(۱) عثمان بن ابی شیبۃ : ان کے متعلق تفصیل پہلے گذر چکی ہے ۔
ملاحظہ ہو تقریب ص۲۳۵ و ص۲۳۶

نیز بخاری ، مسلم ، ابوداؤد ، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں کما صرح به الحافظ فی التہذیب ص۲۳۵

(۲) ابوداؤد الحضرمی : ان کا نام عمرو بن سعد ہے ۔ تقریب ص۲۴۲
اور ان پر کوئی جرح نہیں ہے ۔

(۳) یاسین : ان کا نام یاسین بن شیبان ہے۔
تقریب التہذیب میں حافظؒ نے ان کے نام پر ق کی علامت بنائی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ اور لکھا ہے کہ لا بأس بہ۔ تقریب ص۳۷۳۔

(۴) ابراھیم بن محمد بن الحنفیۃ : ان کے متعلق حافظؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق۔ اور ان کے نام پر ت عس اور ق کی علامتیں بنائی ہیں۔ یعنی ترمذی، ابن ماجہ اور نسائیؒ کے مسند علی کا راوی اور قابلِ اعتبار ہے۔

(۵) محمد بن علی جو ابن الحنفیۃ : سے مشہور ہیں۔ مشہور تابعی زاہد اور فتنہ سے الگ رہنے والے ہیں ۔ اور حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص۳۱۲، اور صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(۱۷) حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ حدثنا احمد بن عبد الملک حدثنا ابو الملیح الرقی عن زیاد بن بیان عن علی بن نفیل عن سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃؓ فتذاکرنا المہدی فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ (سنن ابن ماجہ ص۳۰۰)

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے آپس میں مہدی کے متعلق ذکر کیا تو ام سلمہؓ کہنے لگیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا

یہ روایت بھی ضعیف نہیں۔ مستدرک حاکم، ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ میں، مذکور ہے۔ رُواۃ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

(۱) ابوبکر بن ابی شیبۃ : ان کا نام عبداللہ بن محمد ہے اور یہ عثمان بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں۔ حافظؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقۃ حافظ صاحب تصانیف۔ تقریب ص۱۸۰

میزان پر خ م د س ق کی علامتیں بنائی ہیں۔ یعنی بخاری، مسلم ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں یعنی ان سب کے نزدیک قابلِ اعتبار اور ثقہ ہیں۔

(۲) احمد بن عبد الملک : یہ بھی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقۃ تکلم فیہ بلا حجۃ (تقریب ص۱۱) یعنی ثقہ ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان پر جرح کی ہے وہ بلا دلیل ہے

(۳) ابوالملیح الرقی : ان کا نام حسن بن عمر یا عمرو ہے ثقہ ہیں۔ اور بخاری ابوداؤد، نسائی و ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص۷۱

(۴) زیاد بن بیان : یہ بھی ثقہ ہیں۔ اور ابوداؤد و ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص۱۰۹

(۵) علی بن نفیل : ان کے متعلق حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ لا بأس بہ ص۲۴۹

(۶) سعید بن مسیب : مشہور تابعی اور امام جو توثیق سے مستغنی ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قابلِ اعتبار ہے۔

(۱۸) حدثنا ھدیۃ بن عبد الوھاب حدثنا سعد بن عبد الحمید بن جعفر عن علی بن زیاد الیمامی عن عکرمۃ بن عمار عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالکؓ

قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ و سلم یقول نحن ولد عبد المطلب سادۃ اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمہدی (سنن ابن ماجۃ ص۳۰۳)

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، فرماتے تھے کہ ہم عبد المطلب کی اولاد جنت کے سردار ہوں گے۔ یعنی میں حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔

یہ روایت بھی ابن ماجہ کے موضوعات میں شامل نہیں ہے۔ نیز اس کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔ اس روایت کے رُواۃ کی تفصیل یہ ہے:

(۱) ھدیۃ بن عبد الوھاب: یہ صرف ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ اور حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوقٌ ص۳۶۳ یعنی ثقہ ہیں

(۲) سعد بن عبد الحمید بن جعفر: حافظ نے لکھا ہے کہ ثقہ اور صادق تھے۔ تقریب ص۱۱۹ یہ ابوداؤد اور ابن ماجہ کے راوی ہیں اور ضعیف ہیں لیکن دوسرے شواھد کی وجہ سے روایت بہرحال قابلِ اعتبار ہے۔

(۳) عکرمہ بن عمار: حافظ نے لکھا ہے کہ صدوقٌ یعنی صادق اور سچے تھے۔ تقریب ص۲۴۲۔ نسائی ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ نیز بخاری نے بھی ان سے تعلیقاً روایت نقل کی ہے کما صرح بہ الحافظ ص۲۴۲ تقریب التھذیب

(۴) اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ: یہ بھی ثقہ ہیں۔ جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقۃٌ حجۃٌ ص۲۹

اس تفصیل سے بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قابلِ اعتبار ہے۔

(۱۹) حدثنا حرملۃ بن یحیٰی المصری وابراھیم بن سعید الجوھری قالا حدثنا ابو صالح عبد الغفار بن داؤد الحرانی قال حدثنا ابن

لهيعه عن ابی ذرعه عمرو بن جابر الحضرمی عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدی قال قال رسول الله صلی الله عَلَيه وَسَلّم يخرج ناسٌ من المشرق فيوطون للمهدی يعنی سلطانه (سنن ابن ماجة ص۳۰۰)

یعنی مشرق کی طرف سے لوگ نکلیں گے اور مہدی کی تائید کرکے ان کی حکومت قائم کریں گے۔

یہ حدیث بھی قابلِ اعتبار ہے کیونکہ کسی نے اس کو موضوع نہیں کہا ہے۔ رواۃ کی تفصیل یہ ہے:

(۱) حرملة بن يحيى بن حرملة: حافظؒ نے لکھا ہے کہ صدوقٌ تقریب ص۶۶، مسلم، نسائی، ابن ماجہ کے راویوں سے ہیں۔

(۲) ابراهيم بن سعيد الجوهری: حافظؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ حافظٌ ثقة تكلم فيه بلا حجة ص۱۲۔ یعنی ثقہ اور حافظ ہیں جن لوگوں نے جرح کی ہے بلا حجت ہے

(۳) عبد الغفار بن داؤد الحرانی ابو صالح: حافظؒ نے لکھا ہے کہ ثقةٌ فقيهٌ، بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں (تقریب التہذیب ص۲۱۶)

(۴) ابن لهيعه: عبد اللہ بن لہیعہ ان کا نام ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ اگرچہ ان کی کتابیں جل جانے کے بعد ان کی روایتوں میں خلط آیا لیکن کذاب نہیں ہیں۔ خصوصاً جب ان کی روایت کی تائید دوسری روایتوں سے ہوتی ہے تو اعتبار کیا جائے گا۔ (تقریب ص۱۸۶)

(۵) ابوزرعہ عمرو بن جابر الحضرمی : یہ ضعیف ہے اور شیعہ بھی ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے اس کی روایت کی تائید ہوتی ہے ۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت بھی قابلِ اعتبار ہے ۔

اب ہم اس مسئلے کے لئے مستدرک حاکم کی کچھ روایتیں نقل کرتے ہیں

(۲۰) حدثنا ابو محمد احمد بن عبد اللہ المزنی حدثنا زکریا بن یحییٰ الساجی حدثنا محمد بن اسماعیل بن ابی سمینة حدثنا الولید بن مسلم حدثنا الاوزاعی عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل یقال له السفیانی فی عمق دمشق وعامة من یتبعه من کلب فیقتل حتی یبقر بطون النساء ویقتل الصبیان فتجمع لهم قیس فیقتلها حتی لا یمنع ذنب تلعة ویخرج رجل من اهل بیتی فی الحرة فیبلغ السفیانی فیبعث له جندا من جنده فیهزمهم فیسیر الیه السفیانی بمن معه حتی اذا صار ببیداء من الارض خسف بهم فلا ینجوا منهم الا المخبر عنهم - هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه (المستدرک علی الصحیحین ص۵۲۰ ج۴)

اسی طرح تلخیص المستدرک میں ذہبیؒ نے اس حدیث کو علی شرط الشیخین مانا ہے ۔

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی دمشق کے درمیان سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائیگا اس کے تابعداری

کرنے والے قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے وہ لوگوں کو قتل کرے گا یہانتک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کریگا اور بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلہ قیس کے لوگ ان کے مقابلے میں جمع ہو جائیں گے وہ ان کو بھی قتل کر دیگا یہانتک کہ کوئی باقی نہیں رہیگا اور میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا (یعنی مہدی) حرہ کے مقام پر سفیانی اس کے مقابلے کے لئے فوج بھیجے گا مہدی ان کو شکست دیگا پھر سفیانی خود اپنے سب لشکر کو لیکر اس کے مقابلے کے لئے آئے گا یہانتک کہ جب وہ بیداء کے مقام تک پہنچے گا تو زمین ان کو نگل لیگی ان میں سے کوئی باقی نہیں رہیگا۔

اس روایت کی طرف امام ترمذیؒ نے بھی ص۴۲ ج ۲ میں اشارہ کیا ہے اس روایت میں اگرچہ امام مہدی کے نام کی صراحت نہیں ہے لیکن ایک تو یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری روایات میں نام کی صراحت موجود ہے اور ساتھ ہی صفات مذکورہ موجود ہیں۔

نیز یہ بھی کہ محدثین نے اس سے مراد مہدی ہی لیا ہے

(۲۱) اخبرنی احمد بن محمد بن سلمة العنزی حدثنا عثمان بن سعید الدارمی حدثنا سعید بن ابی مریم انبأنا نافع بن یزید حدثنی عیاش بن عباس ان الحارث بن یزید حدثه انه سمع عبد الله بن زریر الغافقی یقول سمعت علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه یقول ستکون فتنة یحصل الناس منها کما یحصل الذهب فی المعدن فلا تسبوا اهل الشام وسبوا ظلمتهم فان فیهم الابدال وسیرسل الله الیهم سیبا من السماء فیغرقهم حتی لو

قاتلهم الثعالب غلبهم ثم يبعث الله عند ذلك رجلاً من عترة الرسول صلى الله عليه وسلم فى اثنى عشر الفاً ان قلوا وخمسة عشر الفاً ان كثروا امارتهم اوعلامتهم امت امت على ثلاث رأيات يقاتلهم اهل سبع رايات ليس من صاحب رأية الا وهو يطمع بالملك فيقتتلون ويهزمون ثم يظهر الهاشمى فيرد الله الى الناس الفتهم ونعمتهم فيكونون على ذلك حتى يخرج الدجال۔ هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه

(مستدرک حاکم ص۵۵۳ ج-۱)

اسی طرح امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تلخیص المستدرک ص۵۵۳ ج ۱

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عنقریب فتنہ ہوگا اس میں لوگ ایسے حاصل ہوں گے جیسے کہ کان میں سونا نکلتا ہے۔ تم اہل شام کو گالیاں مت دو، وہاں کے ظالم لوگوں کو برا کہو ان میں ابدال ہوں گے۔ وہاں کے لوگوں پر بارش برسے گی زیادہ لوگ غرق اور کمزور ہوجائیں گے، اگر گیدڑ بھی ان سے لڑے تو ان لوگوں پر غالب آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہاشمی کو یعنی مہدی کو مبعوث کریں گے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد میں سے ہوں گے، ان کے ساتھ بارہ ہزار یا پندرہ ہزار کا لشکر ہوگا ان کی لڑائی کا نعرہ امت کا لفظ ہوگا۔ تین جھنڈوں کے نیچے ان کا لشکر لڑیگا ان کے مقابل سات جھنڈوں کے نیچے ہوں گے یعنی زیادہ ہر جھنڈے والا اقتدار کے طمع میں ہوگا وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہاشمی کو یعنی مہدی کو فتح دے گا۔

اس روایت میں بھی اگرچہ نام کی صراحت نہیں لیکن حضرت علیؓ کی دوسری

روایات میں جیسے ابوداؤد ص۲۳۲ ج ۲، ترمذی ص۴۶ ج ۲ میں نام کی صراحت موجود ہے۔

(۲۲) حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنا الحسن بن علی بن عفان العامری حدثنا عمرو بن محمد العنقزی حدثنا یونس بن ابی اسحٰق اخبرنی عمار الذہبی عن ابی الطفیل عن محمد بن الحنفیۃ قال کنا عند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسأله رجل عن المہدی فقال علیؓ هیهات ثم عقد بیده سبعًا فقال ذاك یخرج فی آخر الزمان اذا قال الرجل اللہ اللہ قتل فیجمع اللہ تعالیٰ قومًا قزع کقزع السحاب یؤلف اللہ بین قلوبهم لا یستوحشون الیٰ احد ولا یفرحون باحد یدخل فیهم علی عدۃ اصحاب بدر لم یسبقهم الاولون ولا یدرکهم الآخرون وعلی عدد اصحاب طالوت الذین جاوزوا معه النهر الی ان قال هٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه

(مستدرک حاکم ص۵۵۳ ج ۴)

اسی طرح امام ذہبیؒ نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ صفحہ مذکورہ

ترجمہ یہ ہے کہ کسی آدمی نے حضرت علیؓ سے مہدی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا کہ وہ آخر زمانے میں نکلے گا۔

نیز محمد بن الحنفیہ کی یہ روایت ابن ماجہ ص۳۰۰ پر بھی ہے۔

(۲۳) حدثنا الشیخ ابو بکر بن اسحٰق و علی بن حمشاذ العدل وابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ قالوا حدثنا بشر بن موسی الاسدی حدثنا هوذۃ بن خلیفۃ حدثنا [illegible]

وحدثنی الحسین بن علی الدارمی حدثنا محمد بن اسحٰق الامام حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابن ابی عدی عن عوف حدثنا ابو الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تملأ الارض ظلما وجورا وعدوانا ثم یخرج من اہل بیتی من یملأھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وعدوانا۔

ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔ مستدرک حاکم ص۵۵۷ ج۴

اسی طرح امام ذہبیؒ نے بھی خ، م کی علامت لگائی یعنی صحیح ہے۔ اور بخاری وسلم کے شرط پر ہے۔

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم وزیادتی سے بھر جائیگی۔ اس کے بعد میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا جو زمین کو انصاف وعدل سے بھر دے گا۔

یہ روایت ترمذی ص۴۶ ج ۲، ابو داؤد ص۲۳۲ ج ۲، ابن ماجہ ص۳۰۰ میں بھی موجود ہے۔ اس روایت میں اگرچہ نام کا ذکر نہیں لیکن ایک تو یہ کہ محدثین اس حدیث کو مہدی ہی کے باب میں ذکر کرتے ہیں، جیسے کہ ابن ماجہ، ابوداؤد اور ترمذی کا حوالہ گذر چکا ہے۔ نیز یہ کہ شارحین اس سے مراد امام مہدی ہی کو لیتے ہیں۔

(۲۴) حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنا محمد بن اسحٰق الصغانی حدثنا عمرو بن عاصم الکلابی حدثنا عمران القطان حدثنا قتادۃ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منا اہل

البیت اشم الانف اقنی اجلی یملأ الارض قسطًا وعدلًا کما ملئت جورًا وظلمًا یعیش ھکذا و بسط یسارہ واصبعین من یمینہ المسبحۃ والابھام وعقد ثلاثۃ ھٰذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجاہ ۔ اسی طرح امام ذہبیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح علی شرط مسلم تسلیم کیا ہے (مستدرک حاکم ص۵۵۷ ج ۴)

مطلب یہ ہے کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوگا کھلی پیشانی اور سیدھی باریک ناک والا، زمین کو عدل سے بھر دیگا۔

(۲۵) اخبرنی ابو النضر الفقیہ حدثنا عثمان بن سعید الدارمی حدثنا عبد اللہ بن صالح انبأنا ابو الملیح الرقی عن زیاد بن بیان و ذکر من فضلہ قال سمعت سعید بن المسیب یقول سمعت ام سلمۃ تقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر المھدی فقال نعم ھو حق وھو من بنی فاطمۃ

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔ یعنی مہدی کا ظہور حق ہے اور وہ بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔

مستدرک حاکم کی یہ سب حدیثیں صحیح ہیں جو صراحۃً خروج مہدی پر دلالت کرتی ہیں۔ عام طور پر لوگ حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں کرتے ہیں لیکن یہ قاعدہ تو محدثین کے نزدیک مشہور ہے کہ ذہبیؒ اور حاکمؒ جب کسی حدیث کی تصحیح پر متفق ہوجائیں تو وہ محدثین کے نزدیک یقینًا صحیح ہوتی ہیں۔ جیسے کہ مولانا محمد تقی صاحب عثمانی کی درس ترمذی میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(درس ترمذی ص۳۰ ج۱ و ص۵۳ ج۱)

اسی طرح حضرت شاہ عبد العزیز محدث دھلویؒ نے بستان المحدثین میں فرمایا ہے کہ: "ذہبیؒ گفتہ است کہ حلال نیست کسی را کہ بر تصحیح حاکم غرہ

رشؔ دتا دقتیکہ تعقبات وتلمیقاتِ مرؔا نہ بلید صؔ ۱۰۹ و صؔ ۱۱۰

یعنی ذھبی نے کہا ہے کہ جب تک میری گرفت اور بحث نہ دیکھی جائے حاکم کی تصحیح پر مغرور نہ ہونا چاہئے۔ یعنی دونوں کا قول جب متفق ہو جاتا ہے تو پھر وہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔

مذکورہ احادیث میں کچھ تو صحیح ہیں اور کچھ درجۂ حسن کی ہیں، ضعیف کوئی بھی نہیں۔ لیکن اگر ضعیف ہو بھی تو بھی تعددِ طرق کی وجہ سے وہ صحیح ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ و بکثرۃ طرقہ یصحّح۔

(شرح نخبہ صؔ ۳۵)

یعنی کثرتِ طرق کی وجہ سے حدیث درجۂ صحت تک پہنچتی ہے۔

"۔ زاق عن معمر عن قتادۃ یرفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من المدینۃ فیأتی مکۃ فیستخرجہ الناس من بیتہ وھو کارہ فیبایعونہ بین الرکن والمقام فیبعث الیہ جیش من الشام حتی اذا کانوا بالبیداء خسف بھم فیأتیہ عصائب العراق وابدال الشام فیبایعونہ فیستخرج الکنوز ویقسم المال ویلقی الاسلام بجرانہ الی الارض یعیش فی ذٰلک سبع سنین او قال تسع سنین۔

(مصنف عبدالرزاق صؔ ۳۷۱ ج ۱۱ باب المھدی حدیث نمبر ۲۰۴۶۹)

یہ روایت پہلے ابوداؤد کے حوالہ سے گذر چکی ہے، وہاں ہم اس کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں اور اس کی صحت کے متعلق بھی مختصر کلام ہو چکا ہے۔

نیز اس روایت کی صحت کو امام ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد میں تسلیم کیا ہے۔

جیسا کہ علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی نے مصنف عبد الرزاق کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ واخرجه الطبراني ايضًا قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح ص۳۱۵ ج ۷ ، نقلاً عن تعليق مصنف عبد الرزاق ص۳۷۱ ج ۱۱

(۲۷) اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ابي هارون عن معاوية بن قرة عن ابي الصديق الناجي عن ابي سعيد الخدري رض قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم بلاءً يصيب هذه الامة حتى لا يجد الرجل ملجأً يلجأ اليه من الظلم فيبعث الله رجلاً من عترتي من اهل بيتي فيملأ به الارض قسطًا وعدلاً كما ملئت ظلماً وجورًا يرضى عنه ساكن السماء وساكن الارض لا تدع السماء من قطرها شيئًا الا صبته مدرارًا ولا تدع الارض من مائها شيئًا الا اخرجته حتى تتمنى الاحياء الاموات يعيش في ذلك سبع سنين او ثمان او تسع سنين .

حدیث نمبر ۲۰۷۷۰ ، مصنف عبد الرزاق ص۳۷۲ ج ۱۱

یہ حدیث پہلے ابو داؤد و ابن ماجہ کے حوالہ سے گذر چکی ہے اور مستدرک حاکم میں بھی ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے ۔ علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ اس حدیث پر حاشیہ میں لکھتے ہیں :

حديث ابي سعيد روي من غير وجه كما قال الترمذي فراجع الترمذي ص۴۶ ج ۲ وابن ماجة ص۳۰۰ والزوائد للهيثمي واما بهذا اللفظ فاخرجه الحاكم في المستدرك .

نوٹ : اس حدیث کا ترجمہ بھی گذر چکا ہے ۔

(۲۸) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن ايوب عن ابن سيرين عن ابي الجلد قال تكون فتنة ثم تتبعها اخرى لا تكن الاولى

فی الاخرۃ الاکثرۃ السوط تتبعہ ذباب السیف ثم تکون فتنۃ فلا یبقی للہ محرم الا استحل ثم یجتمع الناس علی خیرھم رجلاً تأتیہ امارتہ ھنیئاً وھو فی بیتہ۔

مصنف عبدالرزاق ص۳۴۲ ج ۱۱ حدیث نمبر ۲۰۷۷۱

ترجمہ یہ ہے کہ تین بڑے فتنے ہوں گے اس کے بعد چوتھا بہت بڑا فتنہ ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ کی سب حرام کردہ چیزوں کو حلال بنایا جائیگا اس کے بعد لوگ ایک بہتر اور بزرگ آدمی یعنی مھدی پر جمع ہو جائیں گے اس کے پاس امارت آسانی سے آئے گی یعنی خودبخود، جبکہ وہ گھر میں بیٹھا ہوگا۔

اس حدیث کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں۔

(۲۹) اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن مطر عن رجل عن ابی سعید الخدریؓ قال ان المھدی اقنی اجلی۔

(مصنف عبدالرزاق ص۳۴۲ ج ۱۱)

حدیث بھی ابوداؤد کے حوالہ سے پہلے مع ترجمہ گذر چکی ہے۔
اس حدیث میں باقی راوی تو ثقہ ہیں سوائے اس کے کہ ایک آدمی مجہول ہے لیکن جیسے کہ پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ دوسری روایات اسکی متابع اور مؤید موجود ہیں۔ اس لئے یہ روایت قابلِ اعتبار ہے۔

(۳۰) اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن سعید الجریری عن ابی نضرۃ عن جابر بن عبداللہ قال یکون علی الناس امام لا یعدھم الدراھم ولکن یحثو۔ مصنف عبدالرزاق ص۳۴۲ ج ۱۱ حدیث ۲۰۷۸۴

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ نے مصنف عبدالرزاق کے حاشیے میں لکھا ہے کہ اخرجہ البزار ومسلم ص۳۲۵ ج ۲ من حدیث ابی سعید وجابر جمیعًا ۔ (مصنف ص۳۷۳ ج ۱۱)

ہاں یہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ بات محدثین کے نزدیک مسلّم ہے ـــــــ کہ غیر مدرک بالقیاس مسائل میں قول صحابی مرفوع حدیث کے حکم میں ہے خصوصًا جبکہ یہ حدیث ابوسعید خدریؓ سے مرفوع بھی منقول ہے ۔

اس حدیث میں بھی اگرچہ نام کی صراحت موجود نہیں ہے لیکن امام عبدالرزاق اور مسلم وغیرہما کا اس کو خروج مہدی کے باب میں نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں امام کے لفظ سے مہدی ہی مراد ہیں ۔

۳۱ اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن ابی طاوس عن علی بن عبد اللہ بن عباس قال لا یخرج المھدی حتی تطلع مع الشمس آیۃ ۔ (مصنف عبد الرزّاق ص۳۷۳ ج ۱۱)

یعنی مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک سورج کیساتھ کسی نشانی کا طلوع نہ ہو ۔

یہ روایت بھی صحیح ہے اور اس کے رُواۃ قابلِ اعتبار ہیں ۔

عبدالرزاق اور معمر تو بخاری اور مسلم کے مشہور راوی ہیں ۔ علی بن عبد اللہ بن عباسؓ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التھذیب میں لکھا ہے کہ ثقۃٌ عابدٌ ص۲۴۷ ، نیز ان پر بخ م عد کی علامتیں بنائی ہیں ۔ یعنی مسلم ، بخاری کے ادب المفرد اور سننِ اربعہ کے راوی ہیں ۔ اور ابن طاوس کا نام عبد اللہ بن طاوس ہے ۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں ان کے متعلق لکھا ہے ثقۃٌ عابدٌ فاضلٌ ص۱۷۷ یعنی ثقہ اور قابلِ اعتبار ہیں ۔

یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن مرسل جمہور کے نزدیک حجت ہے۔
امام شافعی کے نزدیک بھی جب مرفوع سے تائید ہو جائے تو پھر حجت ہے۔
جیسے کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مقدمہ فتح الملہم میں لکھا ہے

وقال بعض الائمة المرسل صحیح یحتج به وهو مذهب ابی حنیفة ومالك واحمد فی روایته المشهورة حکاه النووی وابن القیم وابن کثیر وغیرهم وجماعة من المحدثین وحکاه النووی فی شرح المهذب عن کثیر من الفقهاء ونقله الغزالی عن الجماهیر (مقدمه فتح الملهم ص۳۲ ج۱)

یعنی بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مرسل حدیث حجت ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور مشہور روایت کے مطابق امام احمدؒ کا مذہب ہے، جیسے کہ امام نوویؒ، امام ابن قیمؒ اور ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے اور نوویؒ نے شرح مہذب میں اس کو بہت سے فقہاء سے اور امام غزالی نے جمہور سے نقل کیا ہے۔

اسی طرح اس روایت کی تائید ہماری نقل کردہ مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ تو پھر امام شافعیؒ کے نزدیک بھی حجت ہوگی۔ جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ :

وثانیهما وهو قول المالکیین والکوفیین یقبل مطلقاً وقال الشافعی یقبل ان اعتضد بمجیئه من وجه اٰخر یباین الطریق الاولی مسنداً کان او مرسلاً یترجح احتمال کون المحذوف ثقة فی نفس الامر ص۵۵۔

یعنی امام احمد بن حنبل کا قولِ ثانی اور مالکیہ اور کوفیین یعنی امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ حدیثِ مرسل حجت ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب دوسری سند سے اس کی تائید ہو جائے تو پھر حجت ہوگی چاہے دوسری سند مسند ہو یا مرسل۔

(۳۲) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن ایوب او غیرہ عن ابن سیرین قال ینزل ابن مریم علیہ لامتہ وممصرتان بین الاذان والاقامۃ فیقولون لہ تقدم فیقول بل یصلی بکم امامکم انتم امراء بعضکم علی بعض۔ (مصنف عبد الرزاق ص۳۹۹ ج ۱۱)

یعنی حضرت عیسی علیہ السلام اتریں گے اور ان کے اوپر دو زرد قسم کے کپڑے ہوں گے اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت ہوگا، لوگ ان سے کہیں گے کہ نماز کے لئے آگے آجائیے وہ فرمائیں گے کہ نہیں تم اس امت کے لوگ ایک دوسرے کے امام ہو تمہارا امام نماز پڑھائے۔

اس حدیث میں جو امام نماز پڑھائیں گے وہ امام مہدی ہوں گے جیسے کہ مصنف عبد الرزاق میں اس روایت کے بعد دوسری روایت ہے کہ:

اخبرنا عبد الرزاق عن معمر قال کان ابن سیرین یری انہ المھدی الذی یصلی وراہ عیسٰی ص۳۹۹ ج ۱۱

یعنی عیسٰی علیہ السلام جس امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ امام مہدی ہوں گے۔

یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ اس روایت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: اخرج بعض معناہ البخاری ص۳۱۴ ج ۶ ومسلم من حدیث ابی ھریرۃ واحمد من حدیث جابر و بعضہ مسلم من حدیث جابر ص۸۰ ج ۱۲

یعنی اس روایت کے کچھ حصوں کی تخریج بخاری نے کی ہے۔ اور مسلم اور مسند احمد میں بھی روایت موجود ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

(۳۳) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن الزھری عن نافع مولی ابی قتادۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كيف بكم اذا نزل فيكم ابن مريم حكماً فامكم او قال امامكم منكم
(مصنف عبد الرزاق ص۴۰۰)

یعنی کیسے ہونگے تم جب حضرت عیسٰی علیہ السلام فیصلہ ولے بنکر اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس روایت میں امام سے مراد امام مھدی ہیں۔ جیسے کہ اس سے پہلے ابن سیرین کا قول مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے گذر چکا۔ ملاحظہ ہو مصنف عبد الرزاق ص۳۹۹ ج ۱۱

نیز یہ روایت بھی صحیح ہے کیوں کہ بخاری و مسلم دونوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ جیسے مصنف عبد الرزاق کے محشی علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی نے لکھا ہے۔ اخرجه الشيخان لفظ البخاری ومسلم امامكم منكم ص۴۰۰ ج ۱۱

یعنی یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی مروی ہے اور بخاری و مسلم دونوں میں لفظ وامامکم منکم مروی ہے

(۳۴) حدثنا عمرو الناقد وابن ابی عمرو واللفظ لعمرو قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن امية بن صفوان سمع جده عبد الله بن صفوان يقول اخبرتني حفصة انها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليؤمن هذا البيت جيش يغزونه حتى اذا كانوا ببيداء من الارض يخسف باوسطهم وينادى اولهم آخرهم ثم يخسف بهم فلا يبقى الا الشريد الذى يخبر عنهم فقال رجل اشهد عليك انك لم تكذب على حفصة واشهد على حفصة انها لم تكذب على النبي صلى الله عليه وسلم۔ الصحيح لمسلم ص۳۸۸ ج۲

(۳۵) وحدثني محمد بن حاتم بن ميمون حدثنا الوليد بن صالح

حدثنا عبید اللہ بن عمرو انبأنا زید بن ابی انیسہ عن عبد الملک العامری عن یوسف بن ماھک قال اخبرنی عبد اللہ بن صفوان عن ام المؤمنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیعوذ بھذا البیت یعنی الکعبۃ قوم لیست لھم منعۃ ولا عدد ولا عدۃ یبعث الیھم جیش حتی اذا کانوا ببیداء من الارض خسف بھم قال یوسف واھل الشام یومئذ یسیرون الی مکۃ فقال عبد اللہ بن صفوان ام واللہ ما ھو بھذا الجیش الذی ذکرہ عبد اللہ بن صفوان ۔ مسلم ص۳۸۸ ج ۲

ان دونوں روایتوں کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک لشکر بیت اللہ کا قصد کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بیداء کے مقام پر زمین دھنسا دیں گے آگے عبد اللہ بن صفوان فرماتے ہیں کہ اس سے شامیوں کا وہ لشکر مراد نہیں جو عبد اللہ بن زبیر کے دور میں بیت اللہ کے پاس ان سے مقابلے کے لئے آئے گا

ان دونوں روایتوں میں اگرچہ مہدی کی صراحت نہیں ہے لیکن ان دونوں صحیح روایتوں میں وہ صفات مذکور ہیں جو مہدی کے نام کے ساتھ صراحت سے احادیث میں ذکر ہیں جس سے صرف اتنا ثابت کرنا مقصود ہے کہ مہدی کے متعلق وہ روایتیں جو پہلے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے گذر چکی ہیں وہ بے اصل نہیں۔ بلکہ ان کی مؤید روایتیں مسلم میں بھی موجود ہیں ۔ نیز یہ کہ مسلم ہی میں ان روایتوں کے بعد جو روایت مروی ہے، جس کو ہم آگے چل کر نقل کریں گے، اس میں رجل من قریش کے الفاظ موجود ہیں جس سے محدثین کی تصریح کے مطابق مہدی ہی مراد ہے۔ تو گویا ان حدیثوں کا تعلق بھی ظہور مہدی کے ساتھ ہے۔ نیز یہ کہ حدیث کے ساتھ .....

تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ امام مسلمؒ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مبہم روایتوں کو پہلے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس روایت کی تشریح کے دوسری روایتیں نقل کرتے ہیں۔ اور ان روایتوں کے بعد امام مسلمؒ نے رجلٌ من قریش والی روایت نقل کی ہے۔ جس میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ ان روایتوں کا تعلق بھی ظہورِ مہدی ہی سے ہے۔

(۳۶) حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یونس بن محمد حدثنا القاسم بن الفضل الحرانی عن محمد بن زیاد عن عبد الله بن الزبیر ان عائشة قالت عبث رسول الله صلی الله علیه وسلم فی منامه فقلنا یا رسول الله صنعت شیئاً فی منامك لم تكن تفعله فقال العجب ان ناساً من امتی یؤمون البیت برجل من قریش قد لجأ بالبیت حتی اذا كانوا بالبیداء خسف بهم فقلنا یا رسول الله ان الطریق قد یجمع الناس قال نعم فیهم المستبصر والمجبور وابن السبیل یهلكون مهلكاً واحداً و یصدرون من مصادر شتی یبعثهم الله علی نیاتهم ۔ (مسلم ص۳۸۸ ج ۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں ہل گئے اور مضطرب ہوئے تو ہم نے پوچھا کہ آج آپؐ نے ایسا کام کیا کہ جو آپؐ نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا فرمایا کہ ہاں تعجب ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ قریش کے ایک آدمی کو قتل کرنے کے لئے بیت اللہ کا قصد کریں گے جبکہ اس نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی یہاں تک کہ یہ لشکر جب بیداء تک پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔

اب اس حدیث میں رجلٌ من قریش سے مراد مہدی ہیں۔ اس لئے

کہ عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لئے جو لشکر آیا تھا وہ تو زمین میں نہیں دھنسا۔ تاریخ اس کی گواہ ہے۔ نیز لشکر کی یہ صفات ان احادیث میں مروی ہیں جس میں مھدی کے نام کی صراحت بھی ہے اور ان احادیث کو محدثین نے خروجِ مہدی کے ابواب میں نقل بھی کیا ہے تو معلوم ہوا کہ قریش کے اس آدمی سے مراد مھدی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۳۷) حدثنا زهير بن حرب وعلى بن حجر واللفظ لزهير قالا حدثنا اسمعيل بن ابراهيم عن الجريرى عن ابى نضرة قال كنا عند جابر بن عبد الله فقال يوشك اهل العراق ان لا يجبئ اليهم قفيز ولا درهم قلنا من اين ذاك قال من قبل العجم يمنعون ذاك ثم قال يوشك اهل الشام ان لا يجبئ اليهم دينار ولا مدى قلنا من اين ذاك قال من قبل الروم ثم سكت هُنَيَّة ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فى آخر امتى خليفة يحثي المال حثيا ولا يعده عدا قال قلت لابى نضرة وابى العلاء اترياں انه عمر بن عبد العزيز فقال لا (الصحيح لمسلم ص ۳۹۵ ج ۲)

یعنی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، قریب ہے کہ اہل عراق کے پاس نہ درہم و دینار آئیں گے نہ کچھ غلہ کسی نے پوچھا کہ یہ مصیبت کس کی طرف سے آئے گی کہا کہ عجم کی طرف سے پھر فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل شام کی بھی یہی حالت ہوگی تو کسی نے پوچھا کہ یہ کس کی طرف سے، کہا کہ اہل روم کی طرف سے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گنے تقسیم کریگا جریری کہتے ہیں کہ میں نے ابو نضرہ اور ابو العلاء

سے پوچھا کہ کیا اس خلیفہ سے مراد عمر بن عبدالعزیز ہیں تو فرمایا کہ نہیں۔

اس حدیث میں بھی خلیفہ سے محدثین کی تصریحات کے مطابق مہدی مراد ہیں۔ کیوں کہ اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ نے مہدی کے صفات میں خروجِ مہدی کے باب میں ذکر کیا ہے۔

(۳۸) حدثنا نصر بن علی الجهضمی حدثنا بشر یعنی ابن المفضل ح وحدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل یعنی ابن عُلیّة کلاهما عن سعید بن یزید عن ابی نضرة عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من خلفائکم خلیفة یحثو المال حثیاً ولا یعده عدداً وفی روایة ابن حجر یحثی المال۔ (صحیح مسلم ص۳۹۵ ج ۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خلفاء میں ایک خلیفہ ہوں گے جو مال کو بغیر گنے تقسیم کریں گے۔ اس حدیث میں بھی سابق تفصیل کے مطابق خلیفہ سے مراد مہدی ہیں۔

(۳۹) وحدثنی زهیر بن حرب حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث حدثنا ابی حدثنا داود عن ابی نضرة عن ابی سعید وجابر بن عبد الله قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یکون فی آخر الزمان خلیفة یقسم المال ولا یعده (مسلم ص۳۹۵ ج۲)

اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو گذشتہ حدیثوں کا تھا۔

اس حدیث میں بھی خلیفہ سے مراد مہدی ہیں۔ کما بیناہ۔

(۴۰) حدثنی حرملة بن یحییٰ قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی نافع مولیٰ ابی قتادة الانصاری ان

اباھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم. (صحیح مسلم ص۸۷ ج۱)

یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب حضرت عیسٰی علیہ السلام اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

تمہارا امام تم میں سے ہوگا اس سے مراد مھدی ہیں جیسے کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الملہم ص۳۰۳ ج۱

(۴۱) حدثنا الولید بن شجاع و ھارون بن عبد اللہ وحجاج بن الشاعر قالوا حدثنا حجاج و ھو ابن محمد عن ابن جریج قال اخبرنی ابو الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ (مسلم ص۸۷ ج۱)

یعنی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمارہے تھے کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق کے لئے لڑتی رہے گی اور وہ غالب رہیگی یہاں تک کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر ان سے عرض کریں گے کہ آئیے نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے کہ نہیں اس امت کے لوگ خود بعض بعض کے لئے امام اور امیر ہیں

اس حدیث میں بھی مسلمانوں کے امیر سے مراد مھدی ہیں۔ جیسے کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں لکھا ہے کہ قولہ فیقول امیرھم الخ ھو امام المسلمین المھدی الموعود المسعود۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص۳۰۲ ج۱)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ سب احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہے اس سے مراد مہدی ہیں۔

(۴۲) ابشروا بالمهدی رجل من قریش من عترتی یخرج فی اختلاف من الناس وزلزال فیملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً ویرضی ساکن السماء وساکن الارض ویقسم المال سماحاً بالسویة ویملأ قلوب امة محمد غنی ویسعهم عدله حتی انه یأمر منادیاً ینادی من له حاجة الی فما یأتیه احد الا رجل واحد یأتیه فیسئله فیقول ائت السادن حتی یعطیك فیأتیه فیقول انا رسول المهدی الیك لتعطینی مالاً فیقول احث فیحثی ولا یستطیع ان یحمله فیلقی حتی یکون قدر ما یستطیع ان یحمله فیخرج به فیندم فیقول انا کنت اجشع امة محمد نفساً کلهم دعی الی هذا المال فترکه غیری فیرد علیه فیقول انا لا نقبل شیئاً اعطیناه فیلبث فی ذلك ستاً او سبعاً او ثمانیاً او تسع سنین ولا خیر فی الحیوة بعده

(منتخب کنز العمال علی هامش مسند احمد ص۲۹ ج ٦)

ابو سعید الخدری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری قبول کرو مہدی کے ساتھ کہ میرے اہل میں سے ہوگا اور اس کا ظہور امت کے اختلاف اور زلزلوں کے وقت ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جیسے کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھر چکی ہوگی، زمین اور آسمان کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے اور مال برابر اور عدل سے تقسیم کرے گا

اورامتِ محمدی کے دلوں کو مستغنی کر دیگا یہاں تک کہ ان کا منادی آواز دے گا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ میرے پاس آئے، سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہیں آئے گا وہ ایک آدمی آکران سے سوال کریگا تو وہ فرمائیں گے کہ میرے خزانچی کے پاس جاؤ وہ جائے گا تو خزانچی سے کہے گا کہ میں مہدی کا فرستادہ ہوں مجھے مال دیدے، وہ کہے گا لے لو تو وہ اتنا لے گا کہ اٹھا نہیں سکے گا پھر اس کو کم کرے گا اتنا لے گا جتنا کہ اٹھا سکے گا پھر باہر جا کر نادم ہو جائے گا کہ پوری امت کو آواز دی گئی، سوائے میرے کوئی نہیں آیا تو وہ مال واپس کرنا چاہے گا لیکن خزانچی کہے گا کہ نہیں ہم جب کچھ دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے مھدی چھ یا سات یا آٹھ یا نو سال تک رہے گا۔

یہ حدیث منتخب کنز العمال میں محدث علی متقی نے مسند احمد کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اور مسند احمد کی حدیثوں کے متعلق اس نے کتاب کے ابتداء میں بتایا ہے

و کلّ ماکان فی مسند احمد فھو مقبول فان الضعیف الذی فیہ یقرب من الحسن ۔ (منتخب کنز العمال علی ھامش مسند احمد)

یعنی جو حدیث مسند احمد کی ہو گی وہ مقبول ہے اس میں اگر ضعیف بھی ہو تو وہ درجہ حسن کے قریب ہو تی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بہر حال مقبول ہے۔ نیز یہ حدیث ان ہی الفاظ کے ساتھ مسند احمد میں $\frac{52}{37}$ میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ رُواۃ کی تفصیل یہ ہے :

(١) زید بن الحباب : ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التھذیب میں لکھا ہے اصلہ من خراسان وکان بالکوفۃ ورحل فی

الحدیث فاکثر منہ وھو صدوقؒ ص۱۱۴

یعنی اصلاً یہ خراسان کے باشندے تھے لیکن کوفہ میں رہتے تھے اور سچے تھے۔ نیز حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق یہ مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ گویا ان سب کے نزدیک قابلِ اعتبار ہے

(۲) حماد بن زیدؒ: ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے ثقۃؒ ثبت فقیہ ص۸۲۔ یعنی قابلِ اعتماد اور فقیہ تھے۔

(۳) معلی بن زیادؒ: معلی بن زیاد کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ صدوقٌ قلیل الحدیث زاھدٌ ص۲۳۳

یعنی سچے اور زاھد ہیں اور بہت کم حدیث نقل کرتے ہیں۔

خلاصہ تذہیب تھذیب الکمال میں خزرجیؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وثقہ ابوحاتم ص۳۸۳، یعنی ابوحاتمؒ نے ان کو قابلِ اعتماد کہا ہے

نیز یہ کہ امام بخاریؒ نے بھی ان سے تعلیقاً صحیح بخاری میں روایت لی ہے اور مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں

(۴) ابو الصدیق الناجی: ان کا نام بکر بن عمرو ہے اور یہ سنن اربعہ یعنی ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں ان کی توثیق کی ہے۔ ص۴۷

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت قابلِ اعتماد اور صحیح ہے۔

(۴۳) إذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی۔

(منتخب کنز العمال ص۲۹ ج۶ علی ھامش مسند احمد)

یعنی جب تم کالے جھنڈے دیکھو کہ خراسان کی طرف سے آئے تو

اس کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اسمیں خدا کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔

اس روایت کو صاحب منتخب نے مسند احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اور مستدرک حاکم، بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان اور مختارہ ضیاء مقدسی کے متعلق مصنف نے امام سیوطی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مافی الکتب الخمسة خ م حب ك ص صحيح فالعزو اليها معلمٌ بالصحة سوى مافى المستدرك من المتعقب فانبه عليه۔

{ منتخب کنز العمال صہ ج ۱
{ علی حاشی مسند احمد ج ۱

یعنی بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک اور ضیاء مقدسی کے مختارہ سے جب ہم روایت نقل کریں گے اور ان کتابوں کی طرف منسوب کریں گے تو یہ اس روایت کی صحت کی علامت ہے۔ ہاں مستدرک کی وہ روایات جن پر جرح ہے اس پر تنبیہ کر دوں گا اور اس روایت پر کوئی تنبیہ نہیں کی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل اعتبار ہے۔

نیز یہ کہ یہ روایت مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

حدثنا وكيع عن الاعمش عن سالم عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم رايات السود قد جاءت من قبل خراسان فائتوها فان فيها خليفة الله المهدي۔

(ص۲۷۷ ج ۵)

اس روایت کے راوی سب ثقہ ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) وکیع: ان کا نام وکیع بن الجراح ہے، یہ مشہور محدث ہیں اور ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے

کہ ثقہؒ، ص۳۶۹، نیز اگر وکیع بن عدس ہو یا وکیع بن محرز ہو تو
دونوں بھی ثقہ ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب ص۳۶۹

(۲) اعمشؒ: ان کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ یہ بھی ثقہ ہے۔
تقریب التھذیب ص۱۳۶

حافظؒ نے لکھا ہے کہ ثقہؒ حافظؒ عارفؒ بالقراءۃ ورعؒ۔ یعنی
قابلِ اعتماد ہیں۔

(۳) سالمؒ: سالم سے مراد سالم بن ابی الجعد ہیں۔ ان کے متعلق
حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ثقہؒ وکان یرسل۔ یعنی ثقہ ہے اور ارسال
کرتے ہیں۔ تقریب التہذیب ص۱۱۴۔

اور علامہ خزرجیؒ نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ:

قال احمد لم یلق ثوبان وقال البخاری لم یسمع منہ۔ یعنی
امام احمدؒ نے فرمایا کہ ان کی ملاقات ثوبانؓ سے ثابت نہیں ہے۔
اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ انہوں نے ثوبانؓ سے نہیں سنا۔

تو اب اس روایت پر اعتراض ہوگا کہ یہ روایت انہوں نے ثوبانؓ سے
بلا واسطہ نقل کی ہے تو منقطع ہوگی لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے اور
ثوبانؓ کے درمیان معدان بن ابی طلحہ موجود ہے جیسے کہ خود مسند احمد میں ص۲۷۶ ج۵
و ص۲۸۰ ج ۵ و ص۲۸۱ ج ۵ و ص۲۸۴ ج ۵ میں سالم اور ثوبان کے درمیان
معدان بن ابی طلحہ موجود ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی سالم نے
معدان ہی سے لی ہے۔ البتہ ان کی عادت ارسال کی تھی یا یہ کہ معدان
ان کے مشہور استاد تھے اس لئے ان کا نام ذکر نہیں کیا اور اگر تدلیس
بھی کی ہے تو تدلیس ثقہ سے ہوگی اس لئے کہ معدان بھی ثقہ ہے۔ جیسے کہ

حافظ ابن حجرؒ نے معدانؒ کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ شامی ثقۃ ہے ص۲۳۳ یعنی معدانؒ بن ابی طلحہ شامی ہیں اور قابلِ اعتماد ہیں۔ تو تدلیس ثقہ سے ہے اور ایسی صورت تدلیس کی محدثین کے نزدیک قابلِ اعتبار ہوتی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بہرحال قابلِ اعتبار ہے۔ نیز سالمؒ کی توثیق، ابوزرعہؒ، یحییٰ بن معینؒ اور امام نسائیؒ نے کی ہے۔ تو وہ خود بھی ثقہ ہیں۔ حاشیہ خلاصہ ص۳۱۰

اسی طرح معدانؒ کی توثیق بھی عجلیؒ اور ابن سعدؒ نے کی ہے۔ حاشیہ خلاصہ ص۳۸۳

نیز یہ کہ یہ حدیث مستدرک حاکم میں ثوبانؓ سے بجائے معدانؒ بن ابی طلحہ کے ابو اسماء الرحبی نے نقل کی ہے۔ مستدرک حاکم ص۵۰۲ ج ۴

اور ابو اسماء الرحبی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ان کا نام عمرو بن مرثد ہے۔ ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التھذیب میں لکھا ہے کہ ثقہ اور قابلِ اعتبار راوی ہیں۔ ص۲۶۲

اسی طرح خلاصہ میں خزرجیؒ نے ان کی توثیق عجلی سے نقل کی ہے ص۲۹۳

مستدرک کے روایت میں ابو اسماء سے نقل کرنے والے ابو قلابہ ہیں۔ ابو قلابہ اگر عبداللہ بن زید الجرمی ہوں تو یہ بھی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق تقریب میں لکھا ہے ثقۃ فاضل ص۱۷۴

اور اگر ابو قلابہ سے مراد عبدالملک بن محمد ہوں کہ یہ بھی ابو قلابہ کہلاتے ہیں تو یہ بھی ثقہ ہیں۔ ان کے متعلق بھی حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ صدوق یعنی سچے ہیں ص۲۲۰، تقریب

ابو قلابہ سے نقل کرنے والے خالد الحذاء ہیں۔ ان کا نام خالد بن مہرانؒ ہے

حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ ثقہ ہےؒ (تقریب التھذیب ص۹۰)
یعنی قابلِ اعتماد ہیں۔ اسی طرح خلاصہ للخزرجی میں ان کی توثیق منقول ہے ص۱۰۲
اسی طرح تھذیب التھذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یحی بن معینؒ،
نسائیؒ، امام احمدؒ وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ حاشیہ خلاصہ للخزرجی ص۱۰۳
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ روایت منفرد سالم بن ابی الجعد سے نہیں ہے
بلکہ اس کا متابع مستدرک کے روایت میں موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۴۴) ستكون بعدى خلفاء ومن بعد الخلفاء امراء ومن بعد الامراء ملوك ومن بعد الملوك جبابرة ثم يخرج رجل من اهل بيتى يملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً ثم يؤمر بعده القحطانى فوالذى بعثنى بالحق ماهو بدونه

(منتخب کنز العمال ص۳۰ ج ۶)

یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے پھر ان کے بعد امیر ہوں گے پھر ان کے بعد بادشاہ ہوں گے پھر ان کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے پھر میرے اہل میں سے ایک آدمی نکلے گا وہ زمین کو عدل سے بھر دیگا، جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے بعد قحطانی امیر ہوں گے وہ عدل میں ان سے کم نہیں ہوں گے۔

اس روایت میں بھی رجل من اھل بیتی سے مراد مہدی ہیں مصنف کا اس کو مہدی کے باب میں نقل کرنا اس کی دلیل ہے۔ نیز یہ روایت قابلِ اعتبار ہے کیوں کہ اس روایت کو طبرانی کبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور مصنف کے حوالے سے پہلے ہم نقل کر چکے ہیں چونکہ طبرانی وغیرہ کی روایت اگر ضعیف ہوتی ہے تو وہ اس پر تنبیہ کرتے ہیں لیکن اس روایت کے بعد کوئی تنبیہ نہیں کی ہے جو

اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔

(۴۵) اللّٰھم انصر العباس وولد العباس ثلاثًا یا عم اما علمت ان المھدی من ولدك مرفقًا رضیًا مرضیًا۔

(منتخب کنز العمال ص۳۱ ج ٦)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے چچا کیا آپ نہیں جانتے کہ مہدی آپ کے اولاد میں سے ہوگا۔ اس

اس روایت کے متعلق صاحبِ منتخب نے آخر میں لکھا ہے کہ رجال سندہ ثقات علیہ یعنی اس حدیث کی سند کے راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث میں فرمایا کہ مہدی عباسؓ کی اولاد سے ہونگے تو ممکن ہے کہ ماں کی طرف سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں اور باپ کی طرف سے حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہونگے یا بالعکس

(۴٦) یبایع رجل بین الرکن والمقام ولن یستحل ھٰذا البیت الا اھلہ فاذا استحلوہ فلا تسأل عن ھلکۃ احدٍ تجیئ الحبشۃ فیخربونہ خرابًا لا یعمر بعدہ ابدًا وھم الذین یستخرجون کنزہ

(منتخب کنز العمال ص۳۱ ج ٦)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کی بیعت رکن اور مقام کے درمیان کی جائے گی اور بیت اللہ کو لڑائی کے لئے حلال نہیں کریں گے مگر اس کے بعد پھر سب کی ہلاکت ہوگی حبش آئیں گے اور بیت اللہ کو ویران کریں گے اس کے بعد کبھی اس کی تعمیر نہیں ہوگی اور یہی لوگ بیت اللہ کا خزانہ نکالیں گے

اس روایت میں رجل سے مراد مہدی ہے کیوں کہ صاحب کتاب نے اس حدیث کی تخریج مہدی کے باب میں کی ہے۔ نیز یہ کہ یہ حدیث بھی

مصنف کی تصریح کے مطابق صحیح ہے۔ اس حدیث کو صاحبِ منتخب نے مسند احمد، مستدرک حاکم اور مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور مصنف کا یہ قانون ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ مستدرک حاکم کی طرف کسی حدیث کی نسبت اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے اگر کوئی ضعف ہو تو مصنف اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ نیز مسند احمد کے بارے میں بھی مصنف نے یہ قانون بیان کیا ہے کہ اس کی احادیث صحیح اور حسن کے درجے کی ہوتی ہیں اور اگر کوئی حدیث ضعیف بھی ہو تو وہ محدثین کے نزدیک قبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو منتخب کنز العمال ص۸ ج ۱، ص۹ ج ۱

مسند احمد کے بارے میں اس قانون کو حافظ ابن حجرؒ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے۔

مسند احمدؒ کے وہ احادیث جن پر امام ابن الجوزیؒ نے وضع کا حکم لگایا تھا اس کو حافظؒ نے تسلیم نہیں کیا بلکہ القول المسدد کے نام سے اس پر مستقل کتاب لکھی اور ثابت کیا ہے کہ وہ احادیث بھی موضوع نہیں ہیں۔

(۴۷) عن علی قال لا یخرج المهدی حتی یبصق بعضکم فی وجه بعض۔ (منتخب کنز العمال ص۳۱ ج ۶)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مہدی کا خروج اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ تم ایک دوسرے کے منہ پر نہ تھوکو۔

یعنی لوگوں کی حالت ایسی ہوگی کہ تہذیب انسانیت ان میں نہیں ہوگی اور ہر طرف فتنہ و فساد ہوگا تب مہدی کا ظہور ہوگا۔

یہ حدیث بھی قابلِ اعتبار ہے کیونکہ اس پر مصنف نے کوئی جرح نہیں کی ہے

(۴۸) عن علی اذا خرج خیل السفیانی فی الکوفة بعث فی طلب اهل خراسان ویخرج اهل خراسان فی طلب المھدی فیلتقی ھو والھاشمی برایات سود علی مقدمتہ شعیب بن صالح فیلتقی ھو والسفیانی بباب اصطخر فتکون بینھم ملحمۃ عظیمۃ فتظھر الرایات السود وتھرب خیل السفیانی فعند ذٰلک یتمنی الناس المھدی ویطلبونہ۔ (منتخب کنز العمال ص۳۳ ج ۶ علی ہامش مسند احمد ج ۶)

حضرت علیؓ کی روایت ہے جب سفیانی کا لشکر نکل کر کوفہ آئے گا تو اہل خراسان کے طلب میں لشکر بھیجے گا اور اہل خراسان مہدی کی طرف جائیں گے تو کالے جھنڈوں کے ساتھ ملیں گے تو وہاں پر ہاشمی اور سفیانی کے لشکروں میں لڑائی ہو گی ہاشمی کا لشکر غالب آجائے گا اور سفیانی کا لشکر بھاگ جائے گا اس وقت لوگ مہدی کی تمنا کریں گے اور ان کو تلاش کرینگے۔

یہ اور اس سے ماقبل والی روایت دونوں اگرچہ موقوف ہیں لیکن ایک تو یہ کہ یہ روایتیں مرفوع بھی مروی ہیں نیز یہ کہ مسائل غیر مدرک بالقیاس میں قول صحابی مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس روایت پر مصنف نے بھی کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ تو ان کے قاعدے کے مطابق یہ روایتیں صحیح ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۹) عن علی قال المھدی فتی من قریش آدم ضرب من الرجال (منتخب کنز العمال ص۳۴ ج ۶ علی ہامش مسند احمد)

یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مہدی قریش کے نوجوان ہوں گے اور چھریرے بدن کے آدمی ہوں گے۔

(۵۰) عن علیؓ قال المھدی رجل منا من ولد فاطمۃ

(منتخب کنز العمال ص۳۰ ج ۶)

یعنی مہدی ہم میں سے ہوں گے حضرت فاطمہؓ کے اولاد سے۔

(۵۱) عن علیؓ قال یبعث بجیش الی المدینۃ فیأخذون من قدروا علیہ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم و یقتل من بنی ھاشم رجالاً ونساءً فعند ذٰلک یھرب المھدی والمبیض من المدینۃ الی مکۃ الخ (منتخب کنز العمال ص۳۳ ج ۶ علی ھامش مسند احمد ج ۶)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی طرف ایک لشکر بھیجی جائے گی وہ آلِ بیت کو قتل کریں گے مہدی اور مبیض مکہ بھاگ جائیں گے

اس حدیث کو بھی مصنف نے بلا کسی جرح کے نقل کیا ہے، جو ان کے نزدیک صحت کی دلیل ہے۔

یہ پچاس حدیثیں ہیں جو صراحتاً ظہور مہدی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہورِ مہدی کا عقیدہ بے اصل و بے بنیاد نہیں جیسے کہ اختر کاشمیری صاحب کا دعویٰ ہے

ظہور مہدی کے متعلق کچھ احادیث اور بھی ہیں جو مستدرک کی جلد رابع میں اور منتخب کنز العمال میں ص۲۹ ج ۶ سے ص۳۶ ج ۶ تک مروی ہیں۔

نیز امام ترمذیؒ، عبدالرزاق، ابن ماجہ، ابو عبداللہ حاکم اور دوسرے محدثین نے اپنی کتابوں میں اس کے لئے ابواب قائم کئے ہیں جو صراحتاً اس کی دلیل ہے کہ یہ عقیدہ ان بزرگوں کے نزدیک بے اصل و بے بنیاد نہیں۔ ورنہ یہ جلیل القدر محدثین اپنے کتابوں میں اس کے لئے ابواب قائم نہ کرتے۔

الباب الثّانی

عقیدۂ ظہورِ مہدی محدّثینؒ کی نظر میں

اس سے پہلے ہم وہ احادیث محدّثینؒ کی کتابوں سے نقل کر چکے ہیں جن میں ظہورِ مہدی کا ذکر تھا۔ متعدد محدّثین نے اس کے لئے اپنی کتابوں میں ابواب قائم کئے ہیں جس سے ان کا عقیدۂ ظہور مہدی بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے۔

علم حدیث سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ محدثین اپنی کتابوں میں جو ابواب قائم کرتے ہیں وہ ان کی نظر میں احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ خصوصًا اس صورت میں جبکہ باب میں نقلِ حدیث کے بعد وہ اس پر سکوت کرتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق اب یہ بات بلا خوف وخطر کہی جا سکتی ہے کہ جن محدّثین نے ظہورِ مہدی کے احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اور ان احادیث پر ابواب بھی قائم کئے ہیں تو یہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوں گے۔ اب اس کے بعد ہم ان محدّثین کی نشاندہی کرتے ہیں جنھوں نے

ظہورِ مہدی کے احادیث کو نقل کر کے ابواب قائم کئے ہیں :

① امام ترمذیؒ[1]

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی البوغی المتوفی ۲۷۹ھ۔

امام ترمذی نے اپنی کتاب "سُنن ترمذی" میں ابواب الفتن میں "باب ماجاء فی المھدی" کا باب قائم کیا ہے (ص۵۶ ج ۲ وفی بعض المطابع ص۴۶ ج۲) اور اس کے تحت وہ احادیث مسلسل سندوں

---

[1] امام ترمذی کے متعلق شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ : "و ترمذی را در حفظ بی مثل دانند و اورا خلیفہ بخاری گفتہ اند و تورع و زہد و خوف بحدی داشت کہ فوق آن متصور نیست، بخوف الٰہی بسیار گریہ و زاری کرد و نابینا شد" (بستان المحدثین ص۲۹۰) اور ان کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ : "و این جامع بہترین آن کتب است بلکہ بہ بعضے وجوہ و حیثیات از جمیع کتب حدیث خوب تر واقع شدہ" ص۲۹۱ - اور خود شاہ صاحبؒ نے امام ترمذیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ : "ترمذی گفتہ است کہ من ہرگاہ از تصنیف این جامع فارغ شدم آنرا بعلماء حجاز شریف نمودم، ایشان ہم پسند فرمودہ بعد از ان پیش علماء عراق بردم ایشان نیز متفق الکلام آن را مدح کردند بعد ازان بر علماء خراسان عرض کردم ایشان نیز رضامند شدند۔ بعد ازان ترویج و تشہیر نمودم و نیز گفتہ در خانہ ہر کہ این کتاب باشد پس گویا در خانۂ او پیغمبر است کہ تکلم می کند"
(بستان المحدثین ص۲۹۲)

اسی طرح اس کتاب کے بارے میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب الحطہ فی ذکر صحاح ستہ میں ص۲۳۹ سے ص۲۴۲ تک علماء کے اقوال نقل کئے ہیں اور پوری وضاحت سے اس کتاب کا مرتبہ واضح کیا ہے۔

کے ساتھ نقل کی ہیں جن کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اور ان کی اسنادی حیثیت بھی واضح کی جاچکی ہے، اس سے ان کے عقیدے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خود امام ترمذیؒ نے کتاب العلل میں واضح کیا ہے جمیع ما فی هٰذا الکتاب من الحدیث هو معمول به وبه اخذ بعض اهل العلم ما خلا حدیثین، حدیث ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم جمع بین الظهر والعصر بالمدینة والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفر ولا مطر وحدیث النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اذا شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه وقد بینا علة الحدیثین جمیعاً فی الکتاب۔

(سنن ترمذی کتاب العلل ص۲۵۴)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی کے سب احادیث اُمت میں کسی نہ کسی امام کے ہاں معمول بہا ہیں اور سوائے ان دونوں حدیثوں کے کوئی بھی حدیث پوری امت کے نزدیک متروک نہیں

اگرچہ ان دونوں حدیثوں کے متعلق بھی بعض محدثین نے ذکر کیا ہے کہ یہ بھی معمول بہا ہیں[1] لیکن بہرحال اتنا تو معلوم ہوا کہ باقی احادیث چاہے اعمال کے ساتھ

---

[1] حضرت الامام الحافظ الحجۃ شاہ انورشاہ کشمیریؒ سے منقول ہے کہ:

واعلم ان الحدیثین معمولان بهما عندنا علی ما حررت سابقاً وان المذکور فی الحدیث هو الجمع الفعلی وذلک جائز عندنا ماذ عذر و اما قتل شارب الخمر فی المرة الرابعة فحب [illegible] عندنا تعزیراً۔

(العرف الشذی ص۴۸۶ کتاب العلل)

و قال محدث العصر الشیخ البنوری (بعد خلاف اقوال المحدثین) (باقی ص۔۔۔

ان کا تعلق ہو یا عقائد کے ساتھ وہ معمول بھا ہیں۔

(۲) امام ابوداؤدؒ :

سلیمان بن الاشعث بن اسحٰق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ

امام ابوداؤدؒ نے بھی اپنی کتاب سنن ابو داؤد میں کتاب الفتن میں احادیثِ مہدی پر باب قائم کیا ہے ص۲۳۲ ج ۲ تا ص۲۳۳ ج ۲ اور ظہور مہدی کی احادیث اپنی مسلسل سندوں کے ساتھ نقل کی ہیں اور بعض احادیث پر سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک کم از کم حسن کے درجہ کی ہیں [1] (اس بحث کو ہم پہلے باحوالہ لکھ چکے ہیں) اس سے ان کا اعتقاد واضح ہوتا

قال شیخنا و کل هذا تکلف والصحیح الذی یعتمد ان یقال کان هو الجمع فعلاً او وقتاً واعترف به الحافظ ابن حجر فی الفتح جلد ۱۹ ج ۲ فقال واستحسنه القرطبی ورجحه قبله امام الحرمین وجزم به من القدماء ابن الماجشون و الطحاوی الخ (معارف السنن ص۱۶۳ ج ۲)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ھذا) [1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے سنن ابو داؤد کے متعلق لکھا ہے: چون از تصنیف این سنن فارغ شد پیش امام احمد بن حنبل برد و عرض نمود۔ امام دیدند و بسیار پسند کردند۔ وابو داؤد در وقت تصنیف این سنن پنج لاکھ احادیث حاضر داشت از جملہ آنہا انتخاب نمودہ است کہ این سنن را مرتب ساختہ چار ہزار و ہشت صد احادیث است و در وے التزام نمودہ است کہ حدیث صحیح باشد یا حسن۔ (بستان المحدثین ص۲۸۵)

ہے کہ یہ بھی امام مہدی کے ظہور کے قائل تھے اس لئے ظہورِ مہدی کی احادیث کو اپنے کتاب میں لائے۔

(۳) امام ابن ماجہؒ

ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی ربعی المتوفی ۲۷۳ھ انہوں نے بھی اپنی کتاب میں فتن کے ابواب کے ضمن میں ظہور مہدی کی کچھ احادیث کو اپنے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو باب خروج المہدی ص۲۹۹۔ ان احادیث سے بھی ان کے عقیدہ پر استدلال کیا جائیگا کما مر۔

سنن ابن ماجہ میں اگرچہ کچھ احادیث موضوع بھی ہیں لیکن یہ احادیث ان احادیث میں شامل نہیں جن پر محدثین نے وضع کا قول کیا ہے۔

ابن ماجہ کی وہ سب احادیث جن کو کسی محدث نے موضوع کہا ہے علامہ عبد الرشید نعمانی مدظلہ کی کتاب "ما تمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ" میں موجود ہیں ظہورِ مہدی کی احادیث ان میں شامل نہیں ہیں۔ ہاں "لا مہدی الا عیسیٰ" کے حدیث پر محدثینؒ نے ضرور کلام کیا ہے[1] جس سے ظہور مہدی کے منکرین استدلال کرتے ہیں

---

[1] اس حدیث کے متعلق علامہ شوکانیؒ نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" میں لکھا ہے کہ: حدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم قال الصغانی موضوع ص۱۵۰۔ اسی طرح امام ابن قیمؒ نے "المنار المنیف" میں اس حدیث کو موضوع لکھا ہے۔

(۴) امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافعؒ

آپ نے بھی اپنی کتاب "مصنف عبدالرزاق" میں ظہور مہدی کا باب قائم کیا ہے اور اس کے تحت احادیث ظہور مہدی ذکر کی ہیں ص۳۷۱ ج۱۱ تا ص۳۷۲ ج۱۱

(۵) الامام الحافظ ابو عبداللہ الحاکم النیسابوریؒ

آپ نے بھی اپنی کتاب "مستدرک حاکم" میں ظہورِ مہدی کے متعلق بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ ملاحظہ ہو مستدرک حاکم ص۵۰۲ ج۴ و ص۵۲۰ ج۴ و ص۵۵۳ ج۴ و ص۵۵۴ ج۴ و ص۵۵۷ ج۴ و ص۵۵۸ ج۴۔ اس سے ان کے عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے کہ حاکم بھی عقیدۂ ظہورِ مہدی کے قائل تھے اس لئے انھوں نے ان احادیث کی تخریج اپنی کتاب میں کی ہے۔[۱]

---

[۱] عبدالرزاق کو اگرچہ بعض محدثین نے شیعہ کہا ہے لیکن ان کی احادیث محدثین کے ہاں مقبول ہیں۔ کیونکہ متقدمین کے تشیع کو آج کل کے تشیع پر قیاس نہیں کرنا چاہئے عبدالرزاق نے مصنف میں شیخینؓ اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں احادیث ذکر کی ہیں۔ ملاحظہ ہو ص۔۔۔ اور علامہ ذہبیؒ نے خود عبدالرزاق کا قول نقل کیا ہے کہ: وقال احمد بن الازہر سمعت عبد الرزاق یقول اُفضّل الشیخین بتفضیل علی ایاہما علی نفسہ و لو لم یفضلہما لم افضّلہما کفی بی إزراء ان احبّ علیاً ثم اخالف قولہ۔ میزان الاعتدال ص۶۱۳ ج۲ اور دوسرا قول یہ بھی منقول ہے کہ واللہ ما انشرح صدری قط ان افضّل علیاً علی ابی بکرؓ وعمرؓ۔ میزان ص۶۱۲ ج۲

اس طرح عبدالرزاق کی توثیق کے متعلق یحیی بن معینؒ کا یہ قول بھی میزان الاعتدال میں منقول ہے

(بقیہ حاشیہ ص۔۔۔ پر)

⑦ امام سیوطیؒ

آپ نے اپنی کتاب جمع الجوامع اور جامع صغیر وغیرہ میں ظہور مہدی کی احادیث کو ذکر کیا ہے بلکہ اس موضوع پر مستقل رسالہ بھی لکھا ہے جس میں مہدی کے متعلق

(گذشتہ سے پیوستہ) لو ارتد عبد الرزاق عن الاسلام ما ترکنا حدیثہ ص۶۱۲ ج ۲ - اور احمد بن صالح نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ قلتُ لاحمد بن حنبل أرأيت احسن حديثاً من عبد الرزاق قال لا (ص۲۱۳ ج ۲ میزان الاعتدال للذہبی) اور اسی قول پر علامہ ذہبیؒ نے عبد الرزاقؒ کا ترجمہ ختم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود ذہبیؒ کا رجحان بھی اس کی طرف ہے۔

اس کے علاوہ عبد الرزاقؒ بخاری و مسلم وغیرہ کے راوی ہیں جو محدثین کے نزدیک مستقل وجہ تعدیل ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں عبد الرزاقؒ کے متعلق لکھا ہے کہ ثقۃٌ حافظٌ مصنفٌ شهيرٌ عمي في آخر عمره فتغيّر وكان يتشيع من التاسعة الخ ص۲۱۳ یعنی ثقہ اور مقبول ہے۔ حافظؒ کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ مطلق تشیع وجہ جرح نہیں ہے۔

علم حدیث سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ صحاح میں کتنے ایسے راویوں کی روایات ہیں جن کے متعلق ہم اسماء رجال کی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ شیعہ ہیں لیکن صرف شیعہ ہونا وجہ ترک نہیں ہوسکتی ہے کما بیناہ۔

اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ابن عدیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ واما في الصدق فارجوانه لا بأس به ص۳۱۳ ج۶ اور عجلیؒ کا قول ہے کہ ثقۃٌ تشیع (تہذیب التہذیب ص۳۱۳ ج ۶)

ان دونوں قولوں سے وہی قاعدہ ثابت ہوتا ہے جس کی طرف پہلے اشارہ کیا گیا ہے اس لئے کہ ابن عدی نے بھی ان کے تشیع کا ذکر کر کے صادق کہا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سلہ حاکم کے متعلق بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ شیعہ تھے لہذا ان کی (بقیہ و شیعہ ...

سب احادیث کو جمع کیا ہے اور اس عقیدے کی اثبات پر زور دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الحاوی جلد ثانی جو علامہ سیوطیؒ کے رسائل کا مجموعہ ہے۔

(۷) اور علامہ سیوطیؒ کی کتاب جمع الجوامع کی تبویب جب علامہ علاؤالدین علی المتقی نے کی تو انہوں نے المہدی علیہ السلام کا مستقل باب قائم کیا اور اس کے تحت تقریباً تیئس روایتیں اس کے ثبوت میں پیش کیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ص۵۸۲ ج ۱۴ تا ص۵۹۵ ج ۱۴

اسی طرح منتخب کنز العمال میں بھی المہدی کا عنوان قائم کیا اور اس کے تحت بھی متعدد احادیث ذکر کیں۔ ملاحظہ ہو منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ا؍ ص۲۹ ج ۶ تا ص۳۷ ج ۶۔

(۸) اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے مسند میں خروجِ مہدی کے متعلق مختلف احادیث کو نقل کیا ہے۔ جس سے ان کے اعتقاد پر

(گذشتہ سے پیوستہ) روایتیں قابلِ اعتبار نہیں لیکن یہ بات غلط ہے اس لئے کہ حاکم کے زمانہ سے لیکر اب تک محدثین ان کی احادیث کا اعتبار کرتے رہے ہیں۔ البتہ مستدرک حاکم کی احادیث سب کی سب ایک مرتبہ کی نہیں بلکہ ہر قسم کی حدیثیں موجود ہیں لہٰذا وہ احادیث قابلِ اعتبار ہوں گی جن کی تصحیح پر حاکمؒ کے ساتھ ذہبیؒ بھی تلخیص المستدرک میں متفق ہوں کما قال الشاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: "ولہٰذا علمای حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از تلخیصِ ذہبیؒ" (بستان المحدثین ص۱۱۳) دوسری بات یہ کہ مطلق تشیع کسی راوی کی ردِ حدیث کے لئے کافی نہیں جیسے کہ ابان بن تغلب کے ترجمہ میں علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ الکوفی شیعی جلدٌ ولکنہ صدوقٌ فلنا صدقہ وعلیہ بدعتہ وقد وثقہ احمد بن حنبل وابن معین وابوحاتم

(بقیہ ص ۸۲ پر)

استدلال کیا جاسکتا ہے جیسے کہ مسند احمد کی حدیثیں پہلی باب میں ہم باحوالہ نقل کر چکے ہیں اور یہ کہ وہ حدیثیں کم از کم حسن کے درجہ کی ہیں کیونکہ سیوطیؒ کا قول علامہ علی متقی کے حوالہ سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ مسند احمد کی حدیثیں کم از کم حسن کے درجہ کی ضرور ہیں اور عام طور پر محدثین نے ابن جوزی کے اس دعوے

(گذشتہ سے پیوستہ) واوردہ ابن عدی وقال کان غالیاً فی التشیع وقال السعدی زائغ مجاھر فلقائل ان یقول کیف ساغ توثیق مبتدع وحد الثقۃ العدالۃ والاتقان فکیف یکون عدلا من ھو صاحب بدعۃ وجوابہ ان البدعۃ علی ضربین فبدعۃ صغریٰ کغلو التشیع او کالتشیع بلا غلو ولا تحرف فھذا اکثیر فی التابعین وتابعیھم مع الدین والورع والصدق فلو رُدّ حدیث ھؤلاء لذھب جملۃٌ من الآثار النبویۃ وھذہ مفسدۃ بیّنۃ الخ (میزان الاعتدال صف ج ۱)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مطلق تشیع ردِّ روایت کے لئے کافی نہیں ہے جیسے کہ بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ جہاں کسی راوی کے ترجمہ میں دیکھا کہ یہ شیعہ ہے تو اس کی روایت کو ردّ کر دیتے ہیں یہ نری جہالت ہے اور یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ جو محدثین کی آراء اور علم حدیث کے اصول سے واقف نہیں اور نہ ان کے اس طریقے سے عقیدۂ اہل سنت کی کوئی خدمت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہل وضلال وعناد سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین۔

امام نوویؒ نے تقریب میں لکھا ہے وقیل یحتج بہ ان لم یکن داعیۃ الی بدعتہ ولا یحتج بہ ان کان داعیۃ وھذا ھو الاظھر الاعدل وقول الکثیر بل الاکثر وضُعّف الاول باحتجاج صاحبی الصحیحین وغیرھما بکثیر من المبتدعۃ غیر الدعاۃ (تقریب النواوی ص۲۲۵ ج ۱)

اس عبارت کا بھی مطلب یہی ہے کہ اہل بدعت کی روایت مطلقاً رد نہیں کیجائے گی بلکہ کچھ شروط کے ساتھ قبول ہوگی۔

کو تسلیم نہیں کیا ہے کہ مسند احمد میں موضوع حدیثیں بھی ہیں۔ ابن حجرؒ کا "القول المسدد" اس پر دال ہے۔

⑨ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ

انہوں نے اپنی کتاب "مجمع الزوائد" میں ص۳۱۴ ج ۷، پر ظہور مہدی کے متعلق حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت نقل کی ہے جس کو ہم مختلف کتابوں کے حوالے سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔ اور روایت کے آخر میں فرمایا کہ امام احمدؒ نے مسند میں اور ابو یعلیٰ نے اس روایت کو ایسی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے جن کے راوی ثقہ ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی کے متعلق یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ساتھ یہ کہ مصنف کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ ایک ادنیٰ مسلمان سے بھی یہ بعید ہے (کجا علامہ ہیثمیؒ) کہ کسی چیز کے متعلق صحیح حدیث منقول ہو جائے اور وہ اس کا انکار کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث

⑩ مسند ابو یعلیٰ میں بھی موجود ہے اور سند بھی صحیح ہے۔

یہ تو مختصر طور پر ان محدثین کے اسماء گرامی ہیں جنھوں نے مہدی کی نام کی صراحت کے ساتھ وہ روایات نقل کی ہیں جن سے ظہور مہدی کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ اور بھی بیسیوں محدثین ہیں جنھوں نے اس قسم کی احادیث نقل کی ہیں، جن کے اسماء گرامی کنز العمال اور اس کی تلخیص کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتے ہیں، حوالہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

اب اس کے بعد ان محدثین کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں جنھوں نے حدیث کی کتابوں کے شروحات میں امام مہدی کے ظہور کا ذکر کیا ہے۔

⑪ امام العصر حضرت انور شاہ کشمیریؒ سے عرف الشذی میں منقول ہے

و یبعث المھدی علیہ السلام لاصلاح المسلمین فبعد نزول عیسیٰ علیہ السلام یرتحل المھدی من الدنیا الی العقبیٰ۔ (عوف الشذی باب ما جاء فی المھدی ص۳۳۲)

یعنی حضرت مہدی مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ظاہر کئے جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد انتقال فرما جائیں گے۔

(۱۲) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے ان الفاظ پر کہ "امامکم منکم" پر بحث کرتے ہوئے حافظؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ:

و قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار بان المھدی من ھذہ الامۃ وان عیسیٰ یصلی خلفہ (فتح الملہم ص۳۰۲ ج۱) یعنی ابو الحسن الخسعی نے مناقب شافعی میں ذکر کیا ہے کہ اس پر احادیث متواتر ہیں کہ مہدی اس امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور اس کے بعد اس باب میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت کے ان الفاظ پر کہ امیرھم ھو امام المسلمین فیقول امیرھم تعال صل لنا الخ

المھدی الموعود المسعود (فتح الملھم ص۳۰۳ ج۱) یعنی حدیث کے الفاظ میں امیرھم سے مراد حضرت مہدی ہی ہیں جو مسلمانوں کے امام ہوں گے جن کے آنے کا احادیث میں ذکر موجود ہے۔

(۱۳) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مایہ ناز کتاب ازالۃ الخفاء کے شروع میں فرماتے ہیں: و ہمچنین ما بیقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است بآنکہ امام مہدی در آوانِ قیامت موجود خواہد شد وی عند اللہ و عند رسولہ امام برحق است۔ و پُر خواہد کرد زمین را بہ عدل و انصاف چنانکہ پیش از وے پُر شدہ باشد بجور و ظلم۔

پس باین کلمہ افادہ فرمودہ اند کہ استخلافِ امام مہدی را واجب شد اتباع وی در آنچہ تعلق بخلیفہ دارد الخ۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ص۵ ج۱)

یعنی اسی طرح ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ ....

کہ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صراحت سے ذکر کیا ہے کہ امام مہدی قرب قیامت میں موجود ہوں گے ..... اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خلیفۂ برحق ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے کہ وہ پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کی خلافت واجب ہوگی اور ان کی اتباع بھی واجب ہوگی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ عبارت اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ عقیدۂ ظہور مہدی کے ساتھ ان کی اتباع بھی واجب ہوگی۔

(۱۴) مسلم کی شرح اکمال اکمال المعلم میں علامہ اُبی مالکی المتوفی ۸۲۷ھ و امامکم منکم کی شرح میں فرماتے ہیں قد فسّرہ فی الآخر من روایۃ الجابر ینزل عیسیٰ فیقول امیرھم الحدیث، قلت وقال ابن العربی وقیل یعنی بمنکم من قریش وقیل یعنی الامام المھدی الآتی فی آخر الزمان الذی صح فیہ حدیث الترمذی من طریق ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجلٌ من اھل بیتی یوافق اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی ومن طریق ابی ھریرۃ لولم یبق من الدنیا الا یوم لطولہ اللہ حتی یلی و فی ابی داؤد عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف فالاجلی الذی انحسر شعر مقدم رأسہ والاقنی احدیداب فی الانف وفیہ ایضاً عن ام سلمۃ سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی

من عترتی من ولد فاطمۃ یعمل فی الناس بسنۃ نبیّھم ویلقی الاسلام بجرانہ الی الارض یلبث سبع سنین ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون (ابن العربی) وماقیل انہ المہدی بن ابی جعفر المنصور لا یصح فانہ وان وافق اسمہ اسمہ واسم ابیہ اسم ابیہ فلیس من ولد فاطمۃ وانما ھو المھدی الآتی فی آخر الزمان ص۲۶۸ ج ۱۔

اس پورے اقتباس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے اس جملے اما مکم منکم کی شرح دوسری حدیث فیقول امیرھم میں موجود ہے اور ابن عربی نے کہا ہے کہ منکم سے مراد یا تو قریش ہیں یا عام مسلمان لیکن امیر سے مراد مہدی ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے ظہور پر ترمذیؒ کی عبد اللہ بن مسعودؓ کی صحیح حدیث دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ اور ام سلمہؓ کی روایتیں بھی ان کی خروج پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱۵) مسلم کی دوسری شرح مکمل اکمال الاکمال میں علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوسی المتوفی ۸۹۵ھ اس لفظ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ وقیل یعنی الامام المہدی الاتی فی آخر الزمان ص۲۶۸ ج ۱، یعنی مراد اما مکم منکم اور فیقول امیرھم سے مہدی علیہ السلام ہیں جو آخری زمانے میں آئیں گے۔

فتح الملہم اور اکمال الاکمال اور مکمل اکمال الاکمال کے عبارتوں سے ایک تو یہ بات بھی واضح ہوئی کہ صحیحین کے احادیث میں بھی امام مہدی کا ذکر موجود ہے جو اگرچہ صراحتاً نہیں ہے لیکن ان الفاظ سے مراد ہی امام مہدی ہیں

تو اختر کاشمیری صاحب اور بعض دوسرے لوگوں کا وہ اعتراض ختم ہوا کہ صحیحین میں مہدی کا ذکر نہیں ہے - نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعود کی ترمذی والی حدیث صحیح ہے جیسے کہ علامہ اُبیؒ نے اکمال الاکمال میں لکھا ہے کہ صح فیہ حدیث (الترمذی من طریق ابن مسعودؓ صـ۲۲۸ ج۷)

یعنی ظہور مہدی کے مسئلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترمذی والی حدیث صحیح ہے اور یہ قول انہوں نے ابن العربی سے نقل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک وہ روایت صحیح ہے - تو اختر صاحب کا یہ اعتراض بھی ختم ہوا کہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح حدیث موجود ہو تو وہ ماننے کے لئے تیار ہیں جیسے کہ انہوں نے اپنے اردو ڈائجسٹ والے مضمون میں لکھا تھا کہ خدا کے نبی کے بعد کسی شخص پر ایمان بالغیب ممکن نہیں جب تک اس کے بارے میں اللہ کے رسولؐ کا کوئی معتبر ارشاد سامنے نہ آجائے - امید ہے اب مہدی پر اختر صاحب کے لئے ایمان بالغیب ممکن ہو گیا ہوگا - کیونکہ محدثین کی صراحت کے مطابق ابن مسعودؓ کی ترمذی والی روایت صحیح ہے -

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مہدی سے مراد مہدی بن جعفر نہیں بلکہ وہ موعود مہدی آخری زمانے میں قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے

(۱۶) اسی طرح ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں مہدی کے متعلق وارد احادیث کی شرح کی ہے اور پھر مہدی موعود عند اھل السنۃ والجماعۃ اور موعود عند الشیعۃ پر مفصل کلام کیا ہے اور اہل تشیع کی تردید کی ہے اور اس کے ساتھ ہندوستان کی فرقہ مہدویہ کی بھی تردید کی ہے - ملاحظہ ہو مرقاۃ از صـ۱۷۳ ج۱۰ تا صـ۱۸۰ ج۱۰

(۱۷) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے بھی التعلیق الصبیح شرح

مشکوٰۃ المصابیح میں اس مسئلے پر طویل کلام کیا ہے اور مختلف احادیث کی تطبیق کی ہے. چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ : وبالجملة ان احادیث ظهور المهدی قد بلغت فی الکثرة حد التواتر وقد تلقاها الامة بالقبول فیجب اعتقاده ولا یسوغ ردہ وانکارہ کما ذکرہ المتکلمون فی العقائد اللازمة التی یجب اعتقادها علی المسلم الخ ص۱۹۸ ج ۶

خلاصہ یہ کہ ظہور مہدی کی احادیث حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور پوری امت ان احادیث کو قبول کر چکی ہے لہٰذا ظہور مہدی کا اعتقاد واجب ہے اور انکار کی گنجائش نہیں ہے. کیونکہ متکلمین نے اس کو ان عقائد میں ذکر کیا ہے جن کا اعتقاد ہر مسلمان پر واجب اور ضروری ہے۔

حضرت مولانا کی اس عبارت سے کئی فوائد حاصل ہوئے. ایک تو یہ کہ ظہور مہدی کی احادیث حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہیں. دوسرا یہ کہ مہدی کے ظہور کا عقیدہ ان عقائد میں سے ہے جن کا اعتقاد رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے اب اس کے بعد یہ کہنا کہ مہدی کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے بالکل غلط ثابت ہوا. کیونکہ محدثین کے نزدیک ظہور مہدی کی احادیث تواتر تک پہنچ گئی ہیں جہاں کلام کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ احادیثِ متواترہ کی سند سے بحث نہیں کی جاتی [1]

---

[1] حافظ ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر میں متواتر کے بحث میں لکھا ہے کہ والمتواتر لا یبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث ص۱۲ . یعنی حدیثِ متواتر کی سند اور اس کے رجال سے بحث نہیں کیجاتی ہے بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے . اور یہی بات مولانا محمد حسین ہزاروی نے شرح نخبۃ الفکر کی فارسی شرح توضیح النظر ص۳۹ میں لکھی ہے جو مشہور اہلحدیث عالم علامہ سید نذیر حسین دھلویؒ کے شاگرد ہیں۔

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ جو لوگ اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ مہدی کے متعلق احادیث صحیحین میں موجود نہیں یہ غلط ہے، عبارت یہ ہے، واعلم انہ قد طعن بعض المؤرخین فی احادیث المهدی وقال انها احادیث ضعیفة ولذا اعرض الشیخان البخاری و مسلم عن اخراجهما الخ (الی ان قال) قلتُ وھٰذ اغلطٌ وشطط قطعًا وبتاتًا فان احادیث المهدی قد اخرجها ائمة الحدیث فی دواوین السنة کالامام احمدؒ والترمذیؒ والبزارؒ وابن ماجةؒ والحاکمؒ والطبرانیؒ وابی یعلی الموصلی ونعیم بن حماد شیخ البخاری وغیرهم عن جماعة من الصحابة الخ ص۱۹۷ ج ۶ ۔

(تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

یعنی بعض مؤرخین (ابن خلدون مراد ہے) نے ظہور مہدی کی احادیث کو مطعون کیا ہے کہ سب ضعیف احادیث ہیں، اس لئے بخاریؒ ومسلمؒ نے ان احادیث سے اعراض کیا ہے، لیکن یہ غلط ہے کیونکہ ظہور مہدی کی احادیث کو ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جیسے کہ امام احمدؒ، امام ترمذیؒ بزارؒ، ابن ماجہؒ، حاکمؒ، طبرانی، ابویعلی موصلی، نعیم بن حماد جو امام بخاریؒ کے استاذ ہیں، اور ان کے علاوہ بہت سے محدثینؒ نے صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت سے ان احادیث کو نقل کیا ہے ۔

اس کے بعد مولانا نے ان صحابہؓ اور تابعینؒ کے نام لکھے ہیں جن کی تعداد تقریباً ۲۵ ہے جو درج ذیل ہیں :

حضرت علیؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ

حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت انسؓ، حضرت اُمّ حبیبہؓ، حضرت اُمّ سلمہؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی، حضرت قرۃ المزنی، حضرت جابرؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوامامہ، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہؓ، حضرت علی ہلالیؓ، حضرت عوف بن مالکؓ، حضرت سعید بن مسیبؓ حضرت قتادہ، شہر بن حوشب۔ (تعلیق الصبیح ص۱۹۷ ج ۶)

اور اس کے بعد حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ باسانید مختلفۃ منھا صحیح و منھا حسن و منھا ضعیف ص۱۹۷ ج ۶

یعنی ظہور مہدی کی احادیث مختلف درجات کی ہیں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن و ضعیف ہیں۔

اور پھر ظہور مہدی کے متعلق کل احادیث کی تعداد بتائی ہے کہ زاد عدد الاحادیث المرفوعۃ فی المھدی علی تسعین والآثار سوی ذلک ص۱۹۷ ج ۶

یعنی ظہور مہدی کی مرفوع احادیث نوّے سے زیادہ ہیں اور آثار صحابہؓ و تابعینؒ اس کے علاوہ ہیں۔

اور پھر سیوطیؒ کے حوالے سے ابو الحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قد تواترت الاخبار واستفاضت بکثرۃ رواتھا عن المصطفٰی بمجیئ المھدی وانہ من اھل بیتہ الخ ص۱۹۷ ج ۶ تا ص۱۹۸ ج ۶

یعنی ظہور مہدی کی احادیث تواتر کے طریقے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

محدثینؒ کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ ظہورِ مہدی کی احادیث صرف صحیح نہیں بلکہ متواتر ہیں اور اتنے لوگوں سے مروی ہیں جن کا جھوٹ پر جمع ہو جانا ممکن نہیں

اور پھر یہ کہ بیس احادیث ایسے ہیں جن میں مھدی کی نام کی صراحت موجود ہے اور بعض میں اگر نام مذکور نہیں ہے تو یہ قاعدہ تو محدثین کے ہاں مشہور ہے کہ اگر ایک واقعہ کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوں بعض مجمل ہوں اور بعض مفصل تو مجمل کو مفصل ہی کے اوپر حمل کیا جاتا ہے ۔

اس لئے علامہ سفارینی نے فرمایا ہے کہ ظہور مھدی کی احادیث کے تواتر کی وجہ سے اس عقیدے پر ایمان واجب ہے جیسے کہ اگلے باب میں انشاءاللہ متکلمین کے اقوال کے ضمن میں ہم ان کا قول نقل کریں گے ۔

(۱۸) علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی باب ماجاء فی المھدی میں لکھا ہے کہ : اعلم ان المشہور بین الکافۃ من اھل الاسلام علی ممرّ الاعصار انہ لا بدّ فی آخر الزمان من ظہور رجل من اھل البیت یؤید الدّین و یظہر العدل و یتبعہ المسلمون ویستولی علی الممالک الاسلامیۃ و یسمّی بالمھدی و یکون خروج الدجّال و ما بعدہ من اشراط الساعۃ الثابتۃ فی الصحیح علی اثرہ وان عیسیٰ علیہ السلام ینزل من بعدہ فیقتل الدجّال او ینزل من بعدہ فیساعدہ علی قتلہ و یأتم بالمھدی فی صلاتہ الخ ص۴۸۴ ج ۶

یعنی تمام اہل اسلام متقدمین ومتاخرین کے ہاں یہ مشہور ہے کہ آخری زمانے میں ایک آدمی کا ظہور ہوگا جو دین کی تائید کریگا اور عدل ظاہر کریگا اور تمام مسلمان اس کی تابعداری کریں گے اور تمام ممالک اسلامیہ پر اس کا غلبہ ہوگا اس آدمی کو مھدی کہا جاتا ہے اور خروج دجّال اور دوسری قیامت کی نشانیاں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں وہ ان کے بعد ظہور پذیر ہوں گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بھی ان کے ظہور کے بعد اتریں گے اور دجّال کو قتل کریں گے اور حضرت عیسٰیؑ امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

علاّمہ مبارک پوریؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ بعد کا ایجاد شدہ نہیں بلکہ پہلے سے اہل اسلام کا یہ عقیدہ چلا آرہا ہے جیسے کہ ان کے یہ الفاظ کہ المشہور بین الکافۃ من اھل الاسلام علی ممر الاعصار صراحتاً اس پر دال ہے اور اس کے بعد علاّمہ مبارکپوری نے ظہور مہدی کی احادیث کے متعلق فرمایا ہے کہ وخرج احادیث المھدی جماعۃ من الائمۃ منھم ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبزار والحاکم والطبرانی وابو یعلی الموصلی واسندوھا الی جماعۃ من الصحابۃ الخ (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۴۸۴ ج ۶)

یعنی ظہور مہدی کی احادیث کو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بزار، حاکم، طبرانی اور ابو یعلی موصلی نے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد علامہ مبارکپوریؒ نے ان صحابہؓ کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں جن سے ظہور مہدی کی احادیث منقول ہیں جن کو ہم تعلیق الصبیح کے حوالہ سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔

اور پھر ان احادیث کے بارے میں فرمایا کہ واسناد احادیث ھؤلاء بین صحیح وحسن وضعیف ص۴۸۴ ج ۶ یعنی ان صحابہ سے جو احادیث منقول ہیں وہ کچھ صحیح ہیں اور کچھ حسن وضعیف

تو معلوم ہوا کہ ظہور مہدی کی بعض احادیث ان کے نزدیک صحیح اور حسن بھی ہیں۔ اس لئے علاّمہ مبارکپوری نے ابن خلدون کی تردید کی ہے۔ جن کے اتباع میں اختر کاشمیری صاحب اور دوسرے کچھ لوگوں نے بھی مہدی کی احادیث کی تضعیف وتردید کی ہے۔

علاّمہ مبارک پوری فرماتے ہیں کہ وقد بالغ الامام المؤرخ عبد الرحمٰن

بن خلدون المغربی فی تاریخه فی تضعیف احادیث المهدی کلها فلم یصب بل اخطأ ا ھ صـ۴۸۴ ج ٦ تحفة الاحوذی

یعنی ابن خلدون نے احادیث ظہور مہدی کی خوب تضعیف کی ہے اور سب روایتوں کو ضعیف کہا ہے لیکن یہ ان کی غلطی اور خطا ہے ۔ اور اس کے بعد پھر علامہ مبارکپوریؒ نے اپنی تحقیق یہ ذکر کی ہے قلتُ الاحادیث الواردة فی خروج المهدی کثیرة جدًا ولکن اکثرها ضعاف ولاشك فی ان حدیث عبد الله بن مسعود الذی رواہ الترمذی فی هذا الباب لا ینحط عن درجة الحسن وله شواهد کثیرة من بین حسان و ضعاف فحدیث عبد الله بن مسعود هذا مع شواهده و توابعه صالح للاحتجاج بلا مریة فالقول بخروج المهدی و ظهوره هو القول الحق والصواب . (تحفة الاحوذی صـ۴۸۵ ج ٦)

ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ خروج مہدی کی احادیث بہت زیادہ ہیں لیکن اکثر ضعیف ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی یہی حدیث جو امام ترمذیؒ نے باب ماجاء فی المہدی میں نقل کی ہے یہ حسن ہے اور اس کے بہت سے شواہد موجود ہیں جو حسن کے درجہ کے ہیں اور بعض ضعیف ہیں لیکن عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث اپنے توابع و شواہد کے ساتھ دلیل کے لئے بلاشک کافی ہے ۔

لہذا امام مہدی کی خروج کا قول کرنا ہی حق ہے ۔

اس عبارت میں اگرچہ مہدی کی عام احادیث کو علامہ نے ضعیف کہا لیکن خود انہوں نے کچھ حدیثوں کو حسن تسلیم کیا ہے اور اس سے پہلے ان ہی کی عبارت میں گذرا کہ کچھ کو صحیح بھی تسلیم کر چکے اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے تو تواتر کا قول کیا ہے ۔ اور خود علامہ مبارک پوریؒ نے بھی مہدی

کی بحث کے آخر میں علامہ شوکانی کا قول نقل کیا ہے کہ مہدی کی احادیث حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور پھر شوکانی کے اس قول پر سکوت اختیار کیا کوئی تردید نہیں کی جس سے معلوم ہوا کہ علامہ مبارکپوریؒ کو بھی شوکانیؒ کی اس تحقیق پر اعتماد ہے۔

(۱۹) امام شوکانیؒ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ظہور مہدی کی احادیث کو متواتر تسلیم کیا ہے اور اس پر انہوں نے مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔

تحفۃ الاحوذی میں علامہ شوکانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وقال القاضی الشوکانی فی الفتح الربانی الذی امکن الوقوف علیہ من الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر خمسون حدیثا و ثمانیۃ وعشرون اثرًا ثم سردھا مع الکلام علیھا ثم قال وجمیع ماسقناہ بالغ حدّ التواتر کما لا یخفی علیٰ من لہ فضل اطلاع ص۴۸۵ ج ۲

یعنی شوکانیؒ نے اپنی کتاب الفتح الربانی میں کہا ہے کہ مہدی کی وہ احادیث جن پر واقف ہونا ان کے لئے ممکن ہوا پچاس۵۰ مرفوع احادیث اور اٹھائیس۲۸ آثار ہیں پھر انہوں نے ان سب احادیث کے سند وغیرہ پر کلام کے ساتھ نقل کیا ہے اور پھر فرمایا کہ جتنی احادیث ہم نے نقل کی ہیں یہ تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں جیسے کہ علم حدیث پر اطلاع رکھنے والوں سے مخفی نہیں۔

شوکانیؒ کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی کی احادیث متواتر ہیں لہذا اس پر عقیدہ رکھنا واجب ہے۔

(۲۰) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بخاری کی شرح فتح الباری میں باب نزول عیسی بن مریم میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں وَاِمَامُکُم مِنکُم کی شرح میں ابوالحسن الخسی الابدی سے نقل کی ہے کہ تواترت الاخبار بان المھدی من ھذہ الامۃ و ان عیسٰی یصلی خلفہ الخ

فتح الباری ص۳۵۸ ج۶

یعنی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مہدی اس امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

اور اس کے بعد پھر حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وفی صلوٰۃ عیسیٰ خلف رجل من ھٰذہ الامۃ مع کونہ فی آخر الزمان وقرب قیام الساعۃ دلالۃ لصحیح من الاقوال ان الارض لاتخلوا عن قائم ﷲ بحجۃ فتح الباری ص۳۵۸ ج ۶ تا ص۳۵۹ ج ۶

یعنی حضرت عیسیٰؑ جب امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمین ایسے آدمی سے خالی نہیں ہوگی جو خدا کے دین کی خدمت دلیل سے کریگا۔

حافظ ابن حجرؒ کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی بخاری ومسلم والی احادیث میں وامامکم منکم کے الفاظ سے مراد حضرت مہدی ہیں۔ جیسے کہ یہ بات پہلے مسلم کے شارحین کے حوالے سے بھی گذر چکی ہے۔ اور یہی کچھ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ص۴۰ ج ۱۶

اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی رائے صحیح نہیں جو کہتے ہیں کہ بخاری ومسلم میں مہدی کا ذکر نہیں ہے۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نیز فتح الباری میں ابن حجرؒ نے ابوالحسن الحسی کا جو قول نقل کیا ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث متواتر ہیں اور پھر اس پر حافظؒ نے سکوت کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک بھی ظہور مہدی کی احادیث متواتر ہیں اگر وہ خود اس کے قائل نہ ہوتے تو پھر اس کی تردید کرتے جیسے کہ ان کا یہ طریقہ فتح الباری دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ جب وہ کسی کا قول نقل کرتے ہیں اور وہ ان کے نزدیک صحیح نہیں ہوتا تو ضرور اس پر رد کرتے ہیں۔

(۲۱) قاضی ابوبکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے شروح میں واما مکم منکم کے الفاظ کی شرح کرتے ہوئے مختلف اقوال نقل کئے اور پھر ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت مہدی ہیں اور پھر بہت سی روایتیں ذکر کر کے اس قول کو ترجیح دی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں کہ وقیل یعنی المہدی الذی روی ابوعیسی وغیرہ عن زر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذہب الدنیا حتی یملك العرب رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی الخ (عارضۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی ص۹۱ ج ۹)

یعنی کہا گیا ہے کہ مراد واما مکم منکم سے مہدی ہیں، جن کے متعلق امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث نقل کی ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کہ عرب کا بادشاہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نہ بنے جس کا نام میرے نام پر ہو گا۔

اس کے بعد قاضی ابوبکرؒ نے اس قول کی تائید کے لئے ابو ہریرہؓ کی روایت بھی نقل کی ہے اور پھر دونوں حدیثوں کے بارے میں لکھا ہے کہ حسنان صحیحان صفحہ ۹۲ ج ۹ کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور اس کے بعد ام سلمہ اور دوسرے صحابہؓ کی روایتیں بھی نقل کی ہیں اور اس قول کو راجح قرار دیا ہے کہ واما مکم منکم سے مراد حضرت مہدی ہی ہیں۔

پھر اس باب کے آخر میں فوائد کے تحت فائدہ ثانی میں لکھا ہے کہ ویؤمکم منکم قد روی انہ یصلی وراء امام المسلمین خضوعا لدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشریعتہ الخ ص۹۴ ج ۹ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے دین اسلام کے لئے خضوع اختیار کرتے ہوئے یعنی دین اسلام کی تائید کے لئے وہ پہلے مسلمانوں کے امام کے

پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس سے بھی مراد مہدی ہی ہیں۔ اس لئے کہ سب مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے امام حضرت مہدی ہی ہوں گے

(۲۲) حافظ منذری نے بھی ابو داؤد کی تلخیص میں ظہور مہدی کی کئی احادیث کے متعلق صحت کا حکم لگایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی ظہور مہدی کی حدیثیں صحیح ہیں۔ ملاحظہ ہو شرح معالم السنن للخطابی ص ۱۵۶ ج ۶ تا ص ۱۶۲ ج ۶

(۲۳) جیسے کہ اس باب کے شروع میں ہم حضرت شاہ انور شاہ کشمیریؒ کا قول نقل کر چکے ہیں۔ اب حضرت کی تقریر بخاری المسمّٰی بفیض الباری کے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔ قولہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم بخاری کی اس حدیث کی شرح میں حضرتؒ لکھتے ہیں المتبادر منہ الامام المهدی (فیض الباری ص ۴۲ ج ۴) یعنی و امامکم منکم سے ظاہر مراد حضرت مہدی ہی ہیں۔

اور پھر مختلف احادیث کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں والراجح عندی لفظ البخاری ای و امامکم منکم بالجملة الاسمیة والمراد منہ الامام المهدی لما عند ابن ماجة ص ۳۰۸ باسنا د قوی یا رسول الله فاین العرب یومئذ قال هم یومئذ قلیل ببیت المقدس و امامهم رجل صالح فبینما امامهم قد تقدم یصلی بهم الصبح اذ نزل علیهم عیسی بن مریم (الی ان قال) فهذا صریح فی ان مصداق الامام فی الاحادیث هو الامام المهدی دون عیسٰی علیہ الصلوٰة والسلام فلا یبالی فیہ باختلاف الروایة بعد صراحة الحدیث۔

(فیض الباری ص ۴۶ ج ۴ و ص ۴۷ ج ۴)

یعنی راجح میرے نزدیک بخاری کے الفاظ و امامکم منکم ہیں جملہ اسمیہ

کے ساتھ اور اس سے مراد امام مہدی ہیں۔ اس لئے کہ ابن ماجہ میں ص۳۰۸ پر صحیح حدیث موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس دن عرب کہاں ہوں گے تو فرمایا وہ تھوڑے سے، بیت المقدس کے پاس ہوں گے اور ان کا امام ایک نیک آدمی یعنی مہدی ہوں گے۔ پس اس اثنا میں کہ ان کا امام صبح کی نماز کے لئے آگے ہو چکا ہوگا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صبح کے وقت اتریں گے تو وہ امام واپس ہوگا۔ اب اس حدیث میں صراحت ہوگئی کہ امام حضرت عیسٰی علیہ السلام کے علاوہ دوسرا ہوگا اور وہ امام مہدی ہوں گے نہ کہ خود حضرت عیسٰی علیہ السلام

اب اس حدیث کی صراحت کے بعد راویوں کے اختلافِ الفاظ کا کچھ اعتبار نہیں۔

اس کے بعد پھر فرماتے ہیں کہ فالامام فی اول صلوٰۃ بعد نزول المسیح علیہ السلام یکون ھو المھدی علیہ السلام لانھا کانت اُقیمت لہ ثم بعدھا یصلی بھم المسیح علیہ السلام

فیض الباری ص۴۳ ج ۴

یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اترنے کے بعد پہلی نماز میں تو امام حضرت مہدی ہوں گے کیونکہ انہی کی امامت میں وہ نماز شروع ہونے والی تھی لیکن اس کے بعد پھر دوسری نمازوں میں امامت حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کریں گے

حضرت شاہ صاحبؒ کے ان اقوال سے کئی باتیں معلوم ہوئیں :

(۱) ایک یہ کہ وامامکم منکم والی حدیث میں لوگوں نے جو دوسرے الفاظ اور کچھ تاویلیں نقل کی ہیں، وہ صحیح نہیں ہیں صحیح الفاظ یہی ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ کہ اس جملے سے مراد حتماً حضرت مہدی ہی ہے اور ابن ماجہ کی حدیث جس کی سند قوی ہے اس پر صراحتاً دلالت کرتی ہے۔

(۳) تیسری بات یہ کہ پہلی نماز کی امامت توامام مہدی کریںگے اور دوسری نمازوں کی امامت پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ اس سے وہ اعتراض جو ابن خلدون اور مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی اور انور کاشمیری صاحب وغیرہم کو تھا (کہ مہدی کا ذکر بخاری ومسلم وغیرہ میں نہیں ہے جیسے کہ مولانا مودودی صاحب نے "رسائل و مسائل" میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ جس مسئلے کی دین میں اتنی بڑی اہمیت ہو اُسے محض اخبار آحاد پر چھوڑا جا سکتا تھا اور اخبار آحاد بھی اس درجہ کی کہ امام مالکؒ اور امام بخاریؒ اور مسلمؒ جیسے محدثین نے اپنے حدیث کے مجموعوں میں سرے سے ان کا لینا ہی پسند نہ کیا ہو حصہ اول ص۵۰) وہ اعتراض ختم ہو گیا۔

کیوں کہ محدثین کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ بخاری ومسلم کی ان احادیث میں واما مکم منکم سے مراد مہدی ہیں۔ منکرین کے دلائل پر تبصرہ چوتھے باب میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۴) قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے الکوکب الدری میں نقل کیا گیا ہے کہ صحابہؓ نے جب پیغمبر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے بعد کیا واقعات پیش آئیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں حضرت مہدی کا ذکر کیا، فرماتے ہیں فدفعه النبی صلی اللہ علیه وسلم باظهار ظهور المهدی اذ ذاك فیزكیهم ویعلمهم ویطهرهم عن دنس البدعات۔

(الکوکب الدری ص۵۰ ج ۲)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوال کے جواب میں حضرت مہدی کا ذکر کیا کہ مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ لوگوں کو شرک و بدعت سے پاک کریں گے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی بھی امت کو بغیر ہدایت کے نہیں چھوڑیںگے بلکہ مختلف صورتوں پر

ان کی ہدایت کا بندوبست ہوگا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ کے نزدیک بھی ظہور مہدی ضروری ہے اور وہ ان فوائد کے لئے ہوگا۔

(۲۵) اسی طرح سنن ابوداؤد کی شرح بذل المجہود میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ احادیث مہدی کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی مختلف نشانیوں کا ذکر کرتے ہیں اور بغیر کسی تردید کے پورے باب کی احادیث کی شرح کی ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث سب کی سب ان کے نزدیک صحیح ہیں۔ ملاحظہ ہو بذل المجہود صفحہ ۱۷ تا صفحہ ۲ ج ۱۷ مطبوعہ مدینہ۔

(۲۶) علامہ مناویؒ جامع صغیر کی شرح فیض القدیر میں فرماتے ہیں کہ اخبار المہدی کثیرۃ شہیرۃ افردھا غیر واحد فی التألیف الخ صفحہ ۲۷۹ ج ۶ یعنی ظہور مہدی کی احادیث بہت ہیں اور مشہور ہیں لوگوں نے اس پر مستقل تالیفات لکھی ہیں۔

(۲۷) علامہ نورالحق بن شیخ عبدالحق دہلویؒ صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: صحیح یہ ہے کہ مراد "امامکم منکم" سے حضرت مہدی (تیسیر القاری صفحہ ۳۴۶ ج ۳)

(۲۸) امام جلال الدین سیوطیؒ نے ظہور مہدی پر مستقل رسالہ لکھا ہے "العرف الوردی" کے نام سے، ان کے مجموعہ رسائل "الحاوی" میں چھپ چکا ہے۔ اور اس میں انہوں نے بہت سی احادیث و آثار جمع کئے ہیں اور ظہور مہدی کی احادیث کثیرہ انہوں نے تواتر معنوی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی ...... کا عقیدہ ان کے نزدیک عقائد ضروریہ میں سے ہے۔

(۲۹) اسی طرح حافظ ذہبی نے مختصر منہاج السنہ میں ظہور مہدی کی احادیث کو صحیح کہا ہے فرمایا کہ الاحادیث التی یحتج بها علی خروج المهدی

صحاح رواها احمد وابوداود والترمذی منها حدیث ابن مسعود و
ام سلمۃ وابی سعید وعلی ص۵۳۲

یعنی ظہور مہدی کے لئے جن احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ صحیح ہیں۔ امام احمد، ترمذی اور ابوداود وغیرہ نے نقل کیا ہے ان میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت علیؓ کی روایتیں ہیں۔

(۳) مشہور محدث حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ مسئلہ ظہور مہدی کے اوپر طویل کلام کیا ہے۔ ترجمان السنۃ میں فرماتے ہیں کہ یہاں جب آپ اس خاص تاریخ سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے احادیث پر نظر کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام مہدی کا تذکرہ سلف سے لیکر محدثین کے دور تک بڑی اہمیت کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہا ہے حتیٰ کہ امام ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ وغیرہ نے امام مہدی کے عنوان سے ایک ایک باب علیحدہ قائم کیا ہے۔

ان کے علاوہ وہ ائمہ حدیث جنہوں نے امام مہدی کے متعلق حدیثیں اپنی اپنی مؤلفات میں ذکر کی ہیں ان میں سے چند کے اسماء حسب ذیل ہیں:

امام احمد، البزار، ابن ابی شیبہ، الحاکم، الطبرانی، ابویعلی موصلی، رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ وغیرہ الخ (ترجمان السنۃ ص۳۷۷ ج۴)

یہاں تک ہم نے محدثین کے اقوال مختصر طور پر نقل کئے ہیں جن سے اس مسئلے کی کافی وضاحت ہوئی اور مختلف حوالوں کے ضمن میں یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ظہور مہدی کی احادیث کچھ محدثین کے نزدیک تو حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ جیسے امام سیوطیؒ، امام شوکانی اور تعلیق الصبیح وغیرہ کے حوالہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ له اور کچھ محدثین نے اگرچہ تواتر معنوی تو نہیں کیا لیکن ان احادیث کو صحیح

له ابن ماجہ کے حاشیہ "انجاح الحاجہ" میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے (باقی صہ پر)

ضرور تسلیم کیا جس سے ان لوگوں کا مطالبہ پورا ہو گیا جو کہتے ہیں کہ اگر صحیح حدیث سے ثابت ہو جائے تو ہم مان لیں گے۔ پوری احادیث کو مؤرخ ابن خلدون کے علاوہ کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا ہے۔ چوتھے باب میں انشاء اللہ تعالیٰ منکرین کے دلائل پر تبصرہ میں آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ لہٰذا اب یہ کہنا کہ سب احادیث ضعیف ہیں حق سے بہت دور اور بالکل بیجا بات ہے۔

اس مسئلے پر مجمع البحار کے حوالہ سے مفصل کلام کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص۳۰ ابن ماجہ ظہور مہدی کی احادیث کو متواتر ماننے والوں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ بھی ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی فارسی شرح "اشعۃ اللمعات" میں لکھتے ہیں کہ دریں باب احادیث بسیار وارد شدہ، قریب تواتر (اشعۃ اللمعات ص۲۱۸ ج ۴) کہ خروج مہدی کے باب میں بہت سے احادیث وارد ھیں جو کہ تواتر کے قریب ھیں۔

الباب الثالث

عقیدہ ظہور مہدی متکلمین کی نظر میں

(۱) امام ابن تیمیہؒ[1] المتوفی ۷۲۸ھ اپنی کتاب منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعۃ و القدریہ میں لکھتے ہیں کہ :

ان الاحادیث التی یحتج بها علی خروج المهدی احادیث صحیحۃ رواها ابوداؤدؒ والترمذی واحمدؒ وغیرهم من حدیث ابن مسعودؓ وغیره کقوله صلی اللہ علیہ وسلم

[1] امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ کے بارے میں ملا علی قاری رحؒ حنفی شمائل کی شرح جمع الوسائل میں لکھتے ہیں کہ کانا من اکابر اهل السنۃ و الجماعۃ ومن اولیاء هذه الامۃ ص۲۰۷ ج ۱ اور مرقاۃ شرح مشکوۃ المصابیح میں لکھتے ہیں ومن طالع شرح منازل السائرین تبیّن له انهما کانا من اکابر اهل السنۃ و الجماعۃ ومن اولیاء هذه الامۃ ص۲۲۲ ج ۴ اور یہی عبارت مولانا ادریس کاندھلوی رحؒ کی تعلیق الصبیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے ص۳۸۸ ج ۴ اور تعلیق الصبیح میں ملا علی قاری رحؒ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ وانه بریٔ مما رماه اعداءه الجهمیۃ من التشبیه و التعطیل علی عادتهم فی رمی أهل السنۃ ومسلکه فی حفظ حرمۃ نصوص

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

فی الحدیث الذی رواہ ابن مسعود لو لم یبق الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یخرج فیہ رجل منی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی الخ ص۲۱۱ ج۴۔ یعنی وہ احادیث کہ جن سے ظہور مہدی کے لئے استدلال کیا جاتا ہے وہ صحیح ہیں جن کو امام ترمذی رح امام ابو داؤد رح امام احمد وغیرہم نے نقل کیا ہے۔

ان میں سے ایک عبداللہ بن مسعود کی ایک یہ روایت ہے جس کو امام ترمذی رح نے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسکو طویل کر دیں گے۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی ظاہر ہو جاتے جس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہو گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ پہلے وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی۔ امام ابن تیمیہ رح کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان کے

(گذشتہ سے پیوستہ) الاسماء والصفات باجراء اخبارھا علی ظواھرھا موافق لاھل الحق من السلف وجمھور الخلف وکلامہ بعینہ مطابق لما قالہ الامام الاعظم والمجتھد الاقدم فی الفقہ الاکبر۔ تعلیق الصبیح ص۳۸۸ ج۴۔ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح کے بارے میں لکھا ھو علی ھذا الاصل اعتقدنا فی شیخ الاسلام ابن تیمیۃ انا تحققنا من حالہ انہ عالم بکتاب اللہ ومعانیہ اللغویۃ والشرعیۃ وحافظ لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآثار السلف عارف بمعانیہ اللغویۃ والشرعیۃ استاذ فی النحو واللغۃ محرر لمذھب الحنابلۃ وفروعہ واصولہ فائق فی الذکاء ذو لسان وبلاغۃ فی الذب

نزدیک ظہور مہدی کی احادیث صحیح ہیں گئے پھر انھوں نے شبعوں کی تردید کی ہے کہ اس سے وہ مہدی غائب مراد نہیں ہے جس کا شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں
(۲) یہی عبارت امام ذہبی رح نے مختصر منھاج السنۃ میں لکھی ہے ملاحظہ ہو ص۵۳۴ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبیؒ کی بھی یہی رائے ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث صحیح ہیں۔
(۳) اسی طرح عقائد کی کتاب شرح عقیدۃ السفارینی میں ظہور مہدی کے مسئلے پر سب سے طویل کلام کیا گیا ہے اور ظہور مہدی کے سب احادیث کو نقل کیا گیا ہے ملاحظہ از ص۶۶ ج ۲ تا ص۸۲ ج ۲ اور اس کے بعد پھر لکھا ہے کہ قد کثرت الروایات بخروج المهدی حتی بلغت حد التواتر المعنوی و شاع ذلك بين علماء السنة حتى عد من معتقد اتهم فالايمان بخروج المهدی واجب کما هو مقرر عند اهل العلم ومدون فی عقائد اهل السنة و

(گذشتہ سے پیوستہ) من عقيدة اهل السنة لم يو ثر عنه فسق و لا بدعة (الى ان قال) فمثل هذا الشيخ عزيز الوجود فی العلم و من يطيق ان يلحق شأوه فی تحريره وتقريره والذين ضيقوا عليه ما بلغوا معشار ما اتاه الله تعالى (تاریخ دعوت وعزیمت لابی الحسن علی الندوی ص۶۰ ج ۲ تا ص۱۰۰ ج ۲) اور علامہ ذہبی رح کے معاصر شیوخ سے ابن عماد حنبلی رح نے شذرات الذهب میں ان کا یہ قول امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ هو اکبر من ان ينبه على سيرته مثلی فلو حلفت بين الركن والمقام لحلفت انی ما رأيت بعينی مثله و انه ما رأی مثل نفسه ص۸۲ ج ۶ اور اسی شذرات میں ابن سید الناس رح کا یہ قول بھی منقول ہے کہ لم يرَ اوسع من نحلة ولا ارفع

الجماعة۔ شرح عقیدہ سفارینی ص۸۰ ج ۲۔ یعنی خروج مہدی پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔ حتی کہ وہ روایتیں تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں لہٰذا خروج مہدی پر ایمان واجب ہے جیسے کہ اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اور عقائد کی کتابوں میں لکھا گیا ہے۔

علامہ سفارینی کی اس عبارت سے کتنی باتیں معلوم ہوتیں (۱) ایک یہ کہ ظہور مہدی پر روایات کی کثرت ہے (۲) دوسری بات یہ کہ یہ روایات حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں (۳) تیسری بات یہ کہ خروج مہدی پر ایمان لانا واجب ہے (۴) چوتھی بات یہ کہ یہ عقیدہ علماء اہلسنت اور عام اہل سنت کے معتقدات میں شامل ہے۔

(۴) ملا علی قاریؒ حنفی اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں واما ظهور المهدی فی آخر الزمان وانه یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانه من عترته علیه السلام من ولد

(گذشتہ سے پیوستہ) من درایته برز فی کل فن علی ابناء جنسه و لم ترعین من رآه مثله ولا رأت عینه مثل نفسه ص۸۳ ج ۶ اور ذہبی کا یہ قول بھی ان کی تاریخ کبیر کے حوالے سے شذرات الذهب میں منقول ہے کہ یصدق علیه ان یقال کل حدیث لا یعرفه ابن تیمیة رح فلیس بحدیث ص۸۲ ج ۶ اور شیخ عماد الدین کا قول ہے کہ فواللہ ثم واللہ لم یر تحت ادیم السماء مثل شیخکم ابن تیمیہؒ علماً وعملاً وحالاً وخلقاً واتباعاً وکرماً وحلماً وقیاماً فی حق اللہ الخ ص۸۳ ج ۶ اور امام تقی الدین بن دقیق العیدؒ کا قول ہے کہ کسی نے جب ان سے پوچھا کہ ابن تیمیہ رح کو کیسے پایا تو فرمایا رأیت رجلاً سائر العلوم بین عینیه یأخذ ما شاء منها و

فاطمه وانه قد درد به الاخبار عن سيد الاخيار صلى الله
عليه وسلم ص ۱۶۹ یعنی امام مھدی آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے اور
زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جب کہ وہ ظلم اور زیادتی سے بھر چکی ہوگی
اور یہ کہ مھدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے حضرت فاطمہؓ
کی اولاد سے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث وارد ہو چکی ہیں دوسری
جگہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ فترتیب القضیة ان المهدی یظهر
اولاً فی الحرمین الشریفین ثم یأتی بیت المقدس الخ ص ۱۳۶ یعنی
ترتیب واقعہ یہ ہوگی کہ اول حضرت مھدی کا ظہور ہوگا حرمین میں پھر بیت المقدس
چلے جائیں گے وہاں پھر دجال کا ظہور ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا
اور تیسری جگہ لکھتے ہیں الاصح ان عیسیٰ یصلی بالناس ویقتدی
به المهدی ص ۱۳۷ یعنی صحیح یہ ہے کہ پہلی نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(گذشتہ سے پیوستہ) پیترک ماشاء ص ۸۳ ج ۶. اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے دُرر کامنہ
میں امام ابن تیمیہؒ کا طویل ترجمہ لکھا ہے اور ان کے معاصرین کے ان اقوال کا ذکر
کیا ہے ملاحظہ ہو دُرر کامنہ از ص ۱۶۸ ج ۱ تا ص ۱۸۷ ج ۱ ذیل طبقات حنابلہ میں ابن
رجب نے ابن دقیق العید کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب ابن دقیق العید کی ملاقات ابن
تیمیہ رح سے ہوئی تو فرمایا کہ ما کنت اظن ان الله بقی یخلق مثلك ص ۳۹۲ ج ۲
ذیل طبقات حنابلہ میں ابن رجب نے مختلف علماء کے اقوال ان کی توصیف میں نقل
کئے ملاحظہ ہو از ص ۳۸۷ ج ۲ تا ص ۴۰۸ ج ۲ اور ابن کثیر جو ان کے شاگرد اور ہم عصر
بھی ہیں لکھتے ہیں کہ فصار اماما فی التفسیر وما یتعلق به عارفاً بالفقه
فیقال انه کان اعرف بفقه المذاهب من اهلها الذین کانوا فی زمانه
وغیرہ (الی ان قال) واما الحدیث فکان حامل رأیته حافظاً له ممیزاً

امام ہوں گے اور مہدی ان کی اقتداء کریں گے۔ ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی حضرت ملا علی قاری رح کے نزدیک ثابت اور مسلّم ہے۔

(۵) شارح شرح عقائد علامہ عبد العزیز ایک جگہ مہدی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ صح فی الحدیث ان اسم والد المھدی عبد اللہ نبراس ص۵۲۳ کہ مہدی کے بارے میں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ان کے والد کا نام عبد اللہ ہوگا۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ تواترات الاحادیث فی خروج المھدی وافردھا بعض العلماء بالتالیف وملخصھا انہ من اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ص۵۲۳ کہ خروج مہدی کے بارے میں احادیث متواتر آچکی ہیں اس کے بعد پھر ان لوگوں کی تردید کی ہے جو محمد بن عبد اللہ المنصور عباسی یا عمر بن عبد العزیز یا محمد بن حنفیہ کو مہدی کہتے ہیں۔ فرمایا وکلہ مخالف للحدیث ص۵۲۴ یعنی یہ سب باتیں احادیث کے خلاف ہیں اور آخر میں فرمایا ہے کہ بہت سے اولیاء وصوفیاء نے ظہور مہدی کے لئے مخصوص اوقات کا ذکر کیا ہے لیکن میرے نزدیک اس میں سکوت بہتر ہے کیونکہ دوسری علامات قیامت کی طرح اسکو بھی خدا نے مخفی رکھا ہے اور ظہور مہدی کے معین وقت کی اطلاع کسی کو نہیں دی گئی۔ ملاحظہ ہو نبراس از ص۵۲۳ تا ص۵۲۵ علامہ عبد العزیز کے ان ارشادات سے بھی کئی باتیں ثابت ہوتیں:

(۱) یہ کہ ظہور مہدی حق اور ثابت ہے (۲) جن لوگوں نے احادیث کو کسی اور شخص پر حمل کرنے کی کوشش کی ہے وہ صحیح نہیں ہے (۳) ظہور مہدی

(گذشتہ سے پیوستہ) بین صحیحہ وسقیمہ عارفاً برجالہ متطلعاً من ذلک الخ۔ البدایہ والنھایہ ص۱۳۷ ج ۱۲۔

کی احادیث متواتر ہیں (۴) ان کے ظہور کے متعین وقت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسری علامات قیامت کی طرح مخفی رکھا ہے۔ اسی طرح نبراس میں ہے وبالجملة فالتصدیق بخروجه واجب ص۵۲۲ یعنی خروج مہدی کی تصدیق واجب ہے۔

(۶) عقائد کی مشہور نظم بدء الامالی کی شرح نخبۃ اللآلی میں علامہ محمد بن سلیمان حلبی نے لکھا ہے واعلم انہ یجب الایمان بنزول عیسیٰ علیہ السلام و کذا بخروج المھدی ص۱۰۱ مطبوع استنبول ترکی۔ جان لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اور امام مہدی کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور اس کے بعد پھر اس کے ثبوت کے لئے متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے۔

(۷) مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اپنے رسالہ جواہر الایمان میں فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دجّال کا نکلنا۔ حضرت مسیح اور حضرت مہدی علیہما السلام کا تشریف لانا اور جن چیزوں کی خبر صحیح اور قابل استدلال احادیث سے ثابت ہوئی ہے ان کا واقع ہونا حق ہے ص۴

(۸) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح اپنی کتاب عقائد اسلام میں لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے امام مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں حق اور صدق ہے اور اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ امام مہدی کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اگرچہ اسکی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت ہوں عہد صحابہ وتابعین سے لے کر اس وقت تک امام مہدی کے ظہور کا مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء صلحاء عوام وخواص ہر قرن وعصر میں نقل کرتے ہیں ص۶۲ ج ا

(۹) فیض القدیر میں علامہ مناوی نے بسطامی رح کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت مہدی کا جب انتقال ہوگا تو عام مسلمان پھر ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے الخ ص ۲۷۸ ج ۶ ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ظہور مہدی حق ہے اس لئے کہ موت تو بعد الظہور ہی ہوگی ۔

(۱۰) سمہودی کا قول بھی فیض القدیر میں منقول ہے کہ قال السمہودی ویتحصل مما ثبت فی الاخبار عنہ انہ من ولد فاطمہ الخ ص ۲۷۹ ج ۶ کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اولاد فاطمہ میں سے ہوں گے ۔

متکلمین کے ان اقوال کی روشنی میں یہ بات بلا خوف وخطر کہی جاسکتی ہے کہ عقیدہ ظہور مہدی اہل سنت والجماعت کے ضروری عقائد میں سے ہے جیسا کہ آپ بعض متکلمین کے اقوال پڑھ آئے کہ ظہور مہدی پر ایمان واجب ہے ۔ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرّابع

مُنکرینِ ظہورِ مہدیؑ کے دلائل پر تبصرہ

ظہورِ مہدی کے منکرین کا بنیادی ماخذ مقدمہ ابن خلدون کی وہ بحث ہے جو ابن خلدون نے اپنے مقدمہ[1] میں الفصل الثانی والخمسون فی امر الفاطمی ومایذھب الیہ الناس فی شانہ وکشف الغطاء عن ذلک کے عنوان سے کی ہے اس لئے اس باب میں اولاً ہم ان کے دلائل پر تبصرہ کریں گے اس کے بعد ان اشکالات کا جائزہ لیا جائے گا جو اختر کاشمیری صاحب نے اپنے مضمون میں اٹھائے ہیں۔

ابنِ خُلدون کا تعارف لیکن اس بحث سے پہلے ہم قارئین کے سامنے ابن خلدون کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہوگا کہ تاریخ و فلسفۂ تاریخ میں امام ہونے کے باوجود فنِ حدیث میں ان کا کیا مقام ہے نیز یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ فنِ حدیث کے ماہرین اور ائمہ کے اقوال اور آراء ــــ

---

[1] ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۱ تا ص ۳۳۰ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت، لبنان

مقابلے میں ان کی قول کی کیا حیثیت ہے۔

نام و نسب عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن عبدالرحیم یہ ان کا پورا نام و نسب ہے۔ اصلاً تونس کے باشندے تھے تونس کی طرف منسوب ہوکر تیونسی کہلاتے تھے اسی طرح اسی علاقے کے ایک مقام اشبیلیہ کی طرف منسوب ہوکر اشبیلی بھی کہلاتے تھے[1] ۷۳۲ھ میں بدھ کے دن رمضان کے اوائل میں ان کی پیدائش تونس میں ہوئی اور وہیں پر ان کے بچپن کا زمانہ گذرا عبداللہ بن سعد بن نزال کے پاس قرآن پڑھا اور ابوعبداللہ محمد بن عبدالسلام وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ عبدالمہیمن حضرمی اور محمد بن ابراہیم اربلی سے معقول کی تعلیم حاصل کی علامہ سخاوی نے ضوء اللامع میں ان کے اساتذہ کی تفصیل لکھی ہے علم حدیث کی تحصیل ابوعبداللہ محمد بن عبدالسلام اور ابوعبداللہ وادیاشی سے کی علامہ سخاوی نے خود انہی سے نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری ابوالبرکات بلفیقی سے سنی اور موطا امام مالک محمد بن عبدالسلام سے سنی اور صحیح مسلم علامہ وادیاشی کے پاس پڑھی اور علم قرات کی تحصیل محمد بن سعد بن نزال انصاری سے کی علم ادب سے بھی گہرا تعلق تھا اور حبیب بن اوس کے اشعار اور دیوان متنبی کا کچھ حصہ یاد تھا۔ مختصر یہ کہ اکثر علوم کی تحصیل کی اور بقول ابن العماد حنبلیؒ برع فی العلوم وتقدم فی الفنون ومهر فی الادب (شذرات الذہب ص۷۶ ج ۷) یعنی علوم میں کامل، فنون میں مقدم اور ادب میں ماہر تھے۔ مالکی المذہب تھے اور قاہرہ میں مالکی مسلک کے قاضی بنائے گئے

---

[1] ملاحظہ ہو الضوء اللامع لاہل القرن التاسع للامام السخاوی ص۱۴۵ ج ۴ و شذرات الذہب لابن العماد الحنبلی ص۷۶ ج ۷۔

[2] ملاحظہ ہو الضوء اللامع ص۱۴۵ ج ۴ و شذرات الذہب ص۷۶ ج ۷

ایک دفعہ قضاء سے معزول کئے گئے پھر دوبارہ قاضی بنائے گئے اسی طرح کبھی معزول کئے جاتے اور کبھی دوبارہ اس عہدہ پر مقرر کئے جاتے تھے پھر ۸۰۸ھ میں بدھ کے دن رمضان کے مہینے میں انتقال ہوا۔ امور سیاست میں ماہر تھے اور حکومت کے مختلف عہدوں پر رہنے کی وجہ سے عملی تجربہ بھی حاصل تھا۔ لیکن ان امور کے باوجود فقہ وحدیث میں وہ مقام حاصل نہ تھا جو اس وقت کے دوسرے ائمہ اور قضاۃ کو حاصل تھا اسی لئے علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے ویقال ان اھل المغرب لما بلغھم ولایتہ القضا تعجبوا ونسبوا المصریین الی قلۃ المعرفۃ بحیث قال ابن عرفۃ کنا نعد خطۃ القضاء اعظم المناصب فلما ولیھا ھذا عددناھا بضد من ذالك (الضوء اللامع ص۱۴۶ ج ۴) یعنی کہا جاتا ہے کہ اھل مغرب کو جب ان کی قضاء کے منصب پر فائز ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے تعجب کیا اور اھل مصر کے متعلق کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مردم شناس نہیں ہیں اور ابن عرفہ نے کہا کہ ہم قضاء کے منصب کو بہت عظیم وجلیل منصب سمجھتے تھے لیکن ان جیسے لوگ جب قاضی بنے تو اب قضاء کی وہ عظمت باقی نہیں رہی۔ اگرچہ کچھ وقت فقہ وحدیث کی تدریس بھی کی لیکن اکثر زندگی امراء کی مصاحبت اور حکومت کے مختلف عہدوں پر رہنے کی وجہ سے ان علوم کیطرف پوری توجہ نہیں تھی علامہ سخاویؒ نے اپنے استاذ حافظ ابن حجرؒ سے نقل کیا ہے کہ ابن الخطیب نے ان کے (یعنی ابن خلدون) کے حالات میں ان کے بہت سے اوصاف لکھے ہیں لیکن سخاویؒ لکھتے ہیں کہ ومع ذلك فلم یصفہ فیما قال شیخنا ایضا بعلم وانما ذکرلہ تصانیف فی الادب وشیئا من نظمہ۔ (الضوء اللامع ص۱۴۷ ج ۴) یعنی بہت سی صفات کے ساتھ ان کا ذکر

ذکر کیا ہے لیکن باوجود ان صفات کے جیسے کہ ہمارے شیخ نے کہا علم صنعت کے ساتھ ان کو موصوف نہیں کیا۔ ادب میں ان کی کچھ تصانیف کا ذکر کیا ہے اور ان کے کچھ منظوم کلام کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد علامہ سخاویؒ نے حافظ ابن حجرؒ کا یہ قول ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ قال شیخنا ولم یکن بالماھر فیه الخ (ص۱۴۷ ج ۴) کہ علم ادب میں بھی ماہر نہیں تھے۔ علامہ رکراکی سے کسی نے ابن خلدون کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ عریٌ عن العلوم الشرعیه له معرفة بالعلوم العقلیة من غیر تقدم فیها۔ (الضوء اللامع ص۱۴۷ ج ۴) کہ علوم شرعیہ یعنی فقہ حدیث تفسیر وغیرہ سے عاری تھے اور علوم عقلیہ میں کچھ درک تھا لیکن اس میں بھی تقدم حاصل نہیں تھا۔ علامہ مقریزی نے ان کی تاریخ اور مقدمہ کی بہت تعریف کی اور بہت کچھ اوصاف بیان کئے لیکن حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ وما وصفها به فیما یتعلق بالبلاغة والتلاعب بالکلام علی الطریقة الجاحظیة مسلّم فیه واما اطراءه به زیادة علی ذلك فلیس الامر کما قال الا فی بعض دون بعض الخ (الضوء اللامع ص۱۴۷ ج ۴) مقریزی نے جو تعریف کی ہے وہ بلاغت اور جاحظ کے طریقہ پر لفظی کھیل اور ہیر پھیر کے اعتبار سے تو مسلّم ہے لیکن باقی امور میں تعریف کامل طریقے پر صحیح نہیں ہے سوائے چند امور کے۔

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ .... ہمارے استاذ اور مشہور محدث حافظ ہیثمی ابن خلدون کی خوب مذمت کرتے تھے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں حضرت حسینؓ کا ذکر جب کیا تو لکھا کہ قتل بسیف جده یعنی اپنے دادا کی تلوار

سے قتل کئے گئے سخاوی لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد حافظ ابن حجرؒ نے جب ان کا یہ کلمہ نقل کیا تو ساتھ ہی ابن خلدون پر لعنت بھیجی اور برا کہا اور رو رہے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ان کے یہ الفاظ اب موجودہ تاریخ میں موجود نہیں ہیں (الضوء اللامع: ص۱۴۷ ج ۴)۔

اس کے ساتھ یہ بھی مدنظر رہے کہ ابن خلدون ناصبی بھی تھے اور آلِ علیؓ سے انحراف رکھتے تھے علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ مقریزی اس لیے ابن خلدون کی تعریف کرتے تھے کہ مقریزی مصر کے فاطمین کے نسب کے حضرت علی رضؓ سے متصل ہونے کے قائل تھے اور ابن خلدون بھی فاطمین کے نسب کو حضرت علیؓ سے متصل ثابت کرتے تھے حالانکہ ابن خلدون کا مقصد اس سے آلِ علیؓ میں نقص ثابت کرنا تھا کیوں کہ مصر کے فاطمین کے عقاید خراب تھے بعض ان میں سے زندیق تھے اور بعض نے الوہیت کا بھی دعوی کیا تھا اور رافضی تو سب تھے تو ان کا نسب جب آلِ علیؓ سے ثابت ہوجاتا ہے تو آلِ علیؓ کا نقص ثابت ہوتا ہے۔ سخاویؒ کے الفاظ یہ ہیں: (غفل عن مراد ابن خلدون فانه کان لانحرافه عن آل علیؓ یثبت نسب الفاطمیین الیهم لما اشتهر من سوء معتقد الفاطمیین وکون بعضهم نسب الی الزندقة وادعی الالهیة کالحاکم وبعضهم فی الغایة من التعصب لمذهب الرفض حتی قتل فی زمانهم جمع من اهل السنة (الی ان قال) فاذا کانوا بهذه المثابة وصح انهم من آل علیؓ حقیقةً التصق بآل علیؓ العیب وکان ذالك من اسباب النفرة عنهم۔ (الضوء اللامع ص۱۴۷ ص۱۴۸ ج۴) یعنی مقریزی تو اس لئے تعریف کر رہے ہیں کہ ابن خلدون فاطمین کے نسب کو آل علی سے ثابت مانتے ہیں اور

وہ ابن خلدون کے مقصد سے غافل ہیں کہ فاطمیین جب اپنی ان بد اعتقادیوں کے ساتھ آلِ علی کیطرف منسوب ہوں گے تو آلِ علی میں عیب ثابت ہوجائیگا اس لئے کہ فاطمیین میں کچھ تو زندیق تھے اور کچھ نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور کچھ انتہائی متعصب اور رافضی تھے کہ ان کے زمانے میں بہت سے اہلِ سنت قتل کئے گئے۔

علامہ سخاویؒ کی اس عبارت سے ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ابن خلدون آلِ علیؓ کے انتہائی مخالف تھے تو ظہورِ مہدی کے انکار کی اصل وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے چونکہ مہدی آلِ علیؓ میں سے ہوں گے جیساکہ صحیح احادیث سے ثابت ہوچکا ہے اور ابن خلدون آلِ علیؓ کے لیے کسی بڑائی اور منقبت کو ماننے کے لیے تیار نہیں اسی لیے ظہورِ مہدی کا انکار کیا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری کہ نہ مہدی آئیں گے اور نہ آلِ علی کے لیے کوئی منقبت اور بڑائی ثابت ہوگی حالانکہ آلِ علی کی فضیلت ومنقبت مہدی کے آنے پر موقوف نہیں۔ ان امور کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ یہ بھی مدنظر رہے کہ ابن خلدون علم وعمل کے اس مقام پر فائز نہیں ہیں کہ ان کی بات پر کسی عقیدہ کی بنیاد رکھی جاسکے۔

علامہ سخاویؒ نے ابن خلدون کے متعلق علامہ عینی حنفیؒ کا یہ قول نقل کیاہے کہ وکان یتھم بامور قبیحۃ۔ (الضوء اللامع ص۱۴۵ ج ۴) کہ بہت سے قبیح امور کے ساتھ متہم تھے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ قضاۃ کے ہاں ان کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی تھی۔ چنانچہ سخاویؒ نے لکھاہے ایک دفعہ انہوں نے ایک قاضی صاحب کے ہاں کسی مسئلے میں گواہی دی تو فلم یقبلہ مع انہ کان من المتعصبین لہ۔ (الضوء اللامع ص۱۴۶ ج ۴) یعنی ان کی گواہی قبول نہیں

کی حالانکہ وہ ان کے لیے تعصب کرنے والوں میں سے تھے بعض ان کے طرفداروں میں سے تھے ان کے ساتھ ان کی طبیعت میں فطری طور پر مخالفت کا جذبہ تھا اور ہر معاملہ میں اپنی شان انفرادی رکھنا چاہتے تھے چنانچہ جب قاضی بنائے گئے تو قضاۃ کا لباس نہیں پہنا بلکہ اپنے مغربی طرز کے لباس ہی میں ملبوس رہے۔ علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی لحبہ المخالفة فی کلّ شیء۔ (الضوء اللامع ص۱۴۶ ج۴) یعنی یہ اس لیے کہ ہر چیز میں مخالفت پسند تھے ان کے ان حالات سے معلوم ہوا کہ علوم شرعیہ خاص کر علم حدیث میں ان کو یہ مقام حاصل نہیں تھا کہ ان کے کسی قول کو دلیل بنایا جائے۔ اس بحث سے ہمارا مقصد ابن خلدون کی شان کو گھٹانا نہیں بلکہ ان کا اصل مقام متعین کرنا ہے۔

تاریخ اور فلسفۂ تاریخ و اجتماع میں ان کا کلام اچھا ہے لیکن اس میں بھی بقول حافظ ابن حجرؒ وہ مقام حاصل نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی سے فلسفۂ اجتماع یا فلسفۂ تاریخ کے خوش کن الفاظ دیکھ کر اور اہل یورپ کی تقلید میں ابن خلدون کو وہ مقام دیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے حالانکہ یہ حکم شرعی ہے کہ ہر آدمی کو اس کے مقام پر رکھ کر اس کے قول و فعل کا اعتبار اس کے مقام ہی کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ کما فی المسلم عن عائشةؓ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلھم (مسلم ص۴ ج۱)

اب ہم احادیث مہدی پر ابن خلدون کے کلام کا جائزہ لیں گے۔

ابن خلدون کے کلام کا خلاصہ بقول مولانا بدر عالم صاحبؒ کے تین باتیں ہیں:
(۱) جرح و تعدیل میں جرح کو ترجیح ہے (۲) امام مہدی کی کوئی حدیث صحیحین میں موجود نہیں (۳) اس باب کی جو صحیح حدیثیں ہیں ان میں امام مہدی

کی تصریح نہیں (ترجمان السنۃ ص۳۸۲ ج ۴)

۱ پہلی بات کا ایک جواب تو وہ ہے کہ جو مولانا بدر عالم نے دیا ہے کہ فن حدیث کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں کچھ وزن نہیں رکھتیں کیوں کہ ہمیشہ اور ہر جرح کو ترجیح دینا یہ بالکل خلاف واقع ہے چنانچہ خود محقق موصوف کو جب اس پر تنبیہ ہوئی کہ اس قاعدے کے تحت تو صحیحین کی حدیثیں بھی مجروح ہوئی جاتی ہیں تو اس کا جواب انھوں نے صفحہ پر یہ دے دیا ہے کہ یہ حدیثیں چونکہ علماء کے درمیان مسلم ہو چکی ہیں اس لئے وہ مجروح نہیں کہی جاسکتیں مگر سوال تو یہ ہے کہ جب قاعدہ یہ ٹھہرا تو پھر علماء کو وہ مسلم ہی کیوں ہوئیں۔ (ترجمان السنۃ ص۳۸۲ وص۳۸۳ ج ۴)

نیز اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ صحیحین کی حدیثیں چونکہ علماء کے نزدیک مسلم ہو چکی ہیں، اس لئے اس قاعدے کا اطلاق صحیحین کی احادیث پر نہیں ہوگا جیسا کہ خود ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ولا تقولن مثل ذلک ربما یتطرق الی رجال الصحیحین فان الاجماع قد اتصل فی الامۃ علی تلقیھا بالقبول والعمل بما فیھما والاجماع اعظم حمایۃ واحسن دفعۃ (ترجمہ ابن خلدون ص۲۱۳)

یعنی یہ نہ کہا جائے کہ یہ قاعدہ بخاری و مسلم کے رجال کی طرف متوجہ ہوگا اس لئے کہ بخاری و مسلم کی احادیث کی قبولیت پر امت کا اجماع ہے تو اگر اس قاعدہ کے تحت بخاری و مسلم کے رجال کو مستثنیٰ کیا جاتا ہے کہ امت نے ان کو قبول کیا ہے تو اسی طرح احادیث مہدی کو بھی امت نے قبول کیا ہے اور بقول محدثین کے احادیث مہدی تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں تو یہ قاعدہ احادیث مہدی پر بھی لاگو ہونا چاہیے۔

نیز یہ قاعدہ کہ جرح بھی تعدیل پر مقدم ہے۔ اس اطلاق کے ساتھ مسلم بھی نہیں

ہے۔ جیسے کہ علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں احمد بن صالح المصری کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ قلت احمد بن صالح ثقۃٌ امام ولا التفات الی کلام من تکلم فیہ ولکنا ننبھک ھنا علیٰ قاعدۃ فی الجرح والتعدیل ضروریۃ نافعۃ لا تراھا فی شیئٍ من کتب الاصول فانک اذا سمعت ان الجرح مقدم علی التعدیل ورأیت الجرح والتعدیل وکنت غرًّا بالامور او فدمًا مقتصرًا علیٰ منقول الاصول حسبت ان العمل علیٰ جرحہٖ فایاک ثم ایاک والحذر کل الحذر من ھذا الحسبان بل الصواب عندنا ان من ثبتت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ ومزکوہ وندر جارحہ وکانت ھنالک قرینۃ دالۃ علیٰ سبب جرحہ من تعصب مذھبی او غیرہ فانا لا نلتفت الی الجرح فیہ ونعمل فیہ بالعدالۃ والا فلو فتحنا ھذا الباب او اخذنا تقدیم الجرح علیٰ اطلاقہ لما سلِمَ لنا احدٌ من الائمۃ اذ مامن امامٍ الا وقد طعن فیہ طاعنون وھلک فیہ ھالکون الخ (ص۱۸۸ ج۱) یعنی جب آپ نے یہ بات کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر اور آپ کسی آدمی کے ترجمہ میں جرح وتعدیل دیکھیں اور دھوکے میں پڑنے والے اور اصول منقول پر اختصار کرنے والے ہوجائیں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے لیکن اپنے آپ کو اس غلطی سے بچائیں اور ڈریں اس گمان سے بلکہ ہمارے نزدیک صحیح اور حق یہ ہے کہ جس راوی کی امامت اور عدالت ثابت ہو اور اس کی تعریف اور صفائی پیش کرنے والے زیادہ اور جرح کرنے والے اور نقص کم ہوں اور وہاں کوئی ایسا قرینہ بھی موجود ہو جو دلالت کرتا ہو کہ جرح کا سبب کوئی مذہبی تعصب یا اور کوئی وجہ ہے تو ایسی صورت میں ہم جرح

کی طرف التفات نہیں کریں گے اور عدالت پر عمل کریں گے ورنہ اگر ہم اس دروازے کو کھول لیں (کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر) یا مطلقاً جرح کو تعدیل پر مقدم مان لیں تو پھر ہمارے ائمہ میں سے بھی کوئی صحیح سالم نہیں بچے گا اس لئے کہ کوئی بھی امام ایسا نہیں کہ جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور ان کے بارے میں ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوتے ہوں۔

اور دوسرے مقام پر علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ ولکن نونی ان الضابطة ما نقوله من ان ثابت العدالة لا یلتفت فیه الیٰ قول من تشهد القرائن بانه متحامل علیه اما لتعصب مذهبی او غیرہ۔ (طبقات الشافعیة الکبریٰ ص۱۸۸ ج۱) یعنی ہمارے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جس کی عدالت ثابت ہو چکی ہو تو پھر اس کے بارے میں کسی ایسے آدمی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ جس نے جرح کسی مذہبی تعصب وغیرہ کی وجہ سے کی ہو۔

اور پھر حافظ ابن عبد البر مالکیؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ الصحیح فی هذا الباب ان من ثبتت عدالته وصحت فی العلم امامته وبالعلم عنایته لم یلتفت الی قول احد الخ (ص۱۸۸ ج۱) یعنی جرح وتعدیل کے باب میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت، امامت اور علم کے ساتھ تعلق ثابت ہو چکا ہو تو پھر اس کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

اور پھر اس کے بعد حافظ ابن عبد البر کی بعض باتوں پر گرفت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ قلت عرفناك اولاً من ان الجارح لا یقبل منه الجرح وان فسره فی حق من غلبت طاعته علیٰ معاصیه وما دحوه علیٰ

ذامیه ومزکوه علی جارحیه اذا کانت هناك قرینة یشهد العقل بان مثلها حامل علی الوقیعة فی الذی جرحه من تعصب مذهبی اومنافسة دنیویة کما یکون من النظراء وغیر ذالك (طبقات الشافعیة الکبری ص۱۹۰ ج ۱)۔

یعنی پہلے ہم نے تم کو بتلا دیا کہ جس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب ہوں اور تعریف کرنے والے مذمت کرنے والوں سے اور صفائی پیش کرنیوالے جرح کرنے والوں سے زیادہ ہوں تو ایسے آدمیوں کے بارے میں کسی کی جرح مقبول نہیں ہوگی اگرچہ وہ جرح مفسر کی ہو۔ خاص کر جب اس قسم کا کوئی قرینہ موجود ہو کہ جرح کسی مذہبی اختلاف یا دنیوی دشمنی کی وجہ سے کی گئی ہے۔

اگر اس قاعدے کو مطلقاً قبول کیا جائے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے تو پھر امام مالکؒ کے بارے میں ابن ابی ذئب نے اور امام شافعیؒ کے بارے میں یحیٰی بن معین نے اور امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں سفیان ثوری اور شعبیؒ وغیرہ نے جو کچھ کہا ہے اس کو بھی قبول کر لینا چاہیئے اور یہ ائمہ ساقط الاعتبار ہونے چاہئیں حالانکہ کوئی بھی عاقل اس بات کو قبول نہیں کر سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ اپنے اس اطلاق کے ساتھ کسی کے ہاں بھی مقبول نہیں ہے ورنہ اسی قاعدے کے تحت خود ابن خلدون کی ذات بھی محفوظ نہیں رہ سکتی ہے۔

۲ جہاں تک ان کی دوسری بات کا تعلق ہے کہ ظہورِ مہدی کی احادیث صحیحین میں موجود نہیں تو یہ بھی کئی وجوہ سے غلط ہے (۱) بخاری ص۴۹۰ ج ۱ و مسلم ص۸۷ ج ۱ میں نزولِ عیسیٰؑ کے باب میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں وامامکم منکم ہے اور مسلم کی حضرت جابرؓ کی روایت میں فیقول امیرھم ہے شارحینِ بخاری و مسلم کے حوالوں کے مطابق ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مراد امام مہدی ہی ہیں (ملاحظہ ہو اسی کتاب کا باب ثانی عقیدۂ ظہورِ مہدی محدثین کی نظر میں)۔

میں، لہٰذا یہ اعتراض بالکل لغو اور بیکار ہے۔ یاد دہانی کے لئے میں فتح الملہم شرح صحیح مسلم کا حوالہ پھر نقل کرتا ہوں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فیقول امیرھم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ھو امام المسلمین المھدی الموعود المسعود (ص۳۰۲ ج۱) کہ مراد امیر سے امام مہدی ہیں

(۲) دوسری بات یہ کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مہدی کا ذکر بخاری و مسلم میں نہیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ ہی باطل ہو جب کہ دوسری صحیح احادیث میں اس کا ذکر صراحتاً موجود ہے کیوں کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ ہم نے سب صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور کوئی صحیح حدیث ان دونوں کتابوں سے باہر نہیں رہی ہے۔ بلکہ خود ان حضرات کے اقوال موجود ہیں کہ ہم نے صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں اور بہت سی صحیح احادیث ایسی باقی ہیں جن کو ہم نے نقل نہیں کیا ہے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں کہ رہا امام مہدی کی حدیثوں کا صحیحین میں ذکر نہ ہونا تو یہ اہل فن کے نزدیک کوئی جرح نہیں ہے خود ان ہی حضرات کا اقرار ہے کہ انھوں نے جتنی صحیح احادیث جمع کی ہیں وہ سب کی سب اپنی کتابوں میں درج نہیں کی ہیں اسی لئے بعد میں ہمیشہ محدثین نے مستدرکات لکھی ہیں۔ (ترجمان السنۃ ص۳۸۲ ج۴)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں، واعلم انہ قد طعن بعض المورخین فی احادیث المھدی و قال انما احادیث ضعیفۃ ولذا اعرض الشیخان البخاری و مسلم عن اخراجھا فمال ھذا المورخ الی انکار ظھور المھدی راساً (قلت) ھذا غلط و شطط (ص۱۹۴ ج۶) یعنی بعض مورخین (ابن خلدون) نے ظہور مہدی کی

احادیث پر طعن کیا ہے کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں اسی لئے بخاری و مسلم نے ان حدیثوں سے اعراض کیا ہے لیکن یہ وجہ بالکل غلط ہے۔

اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ واما تعلل هذا المؤرخ فی انکار ظهور المهدی بان الشیخین البخاری ومسلمًا لم یخرجا احادیث المهدی فتعلل معلول لا یقبله الا ذو علة فان البخاری ومسلمًا لم یستوعبا الاحادیث الصحیحة والآلاف المؤلفة من الاحادیث الصحیحة لم یخرجها البخاری ومسلم وهی صحیحة بلا شك وشبهة عند ائمة الحدیث ص۱۹۸ ج۲) یعنی اس مورخ کا ظہور مہدی کی احادیث کے لیے یہ علت بیان کرنا کہ بخاری و مسلم نے ان احادیث کی تخریج نہیں کی ہے خود معلول اور کمزور ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم نے صحیح احادیث کا استقصار نہیں کیا ہے ہزاروں حدیثیں ایسی ہیں کہ جو محدثین کے نزدیک بلا شک و شبہ صحیح ہیں لیکن بخاری و مسلم میں وہ حدیثیں موجود نہیں ہیں۔

خود امام مسلمؒ کا یہ قول ان کی کتاب صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ میں منقول ہے کہ جب امام مسلمؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک لمبی روایت نقل کی تو ان کے شاگرد ابوبکر نے ان سے حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت کے متعلق پوچھا کہ جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ والی حدیث کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے البتہ واذا قرء فانصتوا کے الفاظ اس میں زائد ہیں کہ ابو ہریرہؓ کی اس روایت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو فرمایا کہ وہ میرے نزدیک صحیح ہے تو ابوبکر نے پوچھا کہ پھر آپ نے یہاں نقل کیوں نہیں کی تو فرمایا کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو میں اپنی کتاب میں نقل نہیں کرتا بلکہ میں تو وہ احادیث نقل کرتا ہوں کہ جن پر اجماع ہو۔ الفاظ

یہ ہیں کہ قال ابو اسحٰق قال ابوبکر بن اخت ابی النضر ھذا الحدیث فقال مسلم ترید احفظ من سلیمان فقال له ابوبکر فحدیث ابی ھریرة فقال ھو صحیح یعنی واذا قرء فانصتوا فقال ھو عندی صحیح فقال لمَ لم تضعه ھٰھنا فقال لیس کل شئ عندی صحیح وضعتُ ھٰھنا وانما وضعتُ ھٰھنا ما اجمعوا علیه۔ (صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ مکتبہ ج ۱)

یعنی ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ ابوبکر بن اخت ابی النضر نے اس حدیث پر کچھ کہا تو مسلم نے کہا کہ کیا سلیمان سے زیادہ کسی حافظ کو چاہتے ہو تو ابوبکر نے کہا کہ پھر ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے یعنی واذا قرء فانصتوا والی روایت تو مسلم نے کہا وہ میرے نزدیک صحیح ہے تو ابوبکر نے کہا کہ پھر آپ نے یہاں نقل کیوں نہیں کی تو فرمایا کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو میں یہاں نقل نہیں کرتا بلکہ یہاں تو میں وہ نقل کرتا ہوں جس پر اجماع ہو۔

اور علامہ ابو الفضل محمد بن طاھر بن علی المقدسی شروط الائمۃ الخمسۃ میں لکھتے ہیں واما البخاری رحمه الله فانه لم یلتزم ان یخرج کل ما صح من الحدیث حتی یتوجه علیه الاعتراض وکما انه لم یخرج عن کل من صح حدیثه ولم ینسب الی شئ من جھات الجرح وھم خلق کثیر یبلغ عددھم نیفا وثلاثین الفا لان تاریخه یشتمل علی نحو من اربعین الفا وزیادة وکتابه فی الضعفاء دون السبع مائة ومن خرجھم فی جامعه دون الفین کذا لم یخرج کل ما صح من الحدیث ص۲۰۔

یعنی امام بخاریؒ نے اس کا التزام نہیں کیا ہے ہر صحیح حدیث کی تخریج اپنی کتاب میں کریں تاکہ ان پر اعتراض وارد ہو اور جیسے کہ انہوں نے ہر اس آدمی کی حدیثیں نقل نہیں کیں جن کی حدیثیں صحیح ہوں اور اس پر کوئی جرح نہ ہو اور یہ بہت لوگ ہیں جن کی تعداد تقریباً تیس ۳۰,۰۰۰ ہزار سے زائد اسلئے کہ

بخاری کی اپنی تاریخ تقریباً چالیس ۴۰،۰۰۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور ان کی ضعفاء کی کتاب تقریباً سات سو ۷۰۰ آدمیوں پر مشتمل ہے اور جن کی احادیث کی تخریج انہوں نے صحیح بخاری میں کی ہے وہ دو ہزار ۲۰۰۰ سے بھی کم ہیں اسی طرح ہر صحیح حدیث کی بھی تخریج نہیں کی۔

اور پھر اس کی دلیل میں بخاریؒ کا یہ قول اپنی مسلسل سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ کنت عند اسحٰق بن راھویہ فقال لنا بعض اصحابنا لو جمعتم کتاباً مختصراً السنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقع ذلک فی قلبی فاخذت فی جمع ھذا الکتاب فقد ظھر ان قصد البخاری کان وضع مختصر فی الصحیح ولم یقصد الاستیعاب لا فی الرجال ولا فی الحدیث (صـ۲۱)۔ یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں امام اسحٰق بن راہویہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر تم احادیث کی ایک مختصر کتاب جمع کر لیتے تو اچھا ہوتا تو یہ بات میرے دل کو لگی علامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ بخاری کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ان کا قصد ایک مختصر کتاب جمع کرنے کا تھا نہ صحیح اور ثقہ راویوں کا استیعاب مقصود تھا اور نہ صحیح احادیث کا۔

اور امام ابو عبداللہ حاکم نے مستدرک کے اول میں دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ ولم یحکما ولا واحد منھما انہ لم یصح من الحدیث غیر ما اخرجاہ (مستدرک حاکم صـ۲ ج۱) یعنی نہ بخاری و مسلم نے اور نہ ان میں سے کسی ایک نے یہ کہا ہے کہ صرف وہی احادیث صحیح ہیں کہ جو انہوں نے نقل کی ہیں۔

امام بخاریؒ و مسلمؒ کے ان اقوال سے اور محدثین کی تصریحات سے یہ بات

بالکل پورے طریقے پر ثابت ہوئی کہ صحیح احادیث صرف وہ نہیں ہیں جو بخاری و مسلم میں منقول ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی اور بہت سی احادیث صحیح ہیں کہ جن کی تخریج بخاری و مسلم نے نہیں کی ہے۔

اب اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ ظہور مہدی کی احادیث اگر بالفرض بخاری و مسلم میں نہ ہوں تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ابن خلدون اور اختر کاشمیری کے اس اعتراض پر نظر ڈالیں کہ بخاری و مسلم میں ظہور مہدی کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

یہی اشکال مولانا مودودی صاحب کو پیش آیا اگرچہ مولانا فی الجملہ ظہور مہدی کے قائل ہیں اور منکرین میں سے نہیں ہیں لیکن لکھتے ہیں کہ درحقیقت جو شخص علوم دینی میں کچھ بھی نظر و بصیرت رکھتا ہو وہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ باور نہیں کر سکتا کہ جس مسئلے کی دین میں اتنی اہمیت ہو اُسے محض اخبار آحاد پر چھوڑا جا سکتا تھا اور اخبار احاد بھی اس درجہ کی کہ امام مالکؒ اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے محدثین نے اپنی احادیث کے مجموعوں میں سرے سے ان کا لینا ہی پسند نہ کیا ہو۔ (رسائل و مسائل ص ۵۸، ۶۰)

لیکن یہ اختر کاشمیری صاحب اور مولانا مودودی صاحب کی غلط فہمی ہے اس لئے کہ نہ ظہور مہدی کی احادیث اخبار احاد ہیں جیسا کہ محدثین کی تصریحات باب ثانی میں گذر چکی ہیں۔ ظہور مہدی کی احادیث متواتر ہیں۔

ملاحظہ ہو شرح عقیدہ السفارینی ص ۸۰ ج ۲)

اور نہ بخاریؒ و مسلمؒ نے ان احادیث سے اعراض کیا ہے بلکہ بخاری و مسلم میں ایسی احادیث موجود ہیں کہ جن سے محدثین کی تصریحات کے مطابق مراد امام مہدی ہی ہیں۔

ابن خلدون، اور اختر کاشمیری صاحب کو تو صرف یہ اشکال تھا کہ بخاری و مسلم میں ظہور مہدی کی احادیث نہیں ہیں لیکن مولانا مودودی صاحب کو یہ بھی اشکال ہے کہ موطا امام مالکؒ میں ظہور مہدی کی احادیث کیوں نہیں۔

لیکن یہ اشکال وہ آدمی کر سکتا ہے کہ جس نے مؤطا امام مالک کا صرف نام سنا ہو اور خود اس کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ اس لئے کہ مؤطا امام مالک کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ دین کے سینکڑوں مسائل و معتقدات ایسے ہیں کہ جن کے متعلق مؤطا امام مالک میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ لیکن آج تک پوری امت میں سے بشمول مالکیہ کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا ہے کہ فلاں مسئلے کو ہم نہیں مانتے ہیں یا یہ کہ فلاں مسئلہ کمزور ہے اس لئے کہ مؤطا امام مالک میں اس کے متعلق کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔ کیوں کہ مؤطا امام مالک تو احادیث مرفوعہ کا ایک نہایت مختصر مجموعہ ہے باقی مرسل روایات اور آثار و اقوال تابعین ہیں اور آثار و اقوال بھی صرف وہ کہ جنکا تعلق فقہی احکام یعنی دین کے عملی حصہ کے ساتھ ہے۔ نظری اور اعتقادی قسم کی احادیث تو مؤطا میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے اعتراضات کی جرأت وہ آدمی کر سکتا ہے کہ جس کا فن حدیث سے کوئی خاص تعلق نہ ہو ورنہ حدیث کے کسی مجموعہ میں کسی حدیث کا نہ ہونا آج تک محدثین کے نزدیک قابل اعتراض نہیں رہا ہے۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ۔

۳ اسی طرح ان کی تیسری بات کہ صحیح احادیث میں مہدی کی تصریح نہیں ہے بھی قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ باب اول میں ہم ابوداؤد، ترمذی مسند احمد، مستدرک حاکم کے حوالے سے وہ حدیثیں مع تحقیق سند کے نقل کر چکے ہیں کہ جو صحیح بھی ہیں اور جن میں مہدی کی تصریح بھی ہے۔

اس اشکال کا اسی جواب سے ملا جلا جواب مولانا بدر عالم میرٹھی نے دیا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ بھی تسلیم نہیں کہ صحیح حدیثوں میں امام مہدی

کا نام مذکور نہیں ہے کیا وہ حدیثیں جن کو امام ترمذیؒ وابوداود وغیرہ جیسے محدثین نے صحیح وحسن[1] کہا ہے صرف محقق موصوف کے بیان سے صحیح ہونے سے خارج ہوسکتی ہیں دوم: یہ کہ جن حدیثوں کو محقق موصوف نے بھی صحیح تسلیم کرلیا ہے۔ اگر وہاں ایسے.... قوی قرائن موجود ہیں جن سے اس شخص کا امام مہدی ہونا تقریباً یقینی[2] ہوجاتا ہے تو پھر امام مہدی کے لفظ کی تصریح ہی کیوں ضروری ہے۔

سوم: یہاں اصل بحث مصداق میں ہے مہدی کے لفظ میں نہیں۔ پس اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے میں ایک خلیفہ کا ہونا اور اس کا خاص صفات کا حامل ہونا جو بلحاظ روایت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے شخص میں بھی نہ تھیں، ثابت ہوجاتا ہے، تو بس اہل سنت والجماعت کا مقصد اتنی بات سے پورا ہوجاتا ہے کیونکہ مہدی توصرف ایک لقب ہے عَلَم اور نام نہیں ہے اور یہ آپ ابھی معلوم کرچکے ہیں کہ مہدی کا لفظ بطور لقب کے دوسرے اشخاص پر بھی اطلاق کیا گیا ہے .... اگرچہ سب میں کامل مہدی وہی ہیں جن کا ظہور آئندہ زمانے میں مقدر ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جس طرح دجال کا لفظ حدیثوں میں ستر مدعیانِ نبوت کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے مگر دجالِ اکبر وہی ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ ہاں اس لقب کی

---

[1] صرف صحیح وحسن بھی نہیں بلکہ دوسرے محدثین نے متواتر کہا ہے جیسے کہ باب ثانی میں گذر گیا ہے۔ نظام الدین۔

[2] خاص کر اس صورت میں کہ شارحینِ بخاری ومسلم کے نزدیک مراد امام مہدی ہی ہیں جیسے کہ باب ثانی میں شارحین بخاری ومسلم کے حوالہ جات تفصیل سے گذر چکے ہیں۔ نظام الدین

زد اگر پڑتی ہے تو ان اصحاب[۱] پر پڑتی ہے کہ جو مہدی کے ساتھ ساتھ کسی قرآن کے منتظر بیٹھے ہیں (ترجمان السنۃ صفحہ ۳۸۳ ج ۴)

اور اسی اشکال کے جواب میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

وقد اخرج الحافظ السیوطی ھذہ الاحادیث التسعین بطولھا فی العرف الوردی وفی ستۃ وثلاثین حدیثاً منھا ورد اسم المھدی صریحاً والباقی منھا جاء باسم الخلیفۃ وباوصافہ التی وردت فی الاحادیث فبطل بھذا تعلل المؤرخ المذکور بان احادیث المھدی جاءت مبھمۃ لیس فیھا تصریح اسم المھدی والمبھم یحمل علی المتصل بالاجماع اذا کان الحدیث واحداً والاحادیث التی لم یقع فیھا صراحۃ بل مبھما واشارۃ تحمل علی الاحادیث المفصلۃ التی ورد فیھا اسم المھدی صراحۃ فان المفسر یقضی علی المبھم وکیف وان ایراد ائمۃ الحدیث ھٰذہ الاحادیث المبھمۃ فی باب ذکر المھدی دلیل علی ان ھٰذہ الاحادیث المبھمۃ الدالۃ علی خروج الخلیفۃ العادل فی آخر الزمان کلھا محمولۃ علی المھدی عند ائمۃ الحدیث۔

(تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹۸ ج ۶)

یعنی علامہ سیوطیؒ نے ظہور مہدی کی ان نوّے ۹۰ احادیث کی تخریج اپنے رسالہ العرف الوردی میں کی ہے جن میں تینتیس ۳۳ احادیث کی تخریج میں مہدی کا نام صراحۃً موجود ہے اور باقی احادیث خلیفہ کے لفظ اور ان اوصاف کے ساتھ وارد ہوئی ہیں کہ جو مہدی کی احادیث میں ہیں۔ سیوطی کے اس بیان سے ابن خلدون کا یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے کہ مہدی کی احادیث مبہم ہیں اور ان میں نام

---

[۱] سے مراد اہل تشیع ہیں۔ نظام الدین

کی صراحت موجود نہیں ہے۔ نیز: کہ مبہم کو مفصل پر بالاتفاق حمل کیا جاتا ہے
جب حدیث ایک ہو لہذا وہ احادیث کہ جو مبہم ہیں یا ان میں اشارۃً مہدی
کا ذکر ہے ان کو ان مفصل احادیث پر حمل کیا جائیگا کہ جن میں مہدی کا نام
صراحتًا وارد ہوا ہے اس لئے کہ مفسر قاضی ہوتا ہے مبہم پر۔ نیز محدثین کا ان
مبہم احادیث کو مہدی کے باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ احادیث
مبہم جو ایک آخر زمانے میں ایک خلیفۂ عادل کے ظہور پر دلالت کرتی ہیں
محدثین کے نزدیک مہدی ہی پر محمول ہیں

اس تفصیل سے ابن خلدون کے تینوں اعتراضات کا جواب علی الوجہ
الاتم ہو جاتا ہے کہ نہ تو جرح مطلقاً تعدیل پر مقدم ہے جیسا کہ ابن خلدون کا
دعویٰ ہے اور نہ مہدی کی سب احادیث ضعیف ہیں اور نہ مبہم ہیں۔ نیز
یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ اگر سب احادیث ضعیف بھی ہوتیں تو بھی بالکلیہ
ظہور مہدی کا انکار صحیح نہ ہوتا کیوں کہ محدثین کے ہاں ایک قاعدہ یہ بھی
ہے کہ جب کسی حدیث کی روایات کی کثرت ہو جاتی ہے تو اگرچہ وہ ضعیف
ہوں لیکن پھر بھی اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل
ضرور موجود ہے چنانچہ ابو عبداللہ حاکم نے مستدرک میں یہ قاعدہ بیان کیا ہے
اور ان سے ابن عراقی نے تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ عن الاخبار
الشنیعۃ الموضوعۃ میں نقل کیا ہے کہ قال الحاکم فی المستدرک
اذا کثرت الروایات فی حدیثٍ ظہران للحدیث اصلاً (ص۲ ج۱)
یعنی حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ جب کسی حدیث کی روایات کثیر ہو جاتی
ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ حدیث کے لیے اصل موجود ہے۔ اب اس قاعدہ کے
لحاظ سے اگر آپ غور فرمائیں گے تو بھی ظاہر ہو جائے گا کہ مہدی کی احادیث اگر

بالفرض سب کی سب ضعیف ہوں تب بھی ان کی اصل موجود ہے اس لیے کہ مہدی کی احادیث کی تعداد نوّے ۹۰ تک پہنچتی ہے جن میں سے تینتیس ۳۳ میں مہدی کی صراحت بھی موجود ہے اور تقریباً چھبیس ۲۶ صحابہ و تابعین سے مروی ہیں کما فی تعلیق الصبیح ص۱۹۷ ج ۶ اس لیے اس کو بالکل بے اصل کہنا صحیح نہیں ہے۔

جناب اختر کاشمیری کا ایک منفرد اشکال

اختر کاشمیری صاحب کو ایک منفرد اشکال یہ بھی ہے کہ مہدی کا ذکر قرآن میں موجود نہیں ہے چنانچہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ: مہدی کے ذکر سے قرآن خالی ہے قرآن میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ قرآن میں عقیدہ کی ہر بات موجود ہے تو اس صورت میں جو لوگ ظہورِ مہدی کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک قرآن کی کیا اہمیت ہوگی۔ یہ اختر کاشمیری صاحب کا اشکال ہے اس کو بار بار پڑھئے اور آپ پرویزیوں کے ان اعتراضات پر بھی نظر ڈالیے جو وہ حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ آپ کو ذرہ برابر فرق محسوس نہیں ہوگا۔

یہ بعینہ وہی حالت ہے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے دی تھی (فداہ ابی و امی) مستدرک حاکم ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قال لا الفین احدکم متکئاً علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول ما ادری ماوجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ اور مستدرک کے دوسری روایت میں اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ماوجدنا فی کتاب اللہ عملنا بہ والا فلا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں وعند کتاب اللہ ولیس ھذا فیہ (مستدرک حاکم ص۱۰۹ ج۱) واللفظ لہ۔ وابن ماجۃ عن ابی رافع ص۳

باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو داؤد باب فی لزوم السنۃ ص۶۳۲ ج۲) و مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی ص۲۹ ج۱ و مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ عن البیہقی ص۱۱ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میں اس حال میں کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ سے تکیہ لگائے ہوئے ہو اور میرا کوئی امر اس کے پاس آئے جس میں میں نے کسی چیز کا حکم دیا ہو یا کسی چیز سے منع کیا ہو تو وہ کہہ دے کہ میں تو اس کو نہیں جانتا ہم تو جو قرآن میں پائیں گے اس کو مانیں گے اور جو قرآن میں نہیں ہوگا اس کو نہیں مانیں گے۔ تو گویا اختر صاحب کے اعتراض کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اگر قرآن میں مہدی کا ذکر ہوتا تو ہم مانتے لیکن چونکہ قرآن میں نہیں ہے اسلئے ہم مان نہیں سکتے۔ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہ

اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عمرانؓ بن حصین نے فرمایا تھا کہ کیا نماز کی رکعتوں کی تعداد اور زکوٰۃ کے مقادیر تمہیں قرآن میں ملتے ہیں روایت کے الفاظ یہ ہیں جس کی صحت پر حاکمؒ اور ذہبیؒ دونوں متفق ہیں حدثنا الحسن قال بینما عمران بن حصین یحدث عن سنۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ رجلٌ یا ابا نجید حدثنا بالقرآن فقال لہ عمران انت واصحابک یقرؤن القرآن اکنت محدثی عن الصلوٰۃ ومافیھا وحدودھا اکنت محدثی عن الزکوٰۃ فی الذھب والابل والبقر واصناف المال ولکن قد شھدت وغبت انت ثم قال فرض علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الزکوٰۃ کذا کذا وقال الرجل احییتنی

احیاک اللہ قال الحسن فامات ذلک الرجل حتی صار من فقہاء المسلمین

(مستدرک الحاکم ص۱۰۹ و ص۱۱۰ ج۱)

اور امام سیوطیؒ نے مفتاح الجنۃ میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے عن شبیب بن ابی فضالۃ المکی ان عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر الشفاعۃ فقال لہ رجل من القوم یا أبا نجید انکم تحدثونا بأحادیث لم نجد لها أصلاً فی القرآن فغضب عمران وقال للرجل قرأت القرآن قال نعم قال فهل وجدت فیه صلاۃ العشاء اربعًا و وجدت المغرب ثلاثًا والغداۃ رکعتین والظهر أربعًا والعصر اربعًا قال لا قال فعن من أخذتم ذلک ألستم عنا أخذتموه وأخذناه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أوجدتم فیه من کل اربعین شاۃ شاۃ وفی کل کذا ابعیرا کذا وفی کل کذا درهما کذا قال لا قال فعن من أخذتم ذلک الستم عنا أخذتموه وأخذناه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال أوجدتم فی القرآن وَلْیَطَّوَّفُوا بِالْبَیْتِ الْعَتِیقِ أوجدتم فیه نطوفوا سبعًا واركعوا رکعتین خلف المقام أوجدتم فی القرآن لا جلب ولا جنب ولا شغار فی الاسلام اما سمعتم اللہ قال فی کتابہ وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قال عمران فقد أخذنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشیاء لیس لکم بها علم ص۱۔ یعنی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے شفاعت کے بارے میں ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے کہا اے ابونجید (کنیت عمران بن حصین) تم ہمیں ایسی احادیث سناتے ہو کہ جن کی کوئی اصل قرآن میں موجود نہیں ہے تو

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور اس آدمی سے کہا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں تو فرمایا کہ کیا تو نے قرآن میں یہ دیکھا کہ عشاء کی چار رکعتیں اور مغرب کی تین اور صبح کی دو اور ظہر و عصر کی چار چار رکعتیں ہیں اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو فرمایا کہ کیا تم نے یہ ہم سے نہیں سیکھیں اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں پھر فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں دیکھا ہے کہ چالیس بکریوں میں زکوٰۃ کی ایک بکری ہوتی ہے اور اونٹوں میں اتنے اونٹ اور دراہم میں اتنے دراہم تو اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو، فرمایا کہ کیا یہ تم نے ہم سے نہیں سیکھے اور ہم نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور پھر فرمایا کہ تم قرآن میں پاتے ہو کہ طواف کرو بیت اللہ کا لیکن کیا قرآن میں سات یہ بھی ہے کہ سات طواف کرو اور پھر دو رکعت نماز پڑھو اور پھر فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں یہ حکم دیکھا ہے کہ نہ خاشر مال والے کو تکلیف دے اور نہ مال والا خاشر کو اور نہ جلب اور جنب ہے اسلام میں (یہ دو فقہی اصطلاحیں ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں) اور پھر فرمایا کہ کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے ہو کہ رسولؐ تم کو جو کچھ دے اس کو لو اور جس چیز سے تمہیں منع کرے اس سے رک جاؤ اور پھر حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی چیزیں سیکھی ہیں جن کا تمہیں علم نہیں۔

حضرت عمران بن حصینؓ کی اس حدیث سے واضح ہوا کہ عقائد و اعمال کا ثبوت صرف قرآن سے نہیں ہوتا بلکہ احادیث سے بھی اعمال و عقائد ثابت کئے جا سکتے ہیں اس لئے کہ جو مثالیں حضرت عمران بن حصینؓ نے پیش کی ہیں ان میں سے ہر عمل کی دو حیثیتیں ہیں ایک عملی اور ایک اعتقادی اور یہ دونوں احادیث سے ثابت ہیں مثلاً ظہر کی نماز کی ایک تو عملی حیثیت

ہے کہ چار رکعت فرض پڑھے جائیں اور ایک اعتقادی حیثیت ہے کہ چار رکعت نماز کا اعتقاد رکھا جائے کہ ظہر کی چار رکعتیں ہیں اور یہ دونوں چیزیں ایک جیسی فرض ہیں مثلاً اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کی چار رکعتوں کا انکار کرلے اور یہ کہے کہ ظہر کی نماز دو رکعت فرض ہے تو اس اعتقاد سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا تو معلوم ہوا کہ ان اعمال کی دونوں حیثیتیں جو فرض ہیں حدیث ہی سے ثابت ہیں۔

اسی طرح بخاری و مسلم دونوں کے حوالے سے علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ مشہور حدیث نقل کی ہے کہ أخرج الشیخان عن ابن مسعودؓ انہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنصمات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالیٰ فبلغ ذلک امرأۃ یقال لہا ام یعقوب فجاءت فقالت انہ بلغنی أنک قلت کیت وکیت فقال مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی کتاب اللہ فقالت لقد قرأت ما بین اللوحین فما وجدتہ قال ان کنت قرأتیہ فقد وجدتیہ أما قرأت وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا قالت بلیٰ قال فانہ نھی عنہ (مفتاح الجنۃ ص۱۹ و ص۲۰ و بخاری باب المستوشمۃ ص۸۷۹ ج۲ ومسلم ص۲۰۵ ج۲ باب تحریم فعل الواصلۃ کتاب اللباس۔

عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں بھی وہی بات ہے کہ جو عمران بن حصینؓ کی روایت میں گذر چکی ہے آپ ان احادیث کو پڑھیں اور اس کے بعد جناب اختر کاشمیری صاحب کے اعتراض پر نظر ڈالیں اور اس کے ساتھ مولانا مودودی

صاحب کی اس عبارت پر بھی نظر ڈالئے مولانا نے بھی دبے لفظوں میں تقریباً وہی بات کہی ہے جو کہ اختر کاشمیری صاحب نے کھلے لفظوں میں کی تھی لکھتے ہیں اب مہدی کے متعلق خواہ کتنی ہی کھینچ تان کی جائے بہرحال ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اسلام میں اس کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ اس کے جاننے اور ماننے پر کسی کے مسلمان ہونے اور نجات پانے کا انحصار ہو۔ یہ حیثیت اگر اسکی ہوتی تو قرآن میں پوری صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو چار آدمیوں سے اس کو بیان کر دینے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ پوری امت تک اسے پہنچانے کی سعی تبلیغ فرماتے (رسائل و مسائل ص۵۸ ج۱)

آپ اگر غور اور تعمق سے دیکھیں گے تو یہ بھی تقریباً وہی بات ہے کہ جو اختر کاشمیری صاحب نے فرمائی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مودودی صاحب اور اختر کاشمیری ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں کہ عقائد سب کے سب قرآن میں مذکور ہونے چاہئیں اور مہدی کے ظہور کا ذکر چونکہ قرآن میں نہیں ہے لہٰذا یہ ایک من گھڑت قصہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن گذشتہ حدیثوں میں یہ بات واضح ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اگر کوئی عقیدہ یا عمل ثابت ہو جائے تو اس کا ماننا بھی لازمی ہوتا ہے یہ تو مولانا اور اختر کاشمیری صاحب بھی تسلیم کرتے ہوں گے کہ قرآن میں بعض چیزوں کا ذکر تفصیلاً ہے اور کچھ چیزیں قرآن میں اجمال کے ساتھ اشارۃً ذکر کی گئی ہیں ورنہ جیسے کہ حدیث میں گذر چکا ہے ہر چیز یعنی عقیدہ وعمل اس تفصیل کے ساتھ قرآن میں کہاں موجود ہیں کہ جس تفصیل کے ساتھ اس پر امت کا اجماع پایا جاتا ہے اسی طرح اگر ظہور مہدی کا ذکر ... تو کوئی اعتراض

کی بات نہیں ہے۔

لیکن یہ ملحوظ رہے کہ بعض مفسرین کی صراحت کے مطابق ظہورِ مہدی کا ذکر اجمالاً قرآن میں بھی موجود ہے چنانچہ سورۃ الانعام کی اس آیت میں کہ یوم یاتی بعض آیات ربک (ص۱۵۸ پارہ ۸) میں علاماتِ قیامت کا اجمالاً بیان ہے اور مفسرین کی تصریح کے مطابق اس میں بہت سی علاماتِ قیامت کی طرف اجمالاً اشارہ ہے جس میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دابۃ الارض کا خروج، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ شامل ہیں، اسی طرح اس میں خروجِ مہدی کی طرف بھی اجمالاً اشارہ ہے، جیسا کہ ہم علامہ سیوطیؒ کی تفسیر درمنثور کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو اسی کتاب کا صفحہ

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظہورِ مہدی بھی دوسرے بہت سے مسائل کی طرح اجمالاً قرآن کریم میں مذکور ہے۔

جناب اختر کاشمیری صاحب نے مضمون میں لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی کو بھی دیکھئے اگر اس پر (یعنی ظہورِ مہدی) کوئی صحیح یا متواتر حدیث مل جائے تو اسے ماننا پڑے گا ورنہ اس کی نہ ماننے سے حدیثِ نبوی کا انکار لازم آتا ہے۔

میں قارئین سے درخواست کرونگا کہ جناب اختر کاشمیری کے ان الفاظ کو پڑھنے کے بعد آپ اس کتاب کے باب ثانی پر دوبارہ نظر ڈالیں اور دیکھئے کہ محدثین کے ہاں ظہورِ مہدی کی احادیث کا کیا مرتبہ ہے صحت کے قائل تو سب محدثین بالاجماع ہیں اور اکثر تواتر کے قائل ہیں جیسے کہ شارح عقیدہ سفارینی کا قول ہم نقل کر چکے ہیں کہ ان احادیث ظہور المہدی قد بلغت فی الکثرۃ حد التواتر وقد تلقاھا الامۃ بالقبول فیجب اعتقادہ الخ ص۷۳ ج۲ والبحث بکمالہ فی شرح عقیدۃ السفارینی

من ص۵۵ ج ۲ الی ص۱۲ ج ۲ من حیث الروایۃ ۔ کہ ظہورِ مہدی کی احادیث حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہیں ۔ اسی طرح دوسرے محدثین کے اقوال بھی گذر چکے ہیں ۔ اور اگر یہ الفاظ صرف نوکِ قلم سے نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے نکلے ہیں تو اس کتاب کے باب اول و ثانی پر نظر ڈال کر اپنی رائے پر نظرِ ثانی فرماتے ۔

اللّٰھم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہ ۔

کچھ باتیں جناب اختر کاشمیری صاحب کے مضمون میں ایسی ہیں کہ جو ان کی ذہنی اختراع ہے ۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ

جس طرح پہلے لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ چودھویں صدی ختم ہوتے ہی قیامت آجائے گی چودھویں صدی ختم ہوگئی مگر قیامت نہیں آئی جس طرح یہ گھڑا ہوا عقیدہ تھا اسی طرح ظہورِ مہدی کا واقعہ بھی ایک من گھڑت عقیدہ ہے ۔ اسی کا نام ہے بناء فاسد علی الفاسد ان دونوں باتوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں اگر کسی نے غلط طور پر یہ مشہور کر دیا کہ چودھویں صدی ختم ہوتے ہی قیامت آئے گی اور چودھویں صدی ختم ہوگئی مگر قیامت نہ آئی تو اس کا یہ کہیں لازم آتا ہے کہ قیامت کی عُلامات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں اور ہمارے پاس صحیح سندوں سے پہنچیں جیسا کہ ظہورِ مہدی ، یہ بھی من گھڑت اور جھوٹ ہے ۔

نیز یہ کہ ان دونوں باتوں میں بڑا بنیادی فرق ہے چودھویں صدی کے ختم ہونے پر قیامت کے آنے کی پیشن گوئی مرزا غلام احمد قادیانی نے کی تھی اور اس کو اپنا الہام ظاہر کیا تھا اور پھر قادیانیوں نے اس کو مشہور کر دیا اور جہاں میں یہ بات خوب مشہور ہوئی کہ چودھویں صدی کے اختتام پر قیامت قائم ہو جائیگی تو اس کا جھوٹ ہونا اب ہر ایک پر ظاہر ہوا اس لئے

اب ہم سب پندرہویں صدی ہجری میں سانس لے رہے ہیں۔

بخلاف اس کے ظہور مہدی کا عقیدہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے تو کیا کسی عاقل کی نظر میں ان دونوں باتوں کا وزن ایک جیسا ہو سکتا ہے ایک نبی صادق کی پیشین گوئی ہے جو صحیح اور متواتر اسناد سے ہم تک پہنچی اور دوسری دجال و کذاب کی پیشن گوئی تھی جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذلیل و خوار اور جھوٹا کر دکھایا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلی بات کی تکذیب سے قادیانی کی تکذیب ہوتی ہے جو ضروری اور جزو ایمان ہے اور دوسری کی تکذیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی تکذیب ہوتی ہے۔ شتان ما بینہما۔

نیز چودھویں صدی میں قیام قیامت والی بات کی پشت پر کوئی مضبوط دلیل موجود نہیں اور ظہور مہدی کے عقیدے پر تو[۹۰] روایات جن کو بیسیوں[۲۵] صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں موجود ہے اور پوری اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

نیز اختر صاحب لکھتے ہیں کہ مشہور ہے کہ ان کی پہچان یہ ہوگی (یعنی مہدی کی) کہ وہ ایٹمی اسلحہ سے بے نیاز ہو کر تلوار سے جنگ کریں گے ان کی پھونکوں میں اتنی طاقت ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر جائے گی وہاں تک ان کی پھونک پہنچے گی۔

خدا جانتا ہے کہ یہ باتیں کہاں اور کس حدیث میں ہیں اور کہاں سے اختر صاحب نے لکھی کیوں کہ کسی صحیح روایت میں نہ تو اس کی نفی ہے کہ وہ ایٹمی اسلحہ استعمال نہیں کریں گے اور نہ یہ ذکر ہے کہ ان کی پھونکوں میں یہ طاقت ہوگی۔ ہاں البتہ ان کے غزوات کا ذکر احادیث میں ہے۔ اور اگر احادیث میں تلوار کا ذکر [illegible] کی نفی کہاں [illegible] کہ کسی دوسری قسم کا سلحہ

استعمال نہیں کریں گے اور اس کا ثبوت کہاں ہے کہ موجودہ حالت میں دنیا اپنے اس ایٹمی دور کے ساتھ اس وقت بھی موجود رہے گی کیا بعید ہے کہ یہ سب کچھ ختم ہو جائے اور انسان پھر حالت اول کی طرف لوٹ جائے جس میں جنگ کے وہی اوزار و ذرائع ہوں کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اگر اس چیز کو اعتراض کا ذریعہ بنایا جائے کہ مہدی کی احادیث میں تلوار کا ذکر ہے تو بعینہ یہی اعتراض پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی احادیث پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں بھی اس کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلوار سے قتل کریں گے حالانکہ ان احادیث کی صحت کے اختر صاحب بھی قائل معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ ان کی عبارت پہلے ہم نے نقل کی ہے۔

اپنے مضمون میں ایمان بالشہود کی سرخی قائم کر کے کاشمیری صاحب لکھتے ہیں کہ خدا کے نبی کے بعد کسی شخص پر ایمان بالغیب ممکن نہیں جب تک اس کے بارے میں اللہ کے رسول کا کوئی معتبر ارشاد سامنے نہ آجائے۔

لیجئے محدثین کی تصریحات کے مطابق ایک نہیں کئی صحیح احادیث موجود ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت جو باب اول میں گذر چکی ہے وہ تو محدثین کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہے جیسا کہ باب ثانی میں تحفۃ الاحوذی کے حوالے سے گذر چکا ہے۔

اور ام سلمہؓ کی روایت جو ابوداؤد کے حوالے سے گذر چکی ہے ابوداؤد، منذری، ابن قیم وغیرہ سب نے اس پر سکوت کیا۔ جو محدثین کی اصطلاح کے مطابق اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے اور عون المعبود میں اسی روایت کے متعلق لکھا ہے کہ و فی الاذاعة رجاله رجال الصحیحین لا مطعن فیہم لا مغمز ص ۱۷۹ ج ۴، کہ اس روایت کے راوی سب صحیحین یعنی بخاری و مسلم

کے راوی ہیں کوئی جرح اور طعن نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔ بلکہ صحت کو چھوڑیئے محدثین کے ہاں تو ظہور مہدی کی احادیث متواتر ہیں اور انکار کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ احادیث بہت زیادہ ہیں لیکن یہ حدیث میں منکرین حدیث کی طرح کوئی نہ کوئی کیڑا ضرور نکالا جاتا ہے یا کسی راوی پر جرح نقل کی جاتی ہے اگرچہ وہ راوی بخاری و مسلم کا ہو اور سب کے نزدیک ثقہ ہو۔ لیکن تعدیل کے اقوال کو چھوڑ کر صرف جرح نقل کی جاتی ہے تاکہ ضعف کو ثابت کیا جائے حالانکہ جہاں سے ضعف کا قول نقل کیا جاتا ہے اس کے آگے پیچھے تعدیل کے اقوال کا انبار ہوتا ہے جن کو دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں

ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب کو

اختر صاحب لکھتے ہیں کہ بہر حال واضح ہے کہ پندرھویں صدی کا استقبال کرنے والا طبقہ گزشتہ تمام اعتبار سے بہر حال مختلف ہے اس کے مسائل جدا، سوچ منفرد، اندازِ فکر انوکھا اور کسی چیز کو قبول کرنے کا طریقہ بھی الگ ہے۔ یہ طبقہ اگر ایسا مطالبہ کرتا ہے تو بیجا نہیں بجا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ "یہ میرے ذاتی خیالات کا خلاصہ نہیں بلکہ اس جدید طبقہ کے جذبات کا عکس ہے سائنسی دور کے دل و دماغ پر لگی چھاپ کو بلا دلیل نہ تو بدلا جا سکتا ہے اور نہ ہی لاشعور سے کھرچ کر نکالنا ممکن ہے۔ اب ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ مسئلے کے تمام پہلو سامنے لاکر رکھ دیئے جائیں اور قبول نا قبول کا فیصلہ اس طبقے پر چھوڑ دیا جائے۔"

یہ تو بالکل صحیح ہے کہ عملی یا اعتقادی مسئلے کے متعلق دلیل طلب کی جائے

کہ اس کا ثبوت کس چیز سے ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی کے دل ودماغ پر اگر سائنسی چھاپ لگی ہوئی ہو تو اس کے لئے ہم اپنے معتقدات کو بدلیں یا اس کو ایسے نہج پر لے آئیں کہ ان کے لئے ان کا ماننا ممکن ہو جائے ہم اس کے مکلف نہیں۔ صحیح بات کو دلیل کے ساتھ ذکر کرنا یہ کارِ ثبوت ہے اگر وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتی یا کسی بیرونی چھاپ کی وجہ سے وہ سمجھنا نہیں چاہتا تو اس کے لئے نہ تو کسی اعتقاد کا انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دلیل کو جانچنے کا وہ طریقہ استعمال کرنا چاہیے جو اختر صاحب کرتے رہے ہیں۔ اس لئے کہ کسی بھی فن کی بات ہو اس کے ماہرین کی رائے کا احترام و اعتبار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مسئلے میں فن حدیث کے ان ماہرین کی رائے کا اعتبار ہوگا جنہوں نے اپنی زندگیاں اس فن کیلئے وقف کی تحقیق اور اس فن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ اس فن میں نہ میری رائے کا اعتبار ہوگا، نہ جناب اختر کاشمیری صاحب یا کسی اور کی رائے کا۔ بلکہ ہم اگر رائے زنی کریں گے تو یہ خود ہمارے لئے وبال و خسران ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم محدثین کی رائے کا اعتبار کریں۔

تو اب دلیل کے مطالبہ سے مراد اگر دلیل شرعی کا مطالبہ ہے تو وہ پیش کی جا چکی ہے کہ احادیث اس باب میں متواتر ہیں۔ اور دلیل سے مراد اگر عقلی دلیل ہو تو عقل بھی اس کی مخالف نہیں کہ آخر زمانہ میں ایک مجدد پیدا ہو جو دین کی حفاظت اور احیاء سنت کے لئے کام کرے۔ نہ معلوم وہ کونسا سائنسی نظریہ یا فارمولا ہے کہ ظہور مہدی کا عقیدہ اس کی مخالفت کی وجہ سے رد کیا جا رہا ہے یا سائنس کی چھاپ لگے ہوئے دل ودماغ اس کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں

اور وہ کونسا اشکال ہے جو ان کو پیش آتا ہے۔ اس لئے کہ نہ تو مہدی پتھر سے پیدا ہوں گے اور نہ بغیر ماں باپ کے، بلکہ وہ اسی معتاد اور جاری عادت کے مطابق پیدا ہونے والے ایک انسان ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ دین کی تجدید کا کام لے گا اور جن کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہوگا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل میں سے ہوں گے۔ ماں کی طرف سے حسینی اور باپ کی طرف سے حسنی ہوں گے۔ اور حدیث من ولد العباس جو آیا ہے کہ حضرت عباس کے اولاد سے ہوں گے تو وہ حدیث ضعیف ہے (تعلیق الصبیح ص۱۹۶ ج ۶)

تو ان باتوں میں کوئی بات غیر معتاد اور سمجھ میں نہ آنے والی نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی نے انکارِ مہدی کی ٹھان لی ہو اور عقل میں بھی کچھ فتور ہو تو وہ بات اور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی عقل سے بچائے

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

(۱) ظہور مہدی کی احادیث پر بحث کرتے ہوئے ابن خلدون اور انور کاشمیری نے سب سے پہلے ابوبکر الاسکاف کی اس حدیث پر بحث کی ہے جو ان الفاظ کے ساتھ حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ من کذب بالمہدی فقد کفر و من کذب بالدجال فقد کذب الخ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۱۲)

اس روایت کو ابن خلدون نے ابوبکر اسکاف کی کتاب فوائد الاخبار کے حوالے سے اپنے مقدمہ میں نقل کیا ہے اور پھر آخر میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں وحسبك هذا اغلوا واللہ اعلم بصحۃ طریقہ الی مالك بن انس علی ان ابا بکر الاسکاف عندهم متهم وضاع ۔(مقدمہ صفحہ ۳۱۲)

یہ روایت بعض محدثین کے نزدیک موضوع ہے جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان میں محمد بن الحسن بن راشد الانصاری کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ووجدت فی کتاب معانی الاخبار للکلاباذی خبرا موضوعا حدث به عن محمد بن علی بن الحسن عن الحسین بن محمد بن احمد عن اسماعیل بن ابی اویس عن مالك عن ابن المنکدر عن جابرؓ وفیه من انکر خروج المهدی فقد کفر الخ صفحہ ۱۳۰ جلد ۵

لیکن بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث موضوع نہیں ہے جیسے کہ سہیلی نے روض الانف میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور پھر اس کی سند کی غرابت کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن موضوع نہیں کہا ہے اگر ضعیف ہو تو بھی دوسری صحیح احادیث اس کی تائید کے لئے پیش کی جا سکتی ہیں اور اس بات کی طرف علامہ سہیلی نے بھی اشارہ کیا ہے کہ ان الاحادیث الواردة فی المهدی کثیرة جداً روض الانف صفحہ ۱۹۰ جلد ۱ کہ ظہور مہدی کی احادیث بہت زیادہ ہیں اسی طرح امام سیوطی نے اپنے رسالہ العرف الوردی میں اس حدیث کو نقل کر کے سکوت کیا ہے ۔ ملاحظہ ہو الحاوی صفحہ ۸۳ جلد ۲

نیز اس کی سند بھی ایک نہیں بلکہ کئی ہیں جس کی طرف آبی نے اشارہ کیا ہے وکذا فی التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص۲۴۳

ابن خلدون نے ابوبکر الاسکاف کو اس کا واضع ٹھہرایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ابوبکر الاسکاف پر وضعِ حدیث کا الزام کسی نے بھی نہیں لگایا۔ اگر حدیث موضوع ہو تو بھی اس کا واضع بقول حافظ ابن حجر محمد بن الحسن بن علی بن راشد الانصاری ہے۔ ملاحظہ ہو لسان المیزان ص۱۳۰ ج ۵

رہا ابوبکر الاسکاف تو وہ ثقہ اور امام ہے کما فی الفوائد البھیۃ۔ محمد بن احمد ابو بکر الاسکاف البلخی امام کبیر جلیل القدر ص۱۶۰

(۲) ظہورِ مہدی کی دوسری روایت جس پر ابن خلدون اور اختر کاشمیری وغیرہ نے ضعف کا حکم لگایا ہے، وہ روایت ہے جو ابوداؤد و ترمذی کے حوالے سے باب اول میں ہم مع ترجمہ نقل کر چکے ہیں جس کے الفاظ ابن خلدون نے یہ نقل کئے ہیں: عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔ (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۲)

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر کاشمیری صاحب نے عاصم بن ابی النجود پر جرح کی ہے اور روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن عاصم محدثین کے نزدیک قوی اور ثقہ ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے "کتاب الجرح والتعدیل" میں نقل کیا ہے اخبرنا عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل فیما کتب الی قال سالت ابی عن عاصم بن بھدلۃ (یعنی عاصم بن ابی النجود) فقال ثقۃ رجل صالح خیر ثقۃ والاعمش احفظ منہ وکان شعبۃ

يختار الاعمش عليه فی تثبيت الحديث قال وسألتُ يحیی بن معين عنه فقال ليس به بأس قال عبد الله بن احمد وسألتُ ابی عن حماد بن ابی سليمان وعاصم فقال عاصم احبّ الينا عاصم صاحب قرآن وحماد صاحب فقهٍ۔ (كتاب الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ص۳۴۱ ج ۶)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے خبر دی ہے کہ میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے عاصم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ ثقہ ہے اور نیک آدمی ہے اور بہترین ثقہ ہے لیکن اعمش ان سے زیادہ حافظ تھے اور شعبہ اعمش کو عاصم پر ترجیح دیتے تھے۔ اور عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے عاصم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ عاصم کی روایت میں کوئی بات نہیں یعنی ثقہ ہے اور عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے عاصم اور حماد کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ مجھے عاصم زیادہ پسند ہے اسلئے کہ عاصم قرآن والے تھے اور حماد فقہ والے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عاصم کو امام احمد بن حنبل اور امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین ثقہ مانتے ہیں۔ البتہ شعبہ کے نزدیک عاصم پر اعمش کو ترجیح حاصل ہے لیکن یہ کوئی جرح کی بات نہیں ہے۔

اس کے بعد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم سے عاصم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ هو صالحٌ هو اكثر حديثاً من ابی قيس الاودی واشهر منه و احبّ الیّ من ابی قيس (كتاب الجرح والتعديل ص۳۴۱ ج ۶)

ابو حاتم نے کہا کہ عاصم صالح ہے اور ابو قیس سے زیادہ حدیثیں نقل کرنے والا ہے اور اس سے زیادہ مشہور ہے اور مجھے عاصم ابو قیس سے زیادہ پسند ہے۔

اور اس کے بعد پھر نقل کیا ہے کہ میرے والد سے عاصم بن ابی النجود اور

عبدالملک بن عمیر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے عاصم کو عبدالملک پر ترجیح دی
ص۳۴۱ ج ۶

اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے عاصم کے متعلق پوچھا
تو کہا کہ ثقہ ہے (ص۳۴۱ ج۶)

ابن ابی حاتم کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین، ابوحاتم، ابوزرعہ جیسے محدثین اور رجال الحدیث کے نزدیک عاصم ثقہ ہے۔

علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال میں ابوحاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محلہ الصدق عاصم کا مقام سچ کا ہے۔ میزان الاعتدال ص۳۵۷ ج ۲)

اور خود ذھبیؒ فرماتے ہیں قلتُ ھو حسن الحدیث وقال احمد وابو زرعة ثقة ص۳۵۷ ج ۲ میں کہتا ہوں کہ وہ حسن الحدیث ہے۔ یعنی اس کی احادیث حسن ہیں اور احمد وابوزرعہ نے عاصم کو ثقہ کہا ہے اور پھر کہا کہ یہ بخاری ومسلم کے راوی بھی ہیں ص۳۵۸ ج ۲

اور پھر ابن سعد سے بھی عاصم کی ثقاہت نقل کی ہے ص۳۵۸ ج۲ میزان

اور حافظ ابن حجر نے تھذیب التہذیب میں یہ سب اقوال نقل کئے ہیں اور ساتھ عجلی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ وقال العجلی کان صاحب سنة وقراءة وکان ثقة ص۳۹ ج ۵ عجلی نے کہا ہے کہ عاصم سنت والے تھے، ثقہ اور قاری تھے۔

اور حافظ نے تھذیب التہذیب میں بزار کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ولا نعلم احداً ترکہ ص۳۹ ج ۵ عاصم کو کسی نے بھی ترک نہیں کیا۔

اور تقریب التھذیب میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ عاصم بن بهدلة

وھوابن ابی النجود بنون و جیم الاسدی مولاھم الکوفی ابوبکر المقری صدوق الخ صـ۱۵۹

ان اقوال سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوئی کہ عاصم بن ابی النجود ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک ثقہ ہے۔ لہٰذا ابن خلدون یا اختر کاشمیری کا عاصم کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہنا صحیح نہیں ہے۔

نیز یہ کہ عاصم صحیحین یعنی بخاری ومسلم کے راوی بھی ہیں۔ اگرچہ بخاری ومسلم نے ان سے مقرون بالغیر حدیثیں نقل کی ہیں لیکن پھر بھی اتنی بات تو ثابت ہوئی کہ بخاری ومسلم نے ان کی روایتیں نقل کی ہیں۔ نیز سنن اربعہ میں بھی ان کی روایتیں منقول ہیں۔ اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ روایت ان روایات میں سے ہے جن پر امام ابوداؤد نے سکوت کیا ہے۔ اور یہ قاعدہ خود ابن خلدون نے بھی نقل کیا ہے کہ ابوداؤد جس روایت پر سکوت کرے وہ قابلِ اعتبار ہوتی ہے۔ کما قال ھٰذا لفظ ابی داؤد وسکت علیہ وقال فی رسالتہ المشہورۃ ان ما سکت علیہ فی کتابہ فھو صالح (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۲)

ابوداؤد نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد اس پر سکوت کیا ہے اور ابوداؤد نے اپنے خط میں یہ کہا تھا کہ میں جس روایت پر سکوت کردوں وہ قابلِ اعتبار ہوگی۔ اور ترمذی نے اس روایت کو حسن اور صحیح کہا ہے۔
ملاحظہ ہو ترمذی کا "باب ماجاء فی المھدی" اور مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۲

نیز منذری نے تلخیص ابوداؤد میں، علامہ خطابی نے معالم السنن میں اور امام ابن قیم نے تھذیب السنن میں اس روایت پر کوئی جرح نہیں کی اور عون المعبود اور تحفۃ الاحوذی میں اس حدیث کو صحیح کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو عون المعبود ص۱۰۲ ج۴۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت صحیح اور قابلِ اعتبار ہے۔ لہذا محدثین کے قول کا اعتبار ہوگا نہ کہ ابن خلدون اور ان کے مقلد کاشمیری صاحب کے قول کا کیونکہ لکلّ فنّ رجال، مسلّم قاعدہ ہے۔

(۳) تیسری روایت جس پر ابن خلدون نے جرح کی ہے حضرت علیؓ کی وہ روایت ہے جس کو ہم باب اول میں نقل کر چکے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں

عن علیؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو لم یبق من الدھر الا یوم لبعث اللہ رجلاً من اھل بیتی یملأھا عدلاً کما ملئت جوراً (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۳)

اس روایت میں ابن خلدون نے ایک راوی قطن بن خلیفہ پر کلام کیا ہے اور اس کی وجہ سے روایت کو ضعیف کہا ہے۔ راوی کا اصل نام قطن نہیں بلکہ فطر بن خلیفہ ہے۔ جیسے کہ ابو داؤد کے اصل نسخہ اور رجال کی کتابوں میں لکھا ہے۔ پتہ نہیں یہ ابن خلدون کی غلطی ہے یا کہ کاتب نے تصحیف کی ہے۔ اس طرح ابن خلدون کی تقلید میں اختر صاحب نے بھی غلط نقل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اختر صاحب نے ابو داؤد کی اصل روایت کی طرف رجوع کی زحمت گوارا نہیں فرمائی بلکہ ابن خلدون ہی پر اعتماد کیا (اگرچہ اختر صاحب نے اپنے پورے مضمون میں یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ ان کا مضمون ابن خلدون سے ماخوذ ہے لیکن ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ان کا پورا مضمون ابن خلدون کی اس فصل کا ترجمہ ہے) لیکن یہ راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔

حافظ ابن حجرؒ تقریب التھذیب میں لکھتے ہیں، صدوق ص۲۷۸

یعنی سچے تھے. علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں لکھتے ھیں: وثقہ احمد وقال ابوحاتم صالح الحدیث ص۳۶۳ ج ۳، امام احمدؒ نے توثیق کی ہے اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں صالح ہیں. ابن سعد نے کہا ہے ثقۃ ان شاء اللہ تعالیٰ (میزان الاعتدال ص۳۶۳ ج ۳) یعنی ان شاء اللہ ثقہ ہے. اور ذہبیؒ نے امام احمد سے یہ بھی نقل ہے کان فطر عند یحیی ثقۃ. (میزان ص۳۶۳ ج ۳) یعنی فطر یحیی کے نزدیک ثقہ تھے. اور عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے فطر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ ثقۃ صالح الحدیث الخ (میزان ص۳۶۳ ج ۳) یعنی ثقہ اور صالح الحدیث ہے اور صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ وفی اسنادہ فطر بن خلیفۃ الکوفی وثقہ احمد و یحیی بن سعید القطان و یحیی بن معین والنسائی والعجلی وابن سعد والساجی وقال ابوحاتم صالح الحدیث واخرج لہ البخاری فالحدیث قویؒ.

(عون المعبود شرح ابوداؤد ص۱۲۳ ج ۲)

وکذا فی ترجمان السنۃ ص۳۸۵ ج ۴ یعنی اس حدیث کے سند میں فطر بن خلیفہ ہے، امام احمد، یحیی بن سعید القطان، یحیی بن معین، نسائیؒ، عجلی، ابن سعد اور ساجی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابوحاتم نے صالح الحدیث کہا ہے اور بخاری نے ان کی حدیثیں نقل کی ہیں پس یہ حدیث قوی ہے.

تہذیب التھذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے وہ سب اقوال نقل کئے ہیں جن کو ہم پہلے میزان وغیرہ کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں. اور عجلی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے وقال العجلی کوفی ثقۃ حسن الحدیث وکان فیہ تشیع قلیل ص۳۰۱ ج ۸ عجلی نے کہا ہے کہ فطر کوفی ہے، ثقہ ہے

اور اچھے حدیث والے ہیں۔ اور ان میں تھوڑا سا تشیع تھا۔ اسی طرح حافظؒ نے امام نسائیؒ کا قول بھی نقل کیا ہے کہ وقال النسائی لا بأس به وقال فی موضع اٰخر ثقة حافظ کیس۔ (تہذیب التھذیب ص۳۰۱ ج۸) کہ نسائی نے کہا ہے کہ فطر میں کوئی خرابی نہیں اور دوسری جگہ کہا کہ فطر ثقہ حافظ اور ہوشیار ہے۔ نیز حافظ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وقال ابوزرعة الدمشقی سمعت ابا نعیم یرفع من فطر ویوثقه ویذکر انه کان ثبتا فی الحدیث (تھذیب التھذیب ص۳۰۱ ج۸) یعنی ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں کہ میں نے ابونعیم کو سنا ہے کہ وہ فطر کو اونچا کر رہے تھے یعنی اس کی بڑائی بیان کر رہے تھے اور توثیق کر رہے تھے اور کہا کہ وہ حدیث میں تثبت والے ہیں۔

نیز حافظ نے لکھا ہے کہ وقال ابن عدی له احادیث صالحة عند الکوفیین وھو متماسك وارجوا انه لا بأس به ص۳۰۲ ج۸۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ ان کی (فطر کی) کوفیوں کے ہاں احادیث اچھی ہیں اور ان سے دلیل پکڑی جا سکتی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

ان سب اقوال سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک فطر بن خلیفہ ثقہ ہیں اور جن محدثین نے کچھ جرح کی ہے تو وہ تشیع کی بنا پر کی ہے۔ حالانکہ ان کی تشیع کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ کان یقدم علیا علیٰ عثمان (تھذیب التھذیب ص۳۰۲ ج۸) یعنی حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت میں مقدم سمجھتے تھے۔ اور میزان الاعتدال میں ان کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ما یسرنی ان مکان کل شعرة فی جسدی ملك

فلیسبح الله لحبی اهل البیت ص۳۶۲ ج ۳

یعنی مجھے محبت اہل بیت کے بدلے یہ پسند نہیں کہ میرے ہر بال کے بدلے ایک فرشتہ ہوتا اور تسبیح پڑھتا ۔ یعنی ان کا تشیع صرف اتنا تھا کہ اہل بیت سے محبت رکھتے تھے جو ہر مسلمان کے نزدیک جزو ایمان ہے ۔ اور حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت میں مقدم سمجھتے تھے جیسے کہ یہ بعض اہل سنت سے بھی مروی ہے ۔ صرف اتنی بات سے تشیع بھی ثابت نہیں ہوتا ہے اور نہ یہ ضعف کے لئے وجہ بن سکتی ہے ۔ جیسے کہ امام الجرح والتعدیل علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال کے ابتدا میں لکھا ہے ان البدعة علی ضربین فبدعة صغری کغلو التشیع اور کالتشیع بلا غلو ولا تحرف فھذا کثیر فی التابعین وتابعیھم مع الدین والورع والصدق فلو رد حدیث ھؤلاء لذھب جملة من الآثار النبویة وھذہ مفسدة بینة ص۵ ج ۱

یعنی بدعت دو قسم پر ہے ایک بدعتِ صغریٰ جیسے کہ تشیع غلو کیساتھ یا بغیر غلو اور تحریف کے ، تو یہ تابعین اور تبع تابعین میں بہت تھا لیکن دینداری ، تقویٰ اور سچائی کے ساتھ تو اگر ان کی حدیثیں رد کر دی جاتیں تو احادیثِ نبوی کی ایک وافر مقدار رد ہو جائے گی اور یہ ظاہراً فساد ہے ۔

اس کے بعد علامہ ذہبیؒ نے ابان بن تغلب کی توثیق کی ہے جو کہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتا تھا ۔ ملاحظہ ہو میزان ص۶ ج ۱ تو معلوم ہوا کہ تشیع سے بھی عدالت ساقط نہیں ہوتی ۔ نیز جب ابان حضرت علیؓ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے رہے ہیں اور پھر بھی ثقہ ہے ۔ تو فطر تو صرف حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دے رہے ہیں اور کوئی جرح بھی

بھی موجود نہیں ہے تو بطریق اولیٰ ثقہ ہوں گے۔

اس پوری بحث سے ثابت ہوا کہ یہ تیسری حدیث بھی صحیح ہے۔

(۴) چوتھی حدیث جس پر مقدمہ میں ابن خلدون نے جرح کی ہے وہ حضرت علیؓ کی وہ روایت ہے جس کو ہم ابوداؤد کے حوالہ سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ

قال علیؓ و نظر الی ابنہ الحسن ان ابنی ھٰذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من صلبہ رجل یسمی باسم نبیکم یشبھہ فی الخلق ولا یشبھہ فی الخُلق یملأ الارض عدلا الخ ص۲۱۳

اس روایت میں اختر صاحب نے عمرو بن ابی قیس پر جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ رافضی تھے۔

عمرو بن ابی قیس کے متعلق حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق له اوھام ص۲۶۲، یعنی سچے ہیں البتہ ان کے کچھ اوھام ہیں۔

اور تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ رے کے کچھ لوگ سفیان ثوریؒ کے پاس آئے اور کچھ حدیثوں کے متعلق ان سے پوچھا تو سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس ازرق موجود نہیں، اس سے مراد عمرو بن ابی قیس ص۹۳ ج ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ کو ان پر اعتماد تھا اور لوگوں کو حدیث کے متعلق ان سے رجوع کرنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ اور ابوداؤد کا یہ قول بھی تہذیب میں منقول ہے کہ لا بأس به۔

نیز حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ وذکرہ ابن حبان فی الثقات ص۹۳ ج۸، یعنی ابن حبان نے عمرو بن ابی قیس کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بھی ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ اور عثمان بن ابی شیبہؒ نے فرمایا کہ لا

[illegible]

اور بزار نے کہا ہے کہ مستقیم الحدیث تھے (تہذیب التہذیب صـ۹۴ ج ۸)
ان اقوال سے معلوم ہوا کہ عمرو بن ابی قیس محدثین کے ہاں بالاتفاق قابل اعتبار ہیں۔

نوٹ: مقدمہ میں عمرو بن ابی قیس کے بجائے عمرو بن ابی قیس لکھا ہے شاید یہ کاتب کی غلطی ہو۔

نیز جو جوابی مضمون اردو ڈائجسٹ میں چھپا اس میں بھی عمرو بن قیس لکھا تھا، یہ بھی صحیح نہیں۔ ابوداؤد کے سب نسخوں میں نام عمرو بن ابی قیس لکھا ہے، عمرو بن قیس کے نام کے اسماء رجال کی کتابوں میں دو راوی ہیں لیکن وہ الگ ہیں اس روایت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز اس روایت میں ابن خلدون نے ھارون بن المغیرہ پر بھی جرح کی ہے اور ابوداؤد سے .... نقل کیا ہے کہ ھارون شیعہ کی اولاد میں سے تھے۔ (مقدمہ صـ۳۱۲) لیکن ھارون بن المغیرہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التھذیب میں لکھا ہے کہ ھارون بن المغیرہ بن حکیم البجلی ثقةٌ صـ۳۶۲، یعنی ھارون ثقہ ہیں۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں وثقہ النسائی کہ نسائیؒ نے ثقہ کہا ہے۔ میزان الاعتدال صـ۲۸۷ ج ۴، اور لکھا ہے کہ قال ابوداؤد لا بأس به صـ۲۸۷ ج ۴

اور حافظ ابن حجرؒ نے تھذیب التھذیب میں لکھا ہے قال جریر لا اعلم بھذا البلد اصح حدیثاً منہ (تھذیب التھذیب صـ۱۲ ج ۱۱) کہ جریر نے کہا کہ ہمارے ہاں ان سے زیادہ صحیح حدیث والا کوئی نہیں تھا اور نسائی سے نقل کیا ہے کہ قال النسائی کتب عنہ یحیی بن معین وقال

صدوقٌ صلاح ۱۱، یعنی نسائیؒ نے کہا ہے کہ امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین نے ان سے حدیث نقل کی ہے اور ان کو ثقہ کہا ہے اور ابوداوؔد نے شیعہ ہونے کے باوجود لا بأس بہ کہا ہے۔ اور امام احمدؒ نے یحیی بن معین سے نقل کیا ہے کہ شیخ صدوقٌ ثقۃٌ تہذیب صـ۱۳ ج ۱۱

ان سب اقوال سے معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک ھارون شیعہ ہونے کے باوجود ثقہ ہیں بنفسِ تشیع وجہ جرح نہیں بن سکتی۔ جیساکہ آپ پہلے تفصیل سے اس مسئلے پر محدثین کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اسی روایت میں ابن خلدون نے ابواسحٰق السّبیعی پر کلام کیا ہے، لیکن یہ ثقہ ہیں ان کا نام عمرو بن عبداللہ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور ثقہ و عابد ہیں۔ البتہ آخری عمر میں اختلاط ہوگیا تھا صـ۲۶۱۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے من ائمۃ التابعین بالکوفۃ و اثباتھم الا انہ شاخ ونسی ولم یختلط (میزان صـ۲۷۰ ج۳)

یعنی ابواسحٰق ائمہ تابعین اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔ البتہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے کچھ روایات بھول گئے تھے اور اختلاط نہیں ہوا تھا۔

اس عبارت میں علامہ ذہبیؒ نے اختلاط کی بھی نفی کردی۔ ابن خلدون کا اس روایت پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ابواسحٰق کی روایت حضرت علیؓ سے منقطع ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ان کی ولادت ہوئی تھی اور حضرت علیؓ کو دیکھا تھا۔ الفاظ یہ ہیں ورأی علیًّا و اسامۃ بن زید الخ (میزان صـ۲۷۰ ج۳)

یعنی حضرت علی و اسامہ کو دیکھا تھا۔ نیز یہ بخاری و مسلم کے راوی بھی ہیں جن کے رواۃ کے متعلق خود ابن خلدون نے اپنے بحث کی ابتدا میں یہ قاعدہ بیان کیا

ہے کہ فان الاجماع قد اتصل فی الامۃ علی تلقیہما بالقبول والعمل بما فیہما وفی الاجماع اعظم حمایۃ واحسن دفعا ولیس غیر الصحیحین بمثابتہما فی ذلک (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۲)

یعنی بخاری و مسلم کی قبولیت اور ان کی احادیث کے معمول ہونے پر امت کا اجماع ہے اور صحیحین کے علاوہ دوسری کتابیں ....
اس مرتبے پر نہیں ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ابو اسحٰق سبیعی ثقہ ہے اور بخاری و مسلم کے راوی ہونے کی وجہ سے امت کا ان کی .... قبولیت و ثقاہت پر اجماع ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کو دیکھا تھا لہذا روایت منقطع نہیں ہے حافظ ابن حجرؒ نے بھی تہذیب التھذیب میں لکھا ہے کہ روی عن علی بن ابی طالب والمغیرۃ بن شعبۃ وقد راٰھما ص۶۳ ج۸
یعنی حضرت علیؓ اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے اور ان دونوں کو دیکھا بھی تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ کو نہیں دیکھا تھا لیکن یہ قول محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ چنانچہ حافظ نے اس مذکورہ عبارت کے بعد دوسرے قول کو قیل سے نقل کیا ہے جس میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے۔ نیز حافظؒ نے بغوی سے نقل کیا ہے کہ بغوی نے سند مسلسل کے ساتھ ابو احمد زبیری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لقی ابو اسحٰق علیا تہذیب ص۶۵ ج ۸
کہ ابو اسحٰق کی ملاقات حضرت علیؓ سے ہوئی تھی لیکن اگر ملاقات نہ بھی ثابت ہو تو بھی ان کی روایت حضرت علیؓ سے امام مسلمؒ اور جمہور کے قول کے مطابق صحیح ہوگی کیونکہ انہوں نے حضرت علیؓ کا زمانہ پایا

ایک اعتراض اس روایت پر یہ ہے کہ ھارون بن المغیرہ اور ابو داؤد کے درمیان کا راوی بھی معلوم نہیں ہے اور یہ بھی انقطاع ہے لیکن یہ بھی صحیح

نہیں ہے اس لئے کہ ہارون کی یہ روایت ابو داؤد نے اصالتاً نقل نہیں کی ہے بلکہ ماقبل والی روایتوں کی تائید کے لئے اس کو لائے ہیں اس لئے یہ انقطاع مضر نہیں۔ نیز یہ کہ ابو داؤد کے سکوت کے بعد روایت پھر بھی درجہ حسن کی ہے

(۵) پانچویں روایت جس پر ابن خلدون نے مقدمہ میں کلام کیا ہے وہ بھی حضرت علی رضی کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث علی مقدمتہ رجل یقال لہ المنصور (الخ مقدمہ ص۳۱۲)

اس روایت پر اعتراض یہ ہے کہ اس میں ابو الحسن اور ھلال بن عمر مجہول ہیں۔ لیکن یہ اعتراض بھی صحیح نہیں۔ کیوں کہ ایک تو یہ روایت اصالتاً ...... منقول نہیں بلکہ تائید کے لئے ہے۔ نیز ابو داؤد نے سکوت بھی کیا ہے۔ اور ھلال بن عمرو مجہول بھی نہیں۔ ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل میں لکھا ہے کہ ھلال بن عمرو سمع ابا بردۃ عن ابی موسیٰ روی عنہ یحییٰ بن سعید القطان سمعت ابی یقول ذلک ص۲۷ ج۹ یعنی ھلال بن عمرو نے ابو بردہ سے روایتیں سُنی ہیں اور ہلال سے یحییٰ بن سعید القطان نے روایتیں نقل کی ہیں۔

نیز ابو الحسن بھی مجہول نہیں ہوگا اس لئے کہ مطرف بن طریف جیسا ثقہ آدمی اس سے نقل کرتا ہے جبکہ مطرف کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ نقل کیا ہے۔
(تہذیب التہذیب ص۱۷۲ ج۱۰)

نوٹ: ابو داؤد کے نسخہ میں ابو الحسن کے بجائے حسن نام ہے۔

(۶) چھٹی روایت پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے جرح کی ہے

وہ ابوداؤد کی وہ روایت ہے جس کو ام سلمہؓ سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں الفاظ یہ ہیں سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من ولد فاطمۃ الخ وکذا فی المستدرک للحاکم مقدمہ ص۲۱۳

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے علی بن نفیل پر جرح کی ہے وہ صرف اسی روایت کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں۔ نیز ابن خلدون نے لکھا ہے کہ ابوجعفر عقیلی نے علی بن نفیل کی تضعیف کی ہے۔ لیکن یہ جرح بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ محدثین کے نزدیک علی بن نفیل ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابو الملیح الرقی علی بن نفیل کی تعریف کیا کرتا تھا اور لکھا ہے کہ قال ابوحاتم لا بأس بہ وذکرہ ابن حبان فی الثقات (تھذیب التھذیب ص۳۹۱ ج۷)

ابوحاتم نے لکھا ہے کہ علی میں کوئی خرابی نہیں ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اگرچہ عقیلی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ احادیثِ مہدی میں اس کا کوئی متابع موجود نہیں ہے لیکن پھر خود اس کی تردید کی ہے کہ وفی المھدی احادیث جیادٌ من غیر ھذا الوجہ۔ تھذیب التھذیب ص۳۹۲ ج۷۔ کہ ظہورِ مہدی کے بارے میں ان کی احادیث کے علاوہ بھی جید اور مضبوط احادیث مروی ہیں۔

حافظؒ کے اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہدی کی سب احادیث ضعیف نہیں ہیں جیسے کہ ابن خلدون اور اختر صاحب کی رائے ہے بلکہ جید اور قابلِ اعتماد احادیث بھی مروی ہیں۔ واللہ الموفق

اور حافظ ابن حجرؒ تقریب میں ان کے متعلق لکھتے ہیں علی بن نفیل النھدی الجزری لا بأس بہ ص۲۴۹ یعنی علی بن نفیل میں کوئی خرابی نہیں

علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں ابوحاتمؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لا بأس بہ صلا۲ ج ۳

اور کتاب الجرح والتعدیل میں بھی ابن ابی حاتم نے سند کے ساتھ ابوالملیح کا قول نقل کیا ہے جس کو تھذیب کے حوالے سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ نیز اپنے والد ابوحاتم سے لا بأس بہ کا قول بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۰۶ ج ۱

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ علی بن نفیل ثقہ ہے۔

(۷) ساتویں روایت جو ابن خلدون اور اختر صاحب کے ہاں مجروح ہے وہ ہے جو ابوداؤد کے حوالے سے حضرت امّ سلمہ سے پہلے ہم نقل کر چکے ہیں۔ الفاظ یہ ہیں عن امّ سلمۃ قال یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من اھل المدینۃ ھاربًا الی مکّۃ فیأتیہ ناس من اھل مکّۃ فیخرجونہ وھو کارہ فیبایعونہ بین الرکن والمقام الخ مقدمہ ص۳۱۴۔

اس حدیث پر ابن خلدون کو تو دو اعتراض ہیں ایک یہ کہ اس روایت میں مہدی کے نام کی صراحت نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ قتادہ نے اس کو عن کے ساتھ نقل کیا ہے اور مدلس جب روایت کو عن کیساتھ نقل کرے وہ قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۴ لیکن یہ دونوں اعتراض صحیح نہیں ہیں اس لئے کہ اگرچہ حدیث میں مھدی کے نام کی صراحت نہیں لیکن صفات سب وہی مذکور ہیں جو دوسری احادیث میں مھدی کے نام کی صراحت کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔ نیز محدثین کا اس حدیث کو مہدی کے باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مراد حضرت مہدی ہی ہے۔ چنانچہ خود ابن خلدون لکھتے ہیں نعم ذکرہ

ابوداؤد فی ابوابہ ص۲۱۳ مقدمہ۔ یعنی ہاں یہ تسلیم شدہ ہے کہ ابوداؤد نے اس کو مہدی کے ابواب میں ذکر کیا ہے۔

جہاں تک دوسرے اعتراض کا تعلق ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے قتادہ کی ملاقات اور سماع ابوالخلیل سے ثابت ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ان کے اساتذہ میں صالح ابی الخلیل کا نام لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۳۵۱ ج ۸

نیز محدثین نے ان لوگوں کے نام الگ ذکر کئے ہیں کہ جن سے قتادہ نقل کرتے ہیں اور سماع ثابت نہیں ہے ان میں صالح ابی الخلیل کا نام نہیں ہے بلکہ صالح ابی الخلیل کا نام ان لوگوں میں لکھا ہے جن سے قتادہ بلاواسطہ روایت کرتے ہیں ملاحظہ ہو تھذیب التھذیب ص۳۵۱ تا ص۳۵۶ ج ۸ اور پھر جہاں تہذیب التہذیب میں صالح کا تذکرہ کیا ہے تو ان کے شاگردوں میں قتادہ کا نام لکھا ہے کہ وعنہ عطاء بن ابی رباح وقتادۃ وعثمان البتی الخ ص۴۰۲ ج ۴

ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ قتادہ نے اس روایت میں تدلیس نہیں کی ہے لہذا تدلیس کا اعتراض غلط ہے۔ صالح ابی الخلیل کے بارے میں اختر صاحب نے ایک دلچسپ اعتراض کیا ہے کہ یہ اپنے ساتھی کا نام لئے بغیر روایت کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے ساتھی کا نام بھول گئے ہیں تو حدیث کے الفاظ کیسے یاد رہ گئے ہوں گے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اختر صاحب نے ابوداؤد کی طرف رجوع نہیں فرمایا کیونکہ یہ حدیث ابوداؤد میں تین سندوں کے ساتھ منقول ہے اور آخری سند میں صالح ابی الخلیل اس روایت کو عبداللہ بن الحارث سے نقل کرتے ہیں جس میں نام کی صراحت ہوگئی۔

ابن خلدون لکھتے ہیں ثم رواہ ابوداؤد من روایۃ ابی الخلیل عن

عبد اللہ بن الحارث عن ام سلمۃ فتبین بذلک المبھم فی الاسناد الاول ص۳۱۲ مقدمہ ابن خلدون ۔

کہ ابو داؤد نے پھر اس حدیث کو دوسری سند سے نقل کیا ہے جس میں مبہم روایت کی وضاحت ہو گئی ہے کہ وہ عبد اللہ بن الحارث ہے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ اختر صاحب کی اپنے ماخذ پر بھی پوری نظر نہیں اور یا انہوں نے جان بوجھ کر دھوکہ دینے کے لئے یہ مہمل بات لکھدی ۔

اس روایت کے سب راوی صحیحین (بخاری و مسلم) کے ہیں ۔
ابن خلدون لکھتے ہیں کہ ورجالہ رجال الصحیحین لا مطعن فیہ ولا مغمز ۔ مقدمہ ص۳۱۲

اور عون المعبود شرح ابو داؤد میں بھی رواۃ کی پوری تفصیل کے ساتھ یہی لکھا ہے ۔ ملاحظہ ہو ص۱۶۰ ج۴ اور صاحب عون المعبود نے قتادہ پر تدلیس کے الزام میں ابن خلدون کے اعتراض کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ فلا شک ان ابا داؤد یعلم تدلیس قتادۃ بل ھو اعرف بھذہ القاعدۃ من ابن خلدون و مع ذلک سکت عنہ ثم المنذری وابن القیم ولم یتکلموا علی ھذا الحدیث فعلم ان عندھم علماً بثبوت سماع قتادۃ من ابی الخلیل لھذا الحدیث ص۱۶۰ ج۴ ۔ یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو داؤد کو قتادہ کی تدلیس کا بھی علم تھا اور وہ اس قاعدہ پر کہ مدلس کا عنعنہ قبول نہیں ابن خلدون سے بھی زیادہ عالم تھے لیکن باوجود اس کے ابو داؤدؒ نے پھر علامہ منذریؒ نے اور ابن قیمؒ نے اس حدیث پر سکوت کیا

ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اس حدیث میں قتادہ کا سماع ابی الخلیل سے ثابت ہے اس لئے ان حضرات نے سکوت کیا۔ ورنہ یہ حضرات ہرگز سکوت نہ کرتے۔ نیز تھذیب التھذیب کے حوالہ سے آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ قتادہ کا لقا اور سماع ابی الخلیل سے ثابت ہے۔

(۸) روایت ۸ میں بھی وہی کلام ہے جو ما قبل والی روایت میں نقل کیا جا چکا ہے اس لئے کہ یہ روایت بھی اسی سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رض سے منقول ہے۔

(۹) روایت ۹ جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا ہے یہ وہ روایت ہے جو ابو داؤد اور مستدرک حاکم کے حوالے سے پہلے باب میں گذر چکی ہے۔ الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا الخ۔ مقدمہ ص ۲۱۵

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب کو عمران القطان پر اعتراض ہے کہ یہ خارجی تھے چنانچہ ابن خلدون نقل کرتے ہیں کہ کان حروریا مقدمہ ص ۲۱۵ اور اختر صاحب نے بھی یزید بن زریع کے حوالے سے ان کا خارجی ہونا نقل کیا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ بعض محدثین نے ان کو خارجی کہا ہے لیکن باوجود اس کے ان کی توثیق بھی کی ہے اور کہا ہے کہ ان کی روایات قبول ہیں چنانچہ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے ان کے بارے میں

فرمایا ہے کہ ارجوا ان یکون صالح الحدیث۔ میزان الاعتدال ص۲۳۶ ج۲ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کان عمران القطان یری رای الخوارج ولم یکن داعیۃ ص۲۳۷ ج۳ کہ خارجی تو تھے لیکن داعی نہیں تھے اور مبتدع جب داعی الی بدعتہ نہ ہو تو پھر اس کی روایت محدثین کے ہاں قبول ہوتی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لسان المیزان کے مقدمہ میں مبتدعین کی روایت کے قبول اور عدم قبول کے متعلق تین قول نقل کرتے ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مبتدع اپنے مذہب کی طرف داعی ہو تو اس کی روایت قبول نہیں ہے لیکن اگر وہ داعی نہ ہو اور صادق بھی ہو تو اس کی روایت قبول ہوتی ہے۔ اسی بحث میں انہوں نے یزید بن ہارون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یکتب عن کل صاحب بدعۃ اذا لم یکن داعیۃ الخ ص۱۰ ج۱ اور پھر اسی تیسرے قول کے متعلق لکھتے ہیں واما التفصیل فھو الذی علیہ اکثر اھل الحدیث بل نقل فیہ ابن حبان اجماعھم لسان المیزان ص۱۰ ج۱ کہ اس تفصیل والے قول کو اکثر محدثین نے اختیار کیا ہے بلکہ ابن حبان نے اس پر محدثین کا اجماع نقل کیا ہے اور پھر آگے لکھتے ہیں وینبغی ان یقید قولنا بقبول روایۃ المبتدع اذا کان صدوقا ولم یکن داعیۃ بشرط ان لا یکون الحدیث الذی یحدث بہ مما یعضد بدعتہ ویشیدھا الخ ص۱۱ ج۱

یعنی محدثین کا یہ قاعدہ کہ مبتدع جب صادق ہو اور داعی نہ ہو تو اس کی روایت قبول ہوتی ہے، اس قید کے ساتھ مقید ہے کہ وہ روایت ایسی نہ ہو جس سے اس کی بدعت کی تائید ہوتی ہو۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مقدمہ فتح الملہم میں اس پر تفصیلی بحث کی،

اور ابن حجرؒ و سیوطیؒ کے اقوال نقل کئے ہیں کہ غیر داعی مبتدع جب صادق ہو تو اس کی روایت قبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ فتح الملہم ص۶۵ ج۱ تا ص۶۶ ج۱

علامہ نوویؒ تقریب میں لکھتے ہیں کہ وقیل یحتج به ان لم یکن داعیة الی بدعته ولا یحتج به ان کان داعیة وهذا هو الاظهر الاعدل وقول الکثیر او الاکثر ص۳۲۵ ج۱ غیر داعی کی روایت سے دلیل پکڑی جا سکتی ہے اور داعی کی روایت سے نہیں اور یہی قول اعدل اور ظاہر اور اکثر محدثین کا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مبتدع کے اندر جب تین صفات موجود ہوں تو اس کی روایت قبول کی جاتی ہے۔

(۱) جب وہ صادق ہو (۲) جب داعی نہ ہو (۳) جس روایت کو بیان کرتا ہو اس سے اس کی بدعت کی تائید نہ ہوتی ہو۔

اب اس قانون کے تحت جب ہم عمران القطان کو دیکھتے ہیں تو وہ صادق بھی ہے جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ صدوق ص۲۶۳، اور داعی بھی نہیں تھا جیسے کہ ذہبیؒ نے میزان میں ص۲۳۶ ج۳، اور ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب ص۱۳۵ ج۸ میں یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے وَلَمْ یَکُن دَاعِیَةً۔ اور ظہور مہدی کی روایت سے خوارج کے کسی عقیدے کی تائید بھی نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا عمران القطان کی یہ روایت قابلِ قبول ہونی چاہیے۔

یہ تفصیل اس صورت میں تھی کہ جب عمران کو خارجی تسلیم کیا جائے جیسے کہ بعض محدثین کا قول ہے۔ لیکن بعض محدثین کہتے ہیں کہ یہ خارجی نہیں تھے۔ ان کے ایک فتویٰ کی وجہ سے لوگ انہیں خارجی سمجھ رہے ہیں جبکہ اس فتویٰ کا معروف

خارجی عقیدے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں یزید بن زریع کے اس قول کے بعد کہ کان حروریاً (یعنی عمران خارجی تھے) لکھتے ہیں قلت فی قوله حروریاً نظرٌ ولعله شبهة بهلم ص۱۳۱ ج ۸ کہ ان کو خارجی کہنا محلِ نظر ہے شاید کچھ محدثین کو غلط فہمی ہوئی ہے اس کے بعد حافظؒ نے غلط فہمی کا منشأ واضح کیا ہے کہ جب ابراہیم اور محمد نے منصور کے خلاف خروج کیا تھا تو عمران نے ان کے حق میں فتویٰ دیا تھا جس کی وجہ سے محدثین کو غلط فہمی ہوئی اور محدثین نے لکھا کہ کان یری السیف علی اهل القبلة تہذیب ص۱۳۱ ج ۸ یعنی اہل قبلہ کے قتل کو جائز جانتے تھے۔ حالانکہ ابراہیم کے خروج کا معروف خوارج کے ٹولے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ چنانچہ حافظؒ لکھتے ہیں کہ لیس هؤلاء من الحرورية فی شیء تہذیب ص۱۳۲ ج ۸ کہ ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کا خوارج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ وہ تو اہل بیت میں سے تھے۔

بہرحال اگر خارجی بھی تھے تو صرف خارجی ہونا وجہ جرح نہیں ہے اس لئے کہ خوارج تو سب سے زیادہ سچے تھے کیونکہ وہ کذب کو کفر سمجھتے تھے اس لئے محدثین کا قول ہے کہ لیس فی اهل الاهواء اصح حدیثاً من الخوارج۔ میزان ص۲۳۶ ج ۲ کہ اہل بدع میں خوارج سے زیادہ صحیح حدیث والے کوئی نہیں تھے۔ امام بخاریؒ، ساجیؒ، عقیلیؒ، ابن شاہینؒ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۱۳۲ ج ۸

(۱۰) دسویں حدیث جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا ہے وہ ہے جو ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ نے ابو سعید خدریؓ سے نقل کی ہے عن ابی سعید الخدری قال خشینا ان یکون بعض شیٔ

حدث فسألنا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فی امتی المہدی یخرج ویعیش خمسا او سبعا او تسعا الخ مقدمہ ص۲۱۵

اس روایت میں ان حضرات نے زید العمی پر جرح کی ہے۔ زید العمی کو اگرچہ بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے لیکن کچھ محدثین نے توثیق بھی کی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے عبداللہ بن احمد سے ان کے والد امام احمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صالح وھو فوق یزید الرقاشی تہذیب التہذیب ص۴۰۸ ج ۳ کہ یزید رقاشی سے اونچے درجے کے ھیں اور صالح ہیں۔ یحیٰی بن معینؒ کا بھی ایک قول توثیق کا ہے ملاحظہ ہو تہذیب ص۴۰۸ ج ۳ میزان الاعتدال ص۱۰۲ ج ۲

ابو داؤد سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مَا سَمِعْتُ اِلَّا خیرا یعنی میں نے ان کے بارے اچھا ہی سنا ہے (تہذیب ص۴۰۸ ج ۳)

دار قطنی نے بھی صالح کہا ہے ص۴۰۸ ج۳ تہذیب وکذا قال ابو بکر البزار صالح تہذیب ص۴۰۸ ج ۳

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ زید العمی متفق علیہ ضعیف نہیں اور نہ بالکل بے حقیقت ہیں جیسے کہ اختر صاحب کا ارشاد ہے۔ بلکہ کئی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نیز یہ کہ ابو سعید خدریؓ کی یہ روایت صرف زید عمی کی سند سے نہیں بلکہ یہ حدیث متعدد سندوں سے منقول ہے جیسے کہ خود ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اس روایت کو حاکم نے بھی کئی سندوں سے ابو سعید خدریؓ سے نقل کیا ہے۔ حاکم کی ایک روایت میں ابو الصدیق ناجی سے نقل کرنے والے سلیمان بن عبید ہے جن کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ دوسری سند میں ابو الصدیق ناجی سے نقل کرنے والے مطر الوراق اور ابو ھارون العبدی ہیں تیسری سند

میں ابوالصدیق سے نقل کرنے والے عوف الاعرابی ہیں۔

طبرانی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ طبرانی کی سند میں ابو الصدیق الناجی سے نقل کرنے والے ابو الواصل عبدالحمید بن واصل ہیں، جن کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۶

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی نقل میں زید العمی ابوالصدیق الناجی سے متفرد نہیں ہیں بلکہ مستدرک حاکم میں ان کے متابع سلیمان بن عبید مطر الوراق، ابوہارون العبدی، عوف الاعرابی اور طبرانی میں عبدالحمید بن واصل موجود ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زید العمی کی تضعیف سے روایت پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا ہے اس لئے کہ روایت کرنے میں وہ متفرد نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ روایت درحقیقت مسلم کی اس روایت کی شرح ہے جو باب اول میں ہم مسلم کے حوالے سے ابوسعید خدریؓ سے نقل کر چکے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید قال من خلفائکم خلیفۃ یحثو المال حثوا اور دوسری روایت میں ہے کہ یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ۔ ملاحظہ ہو مسلم کتاب الفتن ص۳۵۵ ج۲

جریری نے جب اس روایت کے بیان کے بعد ابونضرہ اور ابوالعلا سے پوچھا کہ کیا اس سے مراد عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں اور یہی روایت مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ سے بھی مروی ہے۔ جب مسلم اور سنن کی روایتوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں در حقیقت ایک ہیں۔ البتہ سنن اور مستدرک کی روایتیں تفصیلی ہیں اور مسلم ...... کی روایت اجمالی ہے تو معلوم ہوا کہ نفس روایت ثابت ہے

اگرچہ ابن خلدون نے اس کا انکار کیا ہے۔ کہ یہ حدیثیں مسلم والی احادیث کی تفسیر نہیں ہیں۔ لکھتے ہیں واحادیث مسلم لم یقع فیھا ذکر المھدی ولا دلیل یقوم علیٰ انہ المراد منھا۔ مقدمہ ص۳۱۶ کہ مسلم کی احادیث میں مہدی کا ذکر نہیں ہے اور نہ کوئی دلیل اس پر قائم ہے کہ مہدی ہی ان احادیث سے مراد ہیں لیکن محدثین نے ابن خلدون کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوداؤد، ترمذی والی احادیث مسلم کی ان مجمل احادیث کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ علامہ اُبی مالکی اکمال اکمال المعلم شرح مسلم میں لکھتے ہیں قیل ان ھذا الخلیفۃ ھو عمر بن عبد العزیز ولا یصح اذ لیست فیہ تلک الصفات وذکر الترمذی وابوداود (وکذا الحاکم) ھذا الخلیفۃ وسمیاہ بالمھدی وفی الترمذی لا تقوم الساعۃ حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی وقال حدیث حسن وزاد ابوداؤد یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً ومن حدیث ابی سعید وقال خشینا ان یکون بعد نبینا حدث فسألنا ہ فقال یخرج من امتی المھدی یعیش خمساً او سبعاً او تسعاً زید الشاک قال قلنا وما ذاک یا رسول اللہ قال سنین قال یجیئ الیہ الرجل فیقول یا مھدی اعطنی یا مھدی اعطنی قال فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ قال حدیث حسن وفی ابی داؤد المھدی من امتی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً یملک سبع سنین فھذہ اخبار صحیحۃ مشھورۃ تدل علیٰ خروج ھذا الخلیفۃ الصالح فی آخر الزمان وھو

وهو منتظر اذ لم یوجد من کملت فیه تلك الصفات التی تضمنها تلك الاحادیث قلت وقال ابن العربی ولا خلاف انه سیکون ولیس المهدی المتقدم اهـ ۲۵۳ ج ۷ اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم۔

یعنی کہا گیا ہے کہ ان احادیث میں (یعنی مسلم والی احادیث میں) جو خلیفہ مذکور ہے یہ عمر بن عبدالعزیز ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ صفات حضرت عمر بن عبدالعزیز میں موجود نہیں تھیں ترمذی، ابوداؤد نے اس خلیفہ کا ذکر مہدی کے نام سے کیا ہے چنانچہ ترمذی میں منقول ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا بادشاہ بن جائے جس کا نام میرے نام پر ہوگا اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابوداؤد میں اس روایت کے ساتھ یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ وہ خلیفہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جیسے کہ وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی اور ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ ہم ڈر گئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی واقعہ پیش نہ آئے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میری امت میں سے مہدی نکلیں گے خلافت کے بعد یا تو پانچ سال یا سات سال یا نو سال رہیں گے اس حدیث کے راوی زید کو شک ہوا کہ کونسا عدد ذکر کیا تھا ہم نے پوچھا کہ اس عدد سے کیا مراد ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سال مراد ہیں پھر فرمایا کہ مہدی کے پاس آدمی آئے گا کہے گا کہ اے مہدی مجھے مال دے دے تو ہاتھ بھر بھر کر اس کو کپڑے میں اتنا دیں گے جتنا کہ وہ اٹھا سکے گا ابوداؤد نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ مہدی میری امت میں سے ہوگا۔ کھلی پیشانی والا اور اونچی ناک والا

زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی سات سال تک بادشاہ رہے گا یہ سب احادیث صحیح اور مشہور ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ اس صالح خلیفہ کا ظہور آخر زمانے میں ہوگا اس لئے کہ اب تک کوئی ایسا آدمی نہیں آیا جس میں ان احادیث میں مذکورہ صفات مکمل طور پر موجود ہوئی ہوں ابن عربی نے کہا کہ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ مہدی آئندہ آئے گا اور پہلے مہدی کے نام سے جو خلیفہ گزرا ہے وہ مراد نہیں ہے اسی قسم کی عبارت ان الفاظ کے ساتھ مسلم کی دوسری شرح مکمل اکمال الاکمال للسنوسیؒ میں ہے ملاحظہ ہو ص۲۵۳ ج ۷۔

شارحین مسلم کی ان عبارتوں سے کئی باتیں معلوم ہوتی ① ایک کہ ابو داؤد ترمذی و مستدرک حاکم کی روایتیں مسلم والی روایتوں کی شرح اور تفصیل ہیں ② دوسری بات یہ کہ مسلم والی احادیث سے مراد مہدی ہیں اگرچہ ان کے نام کی صراحت نہیں ہے ③ تیسری بات یہ کہ وہ آئندہ آئیں گے ④ چوتھی بات یہ کہ ابوداؤد اور ترمذی کی یہ احادیث جن مہدی کا ذکر ہے صحیح اور مشہور ہیں واللہ الموفق

اس پوری تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ ابو داؤد کی روایت جس کی سند میں زید العمی تھے بے حقیقت اور ساقط نہیں ہے جیساکہ ابن خلدون اور اختر صاحب کی رائے ہے۔

اس روایت میں اور آنے والی کچھ روایتوں میں اختر صاحب نے ابوالصدیق الناجی پر بھی جرح کی ہے لکھتے ہیں کہ ان کی روایت کو ائمہ حدیث نے رد کیا ہے ان کا پورا نام بکر بن عمرو المعافری ہے۔

لیکن اختر صاحب کی یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں نہ تو ابوالصدیق بکر

بن عمرو معازی ہیں جیسے کہ اختر صاحب کا ارشاد ہے بلکہ ان کا نام بکر بن عمرو الناجی ہے اور بعض محدثین نے بکر بن قیس نام ذکر کیا ہے۔ یہ الگ ہیں اور بکر بن عمرو معازی الگ ہیں اسماء رجال کی کتابوں میں دونوں الگ الگ مذکور ہیں اختر صاحب نے محنت کی زحمت گوارا نہیں فرمائی ورنہ یہ مغالطہ پیش نہ آتا حافظ ابن حجر تقریب التہذیب کے باب الکنیٰ میں لکھتے ہیں کہ ابو الصدّیق بتشدید الدال المکسورۃ ھو بکر بن عمرو الناجی بالنون والجیم ص۴۱۲ تقریب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ بکر بن عمرو وقیل ابن قیس ابو الصدّیق الناجی بالنون والجیم بصری ثقۃ ص۴۷ تقریب میں حافظ نے ان کے نام سے پہلے بکر بن عمرو معازی کا ذکر الگ کیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ مذکورہ معازی مصری ہے اور ابو الصدیق بصری ہے نیز ابو الصدیق صحاح ستہ کے راوی ہیں حافظ نے ان کے نام پر "ع" کی علامت بنائی ہے۔ تہذیب التہذیب میں بھی حافظ ابن حجرؒ نے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۴۸۵ و ص۴۸۶ ج ۱۔

ابو الصدیق کے بارے میں تہذیب میں لکھا ہے کہ قال ابن معین و ابو ذرعہ والنسائی ثقۃ و ذکرہ ابن حبّان فی الثقات ص۴۸۶ ج ۱

یعنی ابن معین ابو ذرعہ اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کتاب الجرح والتعدیل میں ابن ابی حاتم نے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے اور ابو الصدیق کے بارے میں یحییٰ ابن معین اور ابو ذرعہ سے توثیق کے اقوال نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو ص۳۹۰ ج ۲

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ بکر بن عمرو معازی الگ آدمی ہیں جن پر بعض محدثین نے جرح کی ہے اور بکر بن عمرو ناجی الگ آدمی ہے جو متفق

علیہ ثقہ ہیں کسی نے بھی ان پر جرح نہیں کی ہے

(۱۱) گیارہویں روایت جس پر اختر صاحب نے کلام کیا ہے وہ بھی ابو سعید خدری کی مستدرک حاکم کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تملأ الارض جوراً وظلماً وعدواناً ثم یخرج من اھل بیتی رجل یملأھا قسطاً وعدلاً الخ اس روایت پر ابن خلدون نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص ۳۱۶ لیکن اختر صاحب نے اس روایت میں ابو الصدیق الناجی پر کلام کیا ہے جس کا جواب اسکی ماقبل والی حدیث کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو علی شرط الصحیحین کہا ہے وکذا الذہبی۔

(۱۲) بارہویں روایت جس پر کلام کیا گیا ہے وہ بھی مستدرک حاکم کی ابو سعید خدری کی روایت ہے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج فی آخر امتی المھدی الخ اس روایت کو حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے ان کے سب راوی صحیحین کے ہیں سوائے سلیمان بن عبید کے لیکن سلیمان بن عبید بھی ثقہ ہیں ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۶

(۱۳) تیرہویں روایت جس پر اختر صاحب نے جرح کی ہے وہ مستدرک حاکم کی ابو سعید خدری کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تملأ الارض جوراً وظلماً فیخرج رجل من عترتی فیملک سبعاً او تسعاً الخ اس روایت میں ابو ھارون عبدی پر بھی کلام کیا گیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص ۳۱۶ لیکن ہارون عبدی کی

تضعیف کی وجہ سے روایت پر ضعف کا حکم صحیح ہے اسلئے کہ ابوہارون عبدی کے ساتھ اس روایت کو ابوالصدیق ناجی سے مطر الوراق بھی نقل کرتے ہیں جو ثقہ ہے حافظ ابن حجرؒ تقریب میں ان کے متعلق لکھتے ہیں صدوق (ص ۳۳۸) نیز مسلم کے راوی بھی ہیں علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ مطرمن رجال مسلم حسن الحدیث (میزان الاعتدال ص ۱۲۷ ج ۴) کہ مطر الوراق مسلم کے راوی ہیں اور اچھے حدیث والے ہیں یہ روایت مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ابو حاتم نے ان کو صالح الحدیث اور ابن حبانؒ نے ثقہ کہا ہے بخاری میں بھی تعلیقاً انکی روایت ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۱۶۸ ج ۱۰۔ خلیفہ نے کہا کہ لا بأس به عجلی نے کہا کہ بصری صدوق وقال مرة لا بأس به وقال ابو بکر البزار لیس به بأس نیز بزار کا قول ہے کہ لا نعلم احداً ترك حديثه وقال الساجي صدوق ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۱۶۸ ص ۱۶۹ ج ۱۰۔ یحیی بن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم سب نے صالح کہا ہے ملاحظہ ہو کتاب الجرح والتعدیل ص ۲۸۸ ج ۸۔

اسی روایت میں ابن خلدون نے اسد بن موسیٰ پر بھی جرح کی ہے حالانکہ وہ محدثین کے نزدیک ثقہ اور قوی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ صدوق (تقریب ص ۳۱) بخاری، ابوداؤد، سنن نسائی کے راوی ہیں، علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ قال النسائی ثقة وقال البخاری هو مشهور الحديث وقد استشهد به البخاري واحتج به النسائي وابوداؤد وما علمت به بأساً (میزان ص ۲۰۷ ج ۱) ابن حزم نے انکی تضعیف کی ہے جس کے متعلق علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے وهذا تضعيف مردود (میزان ص ۲۰۷ ج ۱) کہ ابن حزم کی تضعیف مردود ہے اور اسد بن موسیٰ ثقہ ہیں ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں بخاری نسائی ابن یونس ابن قانع، عجلی، بزار، ابن حبان وغیرہ سے ان کی توثیق نقل کی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۶۰ ج ۱۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ ابوہارون

العبدی کی وجہ سے یہ روایت ضعیف نہیں ہے۔

(۱۴) چودھویں روایت جس پر ابن خلدون وغیرہ نے کلام کیا ہے وہ بھی حضرت ابو سعید خدریؓ نے روایت کی، جس کو امام طبرانی نے معجم الاوسط میں نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول یخرج رجلٌ من امتی یقول بسُنّتی ینزل اللہ عزّ وجلّ له القطر من السّماء وتخرج الارض برکتھا وتملأ الارض منه قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً یعمل علی ھذہ الامۃ سبع سنین وینزل علی بیت المقدس۔ اس روایت کی سند میں حسن بن یزید اور ابو الواصل پر کلام کیا ہے۔ لیکن ان دونوں کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے (مقدمہ ابن خلدون ص۲۱۷) لہٰذا یہ روایت بھی قوی ہے نیز یہ کہ ماقبل والی روایتیں بھی تائید میں موجود ہیں۔ نیز حسن بن یزید کو حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ثقہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ص۳۲۸ ج ۲

اس روایت پر اختر صاحب نے عقلی اعتراض بھی کیا ہے لکھتے ہیں کہ ہم مضمون حدیث کے بارے میں ایک اور طرح بھی سوچنے پر مجبور ہیں اس حدیث میں ظہور مہدی کی خوشخبری تو موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بیت المقدس مسلمانوں کے پاس نہ ہونے کی بدشگونی بھی جھانک رہی ہے اب اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے تو عالم اسلام کے تن آسان مسلمان کیوں نہ یہ کہکر جھاڑ دے جی چرائیں کہ بیت المقدس کے لئے ہماری کوشش ہی عبث ہے کیوں کہ یہ تو امام مہدی فتح کریں گے خدا کے رسول کا فرمان تو غلط نہیں ہوسکتا۔ ان سادہ دل مسلمانوں کو تو معلوم نہیں کہ یہ خدا کے رسول کا فرمان بھی ہے کہ نہیں۔

لیکن اختر صاحب کی یہ بات بوجوہ صحیح نہیں (۱) ایک تو اسلئے کہ روایت

کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں اس میں فتح کا کوئی ذکر نہیں وینزل علی بیت المقدس
کا لفظ ہے جس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ وہ بیت المقدس جائیں گے (۲) نیز
حدیث میں اس کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے کہ مسلمان تن آسانی اختیار کر کے
بیٹھ جائیں اور فتح بیت المقدس کے لئے جہاد نہ کریں آجکل پورا عالم اسلام
ویسے ہی تن آسانی میں مبتلا ہے پورے عالم اسلام میں بدنصیب بھی مسلمان
ایسے نہیں ہوں گے کہ جن کو اس حدیث کا علم ہو یا اس حدیث نے ان کو جہاد سے
روکا ہو بلکہ حدیث میں جو فتح بیت المقدس کا اشارہ ہے ممکن ہے اس سے مسلمانوں
کی موجودہ یاس شاید آس میں بدل جائے کیوں کہ موجودہ دور کا مسلمان اگرچہ
زبانی اقرار نہ کرے لیکن عملاً ہم سب یہود کو ناقابل تسخیر اور مافوق الفطرت مخلوق
مانتے ہیں اس لئے مقبوضہ علاقوں کے لئے حربی کوشش سے کنارہ کش ہو گئے ہیں
کبھی مذاکرات کئے جاتے ہیں اور کبھی عالمی اداروں کے دروازوں پر دھائی
دیتے ہیں حالانکہ ان اداروں نے ہمیشہ مسلم دشمنی کا ثبوت پیش کیا ہے بلکہ
اب تو کئی مسلم ممالک اسرائیل کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔
اس حدیث سے شاید مسلمانوں کے دلوں میں یہ امید پیدا ہو جائے کہ اگر ہم
میں مہدی جیسا ایمان پیدا ہو تو ہم بھی بیت المقدس کو حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۵) پندرہویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے
کلام کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن
عبداللہ بن مسعودؓ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اقبل فتیۃ من بنی ہاشم فلما رأھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم ذرفتا عیناہ وتغیر لونہ قال فقلت ما نزال نری فی وجھک شیئاً
نکرھہ فقال انا اھل البیت اختار اللہ لنا الآخرۃ علی الدنیا الخ۔

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے یزید بن ابی زیاد پر کلام کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۷ یزید بن ابی زیاد پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہے اور اس روایت کو ناقابل اعتبار بتایا ہے لیکن یہ روایت ثابت ہے باب اول میں حدیث نمبر ۴۱ کے تحت اس کی پوری بحث گذر چکی ہے۔

اس قسم کی روایت منتخب کنز العمال میں مسند احمد اور مستدرک کے حوالے سے حضرت ثوبانؓ نے نقل کی ہے ملاحظہ ہو ص۲۹ ج ۶ علی حاشی مسند احمد اور مستدرک حاکم مسند احمد وغیرہ کے بارے میں منتخب کنز العمال کے اول میں یہ لکھا ہے کہ مافی الکتب الخمسۃ خ م حب ک من صحیح فالعز والیھا معلم بالصحۃ سوی مافی المستدرک من المتعقب فانبہ علیہ ص۹ ج ۱ علیٰ ھامش مسند احمد۔ یعنی ان پانچ کتابوں میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں پس ان کتابوں کی طرف کسی حدیث کا منسوب ہونا اس حدیث کی صحت کی علامت ہوگی۔ ہاں مستدرک کی وہ بعض روایتیں کہ جن پر محدثین نے تنقید کی ہے اس پر تنبیہ کروں گا۔ ان پانچ کتابوں سے مراد بخاری مسلم صحیح ابن حبان مستدرک اور مختارہ ضیاء مقدسی ہیں ۔اب مستدرک کی اس روایت پر منتخب کنز العمال میں کوئی تنبیہ نہیں کی گئی ہے لہذا یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے۔ نیز یہ روایت مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے حدثنا وکیع عن الاعمش عن سالم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم رایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی (ص۲۷۷ ج ۵) اس روایت کے رواۃ سب ثقہ اور عادل ہیں تفصیل باب اول میں حدیث نمبر ۴۱ کے تحت گذر چکی ہے نیز مستدرک میں یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی مروی ہے ملاحظہ ہو مستدرک ص۵۰۲ ج ۴۔

بہر حال اس تفصیل سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ رأیات سود کی روایت بے اصل نہیں ہے نیز یزید بن ابی زیاد کی توثیق بھی کی گئی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التھذیب میں یعقوب بن سفیان سے نقل کیا ہے کہ یزید وان کانوا یتکلمون فیہ لتغیرہ فھو علی العدالۃ والثقۃ ص۳۳۱ ج۱۱ یعنی یزید پر اگرچہ تغیر کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے لیکن وہ عادل اور ثقہ ہیں ابن شاہین نے ثقات میں شمار کیا ہے ۔ احمد بن صالح مصری نے ثقہ کہا ہے ۔ اور کہا ہے کہ لا یعجبنی قول من تکلم فیہ : تھذیب ص۳۳۱ ج۱۱) کہ یزید پر کلام کرنے والوں کا قول مجھے پسند نہیں ہے ۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ کان ثقۃ ، تھذیب ص۳۳۱ ج۱۱) کہ یزید ثقہ تھے امام مسلم نے ان کو طبقہ ثالثہ کے راویوں میں شمار کیا ہے اور ان سے روایتیں نقل کی ہیں (تہذیب ص۳۳۱ ج ۱۱)

(۱۶) سولہویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا ہے وہ حضرت علیؓ کی ابن ماجہ والی روایت ہے جس کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں الفاظ یہ ہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منا اھل البیت الخ اس روایت میں ابن خلدون نے یاسین العجلی پر کلام کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص۳۱۸ لیکن یاسین العجلی پر کسی محدث نے جرح نہیں کی ہے حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ لا بأس بہ (ص۳۷۳) تہذیب التہذیب میں یحیٰی ابن معین سے منقول ہے کہ لا بأس بہ اور اسحٰق بن منصور نے ان کے متعلق یحیٰی بن معین سے نقل کیا ہے صالحؒ ابو ذرعہ سے منقول ہے کہ لا باس بہ ص۱۷۴ ج۱۱ اور تہذیب ہی میں ہے کہ سفیان ثوری اس حدیث کے متعلق ان سے پوچھتے تھے ص۱۷۳ ج ۱۱ اور یہ حدیث بھی قوی ہے جن محدثین نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان کو غلط فہمی ہوئی ہے انہوں نے اس یاسین ابن شیبان العجلی کو یاسین

بن معاذ زیات سمجھ کر حدیث کی تضعیف کی ہے حالانکہ وہ دوسرا آدمی ہے حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ و وقع فی سنن ابی ماجة عن یاسین غیر منسوب فظنه بعض الحفاظ المتأخرین یاسین بن معاذ الزیات فضعف الحدیث به فلم یصنع شیئًا (ص۱۷۳ ج ۱۱) کہ سنن ابن ماجہ کی سند میں یاسین کا نام بغیر کسی نسبت کے ذکر ہوگیا تو بعض متأخرین حفاظ نے اس کو یاسین بن معاذ زیات سمجھ کر حدیث کو ضعیف کہا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے غلط فہمی کیوجہ سے کی ہے جو صحیح نہیں یہ روایت صحیح ہے۔

(۱۷) اس حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: عن علیؓ انه قال للنبی صلی اللہ علیه وسلم أمنا المهدی ام من غیرنا یارسول اللہ فقال بل منا الخ یہ حدیث امام طبرانی کی معجم اوسط کے حوالے سے مقدمہ ابن خلدون میں ص۳۱۸ پر منقول ہے اس میں ابن خلدون اور اخر صاحب نے ابن لہیعہ پر جرح کی ہے۔ ابن لہیعہ کا نام عبد اللہ بن لہیعہ ہے محدثین نے ان پر کافی کلام کیا ہے مگر ان کا واقعہ یہ ہے کہ ۱۶۹ھ میں ان کی مرویات کی کتابیں جل گئی تھیں جس کی وجہ سے اس کے بعد یہ یاد سے روایتیں بیان کرتے تھے تو کچھ خلط واقع ہوجاتا تھا۔ میزان الاعتدال ص۴۷۷ ج ۲ اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ۱۷۰ھ میں جلی تھیں۔ بہرحال اس واقعے کے بعد ان کی روایتوں میں خلط واقع ہوا تھا جس کی وجہ سے محدثین نے ان پر کلام کیا ہے اور ایک واقعہ دوسرا بھی ایسا پیش آیا تھا کہ جس کی وجہ سے ان کے دماغ پر کچھ اثر ہوا تھا چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبیؒ نے عثمان بن صالح کا قول نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کی نماز کے بعد گدھے پر سوار ہوکر گھر جارہے تھے کہ راستے میں گر پڑے جس کی وجہ سے ان کے

دماغ پر چوٹ آئی تو کچھ حافظہ کمزور ہو گیا ورنہ فی نفسہ صادق اور ثقہ تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن لهیعۃ ابن عقبۃ الحضرمی ابو عبد الرحمٰن المصری القاضی صدوق خلط بعد احتراق کتبہ الخ (ص۱۸۶) کہ یہ صادق اور سچے ہیں البتہ کتابیں جل جانے کے بعد روایتوں میں خلط واقع ہوا تھا یعنی فی نفسہ صادق ہیں اور مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ کے راوی ہیں (تقریب التہذیب ص۱۸۶) چنانچہ احمد بن صالح ابن وہب وغیرہ نے مطلقاً توثیق کی ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ص۴۷۶ ج۲ وص۴۷۷ ج۲) اور خود ذہبی کا قول ہے کہ کامل صدوق (میزان الاعتدال ص۴۸۲ ج۲) معتدل بات وہی ہے جو کہ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمائی ہے کہ ابن لہیعہ اگرچہ ضعیف ہیں لیکن پھر بھی ان کی احادیث کو استشہاداً پیش کیا جاسکتا ہے۔ (درس ترمذی ص۱۹۸ ج۱) کچھ محدثین نے کتابیں جلنے سے پہلے کی روایات کو قبول کیا ہے اور بعد والی کو ضعیف کہا ہے اور کچھ نے خاص شاگردوں کی روایات کو قبول کیا ہے تفصیل اسماء رجال کی کتابوں میں موجود ہے لیکن بہرحال محدثین اس پر متفق ہیں کہ بالکل ساقط الاعتبار نہیں ہیں اسی لئے تو امام مسلم نے انکی روایتیں استشہاداً نقل کی ہیں۔

ابن خلدون نے اس حدیث کے ایک دوسرے راوی عمرو بن جابر الحضرمی پر بھی جرح کی ہے لیکن عمرو بن جابر کی توثیق بھی کی گئی ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ سألت ابی عن عمرو بن جابر الحضرمی فقال عنده نحو عشرین حدیثًا هو صالح الحديث (کتاب الجرح والتعدیل ص۲۲۴ ج۶) کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم سے عمرو بن جابر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ تقریباً بیس ۲۰ حدیثیں نقل کرنے ہیں اور صالح الحدیث ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے بھی میزان الاعتدال

میں عمرو بن جابر کے ترجمہ کے آخر میں ابو حاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صالح الحدیث له نحو عشرين حديثاً (ص۲۵ ج ۲) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ذہبیؒ کی رائے بھی یہی ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں کئی محدثین سے انکی توثیق نقل کی ہے لکھتے ہیں کہ قلت ذكر ابن يونس انه توفى بعد العشرين ومائة وذكره البرقى فيمن ضعف بسبب التشيع وهو ثقة و ذكره يعقوب بن سفيان فى جملة الثقات وصحح الترمذى حديثه ص۱۱ ج۸ میں کہتا ہوں (یعنی ابن حجرؒ) کہ ابن یونس ذکر کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۲۰ھ کے بعد ہوئی ہے اور برقی نے عمرو بن جابر کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے کہ جو فی نفسہ تو ثقہ ہیں لیکن تشیع کی وجہ سے ان کی تضعیف کی گئی ہے اور یعقوب بن سفیان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ترمذی نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ عمرو بن جابر کچھ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں تضعیف تشیع کی وجہ سے کی گئی ہے اور ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ نفس تشیع وجہ ضعف نہیں ہے۔

(۱۸) اٹھارویں روایت جس کو ابن خلدون اور راقم صاحب نے مجروح کیا ہے وہ حضرت علیؓ کی روایت ہے جس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں کہ عن علىؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون فى آخر الزمان فتنة يحصل الناس فيها كما يحصل الذهب فى المعدن فلا تسبوا اهل الشام الخ اس روایت میں بھی عبد اللہ ابن لہیعہ پر کلام کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص۳۱۹ لیکن یہ بھی صحیح نہیں ماقبل والی حدیث کے ضمن میں اسی راوی کے متعلق بحث گذر چکی ہے نیز اس حدیث کی حاکم نے بھی تصحیح کی ہے جیسا کہ خود ابن خلدون نے لکھا ہے کہ ورواه الحاكم فى المستدرك وقال صحيح الاسناد ولم يخرجاه (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۹)

یعنی حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ سند کے اعتبار سے یہ روایت صحیح ہے۔

(۱۹) عن محمد بن الحنفیۃ قال کنا عند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسالہ رجل عن المہدی فقال لہ ھیہات ثم عقد بیدہ سبعاً فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان الخ (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۹) یہ روایت بالکل صحیح ہے حاکم نے تو مستدرک میں اس روایت کے متعلق لکھا ہے کہ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین (مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۹) یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری و مسلم کے شرط پر پوری اترتی ہے اور خود علی شرط المسلم تو ابن خلدون نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ وانما ھی علی شروط مسلم فقط (مقدمہ ص۳۱۹) یعنی یہ روایت صرف مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور جب یہ روایت علی شرط المسلم ہوگی تو صحیح بھی ہوگی جیسا کہ محدثین نے لکھا ہے کہ الصحیح اقسام اعلاھا ما اتفق علیہ البخاری و مسلم ثم ما انفرد بہ البخاری ثم مسلم ثم علی شرطھما ثم علی شرط البخاری ثم مسلم الخ (تقریب للنووی ص۱۲۳ ج۱) یعنی صحیح حدیث کی کئی قسمیں ہیں: (۱) وہ جو بخاری اور مسلم میں ہو (۲) وہ جو صرف بخاری میں ہو (۳) جو مسلم میں ہو (۴) جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہو (۵) جو صرف بخاری کے شرط پر ہو (۶) جو صرف مسلم کے شرط پر ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو حدیث مسلم کے شرط پر ہوگی وہ صحیح کی قسم ہے۔ اس کے راوی بخاری و مسلم کا راوی ہے جس کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔ ایک راوی عمار ذہبی پر تشیع کا الزام ہے لیکن امام احمد، یحییٰ بن معین، ابو حاتم، امام نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص۳۱۹۔

(۲۰) بیسویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے مجروح ہونے کا حکم لگایا ہے وہ حضرت انسؓ کی روایت ہے جس کی تخریج ابن ماجہ نے کی ہے الفاظ یہ ہیں کہ عن انس قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول نحن ولد عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی۔ اس روایت میں ابن خلدون نے عکرمہ بن عمار اور علی بن زیاد پر جرح کیا ہے۔

عکرمہ ابن عمار کے متعلق حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ صدوق (ص۲۴۲) یعنی سچے ہیں امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ان سے تعلیقاً نقل کیا ہے مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے ان کی توثیق مندرجہ ذیل محدثین سے نقل کی ہے۔ یحییٰ بن معینؒ، عثمان الدارمیؒ، علی ابن المدینیؒ، عجلیؒ، ابوداؤد، امام نسائیؒ، ابوحاتمؒ، ساجیؒ، علی بن محمدؒ طنافسیؒ، صالح بن محمدؒ، اسحاق بن احمد، ابن خلف البخاریؒ، سفیان ثوریؒ، ابن خراشؒ، دارقطنیؒ، ابن عدیؒ، عاصم بن علیؒ، ابن حبانؒ، یعقوب بن شیبہؒ، ابن شاہینؒ، احمد بن صالح۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۲۶۲ تا ص۲۶۳ ج۷ و میزان الاعتدال ص۱۹۱ ج۳

ان تمام محدثین کی توثیق کے مقابلے میں ابن خلدون کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ بسلسلہ علی بن زید کی محدثین نے توثیق کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابن حبان نے ان کو ذکر کر کے کوئی جرح نہیں کی ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۳۲۱ ص۳۲۲ ج۷ نیز حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ عکرمہ سے اس حدیث کو عبد الصمد بن زیاد تیمی نے بھی نقل کیا ہے کہ وکذلک روی ھذا الحدیث المذکور (ای حدیث المھدی) محمد بن خلف الحدادی عن سعد بن

عبد الحمید وتابعہ ابو بکر محمد بن صالح القتاد عن محمد بن الحجاج عن عبد اللہ بن زیاد السحیمی عن عکرمہ بن عمار ص۳۲۱ ج ۲

اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی متعدد سندیں موجود ہیں لہذا حدیث بے اصل نہیں ہے اس حدیث میں ابن خلدون نے سعد بن عبد الحمید کے اوپر بھی جرح کی ہے حالانکہ یہ بھی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق ص۱۱۸ ج یعنی سچے تھے اور علامہ ذہبیؒ نے یحیٰی ابن معین سے نقل کیا ہے کہ لا بأس بہ (ص۱۲۳ ج ۲ میزان الاعتدال) یعنی ان میں کوئی خرابی نہیں تھی اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں یحیٰی ابن معین کے علاوہ صالح جزرہ کا قول بھی ان کی توثیق میں نقل کیا ہے نیز یہ ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں حالانکہ امام نسائی کے نزدیک جو راوی مجروح ہوتا ہے وہ اس سے نقل نہیں کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی قوی ہیں۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۴۷۷ ج ۳۔ اور خود ابن خلدون نے لکھا ہے کہ وجعلہ الذہبیؒ ممن لم یقدح فیہ کلام من تکلم فیہ (مقدمہ ابن خلدون ص۳۲۰) یعنی ذہبیؒ نے ان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے کہ کلام کرنے والوں کے کلام سے ان کے بارے میں کوئی قدح لازم نہیں آتی ہے یعنی یہ ثقہ ہیں کلام کرنے والوں کے کلام کا کچھ اثر نہیں ہوگا لہذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی صحیح ہے۔

(۲۱) اکیسویں روایت جس پر ابن خلدون اور ان کے مقلد اختر صاحب نے کلام کیا ہے وہ حضرت عبد اللہ ابن عباس کی مستدرک حاکم والی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ قال ابن عباس منا اھل البیت اربعۃ منا السفاح ومنا المنذر ومنا المہدی (الی ان قال) واما المہدی الذی یملأ الارض عدلاً کما ملئت جوراً الخ۔ اس روایت میں اسمٰعیل بن ابراہیم

یعنی باپ اور بیٹے دونوں پر جرح کی گئی ہے اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ دونوں شیعہ ہیں ملاحظہ ہو مقدمہ ص۳۲۰ - ابراہیم بن مہاجر محدثین کے نزدیک قوی ہیں یہ مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق (ص۲۳) یعنی سچے تھے۔ ذھبیؒ نے میزان الاعتدال میں امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ لا بأس به (ص۶۷ ج۱) یعنی ان میں کوئی خرابی نہیں ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ وقال الثوری واحمد لا بأس به ص۱۶۷ ج۱ یعنی سفیان ثوری اور امام احمد نے فرمایا کہ ان میں کوئی خرابی نہ تھی امام نسائیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ لیس به بأس (تهذیب ص۱۶۸ ج۱)۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقة (تهذیب ص۱۶۸ ج۱) علامہ ساجیؒ نے کہا کہ صدوق ابوداود نے کہا ہے کہ صالح الحدیث۔ ابوحاتم نے ان کے اور کچھ دوسرے راویوں کے بارے میں فرمایا کہ ومحلهم عندنا محل الصدق (تهذیب التهذیب ص۱۶۸ ج۱) ان سب اقوال سے معلوم ہوا کہ ابراہیم قوی اور ثقہ ہے ان کے بیٹے اسماعیل کے بارے میں جرح کے اقوال بھی مروی ہیں لیکن بعض محدثین نے توثیق بھی کی ہے ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں (تقریب ص۳۱) علامہ ابوالحجاج مزیؒ نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ قال عبداللہ سألت ابی عن ابراهیم بن مهاجر فقال لیس به بأس کذا وکذا وسألته عن ابنه اسماعیل فقال ابوه قوی فی الحدیث منه وروی له الترمذی وابن ماجة (تهذیب الکمال ص۴۹ ج۱) (نقلاً عن مضمون مولوی عبدالشکور صاحب کشمیری) یعنی عبداللہ نے اپنے والد امام احمد سے ابراہیم کے متعلق پوچھا تو کہا کوئی خرابی نہیں پھر ان کے بیٹے کے متعلق پوچھا یعنی اسماعیل کے متعلق پوچھا تو کہا کہ ان کے والد ان سے زیادہ قوی ہیں۔ محدثین کے نزدیک تو باپ بیٹے سے زیادہ قوی ہے لیکن اختر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کا

باپ اس سے بلند درجے کا ضعیف ہے۔ یہ اختر صاحب کا اگر ذاتی خیال ہو تو الگ بات ہے باقی کسی محدث نے نہیں لکھا ہے۔

(۲۲) بائیسویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے جرح کی ہے وہ ابن ماجہ کی حضرت ثوبان کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلاثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق - ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اس روایت کے راوی سب صحیحین کے ہیں البتہ ابو قلابہ مدلس ہیں (مقدمہ ص۳۲۰) حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں ثقہ اور فاضل ہیں (تقریب ص۱۷۴) اور تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے ان کی توثیق پر ابن سعدؒ، مسلم بن یسارؒ، ابن سیرینؒ، ایوب سختیانیؒ، عجلیؒ وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں اور ابتدا میں لکھا ہے کہ احد الاعلام۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۲۲۴ تا ص۲۲۶ ج ۵۔ حافظ نے ان کی تدلیس کی بھی نفی کی ہے کہ ولا یعرف لہ تدلیس (تہذیب التہذیب ص۲۲۶ ج۵)

نیز یہ کہ یہ روایت ابو قلابہ ابو اسماء رحبی سے نقل کرتے ہیں ابو اسماء رحبی اور ان کا زمانہ ایک تھا نیز ابو اسماء رحبی بھی دمشق میں رہتے تھے ملاحظہ ہو تقریب ص۲۱۷ اور یہ بھی آخری عمر میں شام میں رہتے تھے ملاحظہ ہو تقریب ص۱۷۴ و تہذیب التہذیب ص۲۲۶ ج ۵ اور ابو اسماء رحبی سے ان کا سماع بھی دوسری متعدد احادیث میں ثابت ہے تو اگر یہ روایت عن سے منقول ہے تو بھی امام بخاریؒ و امام مسلم سب کے نزدیک یہ معنعن مقبول ہے رد کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے اگر صرف تدلیس کی وجہ سے کسی کی روایات کو رد کرنا شروع کیا جائے تو بہت سی

احادیث سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اسی حدیث میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے سفیان ثوری کو بھی مدلس کہکر روایت کو مجروح ثابت کرنے کوشش کی ہے کاش ابن خلدون اور اختر صاحب کچھ انصاف سے کام لیتے۔ اس مقام پر زیادہ مناسب ہے کہ وہ عبارت نقل کروں جو علامہ ذہبیؒ نے عقیلی کے رد میں لکھی ہے جب اس نے علی ابن المدینیؒ پر جرح کی کہ أفما لك عقل یا عقیلی أتدری فیمن تتکلم (میزان ص۱۴۰ ج ۳) سفیان ثوری کی تدلیس کا کچھ محدثین نے ذکر کیا ہے لیکن اس کی وجہ سے کسی نے بھی ان کی روایت کو رد نہیں کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ابو عبد اللہ الکوفی ثقۃ حافظ فقیہ عابد امام حجۃ الخ (ص۱۲۸) تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے ان کے اساتذہ میں خالد الحذاء کا نام بھی لکھا ہے جو اس حدیث میں بھی ان کے استاد ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالد الحذاء سے انکی ملاقات اور سماع ثابت ہے باقی ان کی توثیق تو توثیق سے بقول خطیب بغدادی یہ مستغنی ہیں کما فی تھذیب التھذیب قال الخطیب کان اماما من ائمۃ المسلمین وعلما من اعلام الدین مجمعا علی امامتہ بحیث یستغنی عن تزکیتہ مع الاتقان والحفظ والمعرفۃ والضبط والورع والزھد ص۱۱۳ ج ۴ وقال النسائی ھو اجل من ان یقال فیہ ثقۃ الخ تھذیب ص۱۱۴ ج ۴ وقال صالح بن محمد سفیان لیس یقدمہ عندی احد فی الدنیا تھذیب التھذیب ص۱۱۵ ج ۴)

اسی حدیث میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے عبدالرزاق بن ہمام پر بھی جرح کی ہے کہ وہ شیعہ تھے ان کے تشیع کے بارے میں واقعی اقوال ہیں کہ شیعہ تھے لیکن

ثقہ تھے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ثقۃ حافظ مصنف شہیر کہ ص۲۱۳ نیز یہ صحاح ستہ کے راوی بھی ہیں امام بخاری اور امام مسلم نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے ملاحظہ ہو تقریب ص۲۱۳ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عبدالرزاق سے اچھی حدیث والا بھی کسی کو دیکھا ہے تو فرمایا کہ نہیں ص۳۱۱ ج ۶ اور خود عبدالرزاق کے استاد معمر کا قول ہے کہ واما عبد الرزاق فخلیق ان تضرب الیہ اکباد الا بل (تھذیب ص۳۱۲) کہ عبدالرزاق اس کا مستحق ہے کہ اس کے پاس اونٹوں پر سفر کر کے حاضری دی جائے اور یہ بھی منقول ہے کہ یحیٰی بن معین کے سامنے کسی نے کہا کہ عبیداللہ بن موسیٰ عبدالرزاق کی احادیث کو تشیع کی وجہ سے رد کرتا ہے فقال کان عبد الرزاق واللہ الذی لا الٰہ الا ھو اعلیٰ فی ذلک منہ مأتہ ضعف (تھذیب التھذیب ص۳۱۳ ج ۶) کہ یحیٰی بن معین نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ عبدالرزاق سو درجہ عبیداللہ بن موسیٰ سے اچھے ہیں اور عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد سے پوچھا کہ ھل کان عبد الرزاق یتشیع و یفرط فی التشیع فقال اما انا فلم اسمع منہ فی ھذا شیئاً (تھذیب ص۳۱۳ ج۶) کہ کیا عبدالرزاق غالی شیعہ تھا تو فرمایا کہ میں نے اس بارے میں ان سے کچھ نہیں سنا۔ اور خود عبدالرزاق کا قول ہے کہ اس بارے میں کبھی میرا انشراح نہیں ہوا کہ میں حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دوں (تہذیب ص۳۱۳ ج ۶) ابن خلدون اور اختر صاحب تو تشیع کو رو رہے ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ لو ارتد عبد الرزاق ما ترکنا حدیثہ (تھذیب ص۳۱۴ ج ۶) کہ عبدالرزاق اگر نعوذ باللہ مرتد ہو جائے پھر بھی ہم ان کی احادیث کو ترک نہیں کریں گے۔

اور علامہ ذہبی نے عباس بن عبدالعظیم کی جرح نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ قلت ما وافق العباس علیہ مسلم بل سائر الحفاظ و ائمۃ العلم یحتجون بہ. میزان الاعتدال ص۶۱۱ ج۲ کہ اس جرح میں کسی مسلمان نے بھی عباس کی موافقت نہیں کی ہے بلکہ تمام محدثین عبدالرزاق کی احادیث کو قابل احتجاج مانتے ہیں اور علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں علی بن مدینی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ولو ترکت حدیث علی و صاحبہ محمد و شیخہ عبدالرزاق و عثمان بن ابی شیبۃ و ابراھیم ابن سعد و عفان و ابان العطار و اسرائیل و ازھر السمان و بھز بن اسد و ثابت البنانی و جریر بن عبد الحمید لغلقنا الباب و انقطع الخطاب و لماتت الآثار و استولت الزنادقۃ و لخرج الدجال (ص۱۴۰ ج۲) کہ اگر ان مذکورہ لوگوں کی احادیث کو ہم ان پر جرح یا کسی بدعت کے موجود ہونے کی وجہ سے ترک کر دیں تو پھر تو روایات کا دروازہ بند ہو جائیگا اور شریعت کا خطاب منقطع ہو جائے گا اور احادیث دنیا سے نابود ہو جائیں گی اور زنادقہ غالب ہو جائیں گے دجال نکل آئے گا۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ ثم ما کل أحد فیہ بدعۃ او لہ ھفوۃ او ذنوب یقدح فیہ بما یوھن حدیثہ ولا من شرط الثقۃ ان یکون معصوما من الخطایا و الخطاء الخ (میزان الاعتدال ص۱۴۱ ج۲) اور ہر وہ آدمی جس میں کوئی بدعت ثابت ہو جائے یا جس کا کوئی غلط کلام مروی ہو جائے جو سبب قدح ہو اور اس سے اس کی حدیث ضعیف ہو جائے ایسا نہیں ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ عبدالرزاق کی احادیث محدثین کے نزدیک قبول ہیں اور صرف تشیع سبب جرح نہیں جیسا کہ پہلے بھی تفصیل سے گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲۳) تیئیسویں روایت جس کو ابن خلدون اور اختر صاحب نے ج ...

کی ہے وہ ابن ماجہ کی روایت ہے جو عبداللہ بن الحارث بن جزء سے مروی ہے قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق، فیوطون
للمہدی یعنی سلطانہ الخ اس روایت میں ایک تو عبداللہ ابن لہیعہ پر جرح
کی گئی ہے جس کے بارے میں بحث پہلے حدیث نمبر ۱۷ کے ضمن میں گزر چکی ہے
اسی طرح ان کے شیخ عمرو بن جابر الحضرمی پر بھی جرح کی گئی ان کے بارے میں بھی
بحث حدیث نمبر ۱۷ کے ضمن میں گذر چکی ہے۔

(۲۴) چوبیسویں روایت حضرت ابوھریرہؓ کی ہے جس کو ان دونوں
حضرات نے ساقط الاعتبار قرار دیا ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عن ابی
ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی امتی
المہدی الخ اس روایت میں محمد بن مروان العجلی پر کلام کیا ہے کہ وہ متفرد
ہیں اس روایت کو صرف وہ نقل کرتے ہیں اور کسی نے نقل نہیں کی ہے لیکن
یہ بھی وجہ جرح نہیں ہے اس لئے کہ خود ابن خلدون نے تسلیم کیا ہے کہ محمد بن
مروان ثقہ ہیں ابوداود، ابن حبان، یحیی بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ ملاحظہ
ہو مقدمہ ص۳۲۱ تو جب محمد بن مروان ثقہ ہیں تو ان کے تفرد سے روایت مردود
کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ ضعیف کے تفرد سے تو روایت پر ضعف کا حکم لگتا ہے لیکن
ثقہ کے تفرد کی وجہ سے کسی محدث نے کبھی کسی روایت کو ضعیف نہیں کہا ہے
خصوصاً جبکہ مہدی کے بارے میں دوسری متواتر روایات بھی موجود ہیں۔

محمد بن مروان کی توثیق یحیی ابن معین امام ابوداود، مرۃ ابن حبان وغیرہ
نے کی ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۴۳۶ ج ۹۔

(۲۵) پچیسویں روایت بھی حضرت ابی ھریرہؓ کی ہے جسکی تخریج
ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند میں کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ لا تقوم

الساعة حتی یخرج علیهم رجل من اهل بیتی الخ اس روایت میں بشیر بن نہیک کے اوپر جرح کی گئی ہے حالانکہ بشیر بن نہیک صحاح ستہ کے راوی ہیں امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں لکھتے ہیں کہ ثقۃ (ص۴۶) کہ ثقہ تھے۔ عجلی اور امام نسائیؒ نے بھی ثقہ کہا ہے (تہذیب التہذیب ص۴۷۰ ج۱) اور ابو حاتم کے قول لا یحتج بحدیثہ جو ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وھذا وھم وتصحیف وانما قال ابو حاتم روی عنہ النضر بن انسؒ وابو مجلز وبرکۃ ویحیی بن سعید (تھذیب التھذیب ص۴۷۰ ج۱) کہ ابو حاتم نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ لوگوں کا وہم ہے اور عبارت میں تصحیف کی گئی ہے ابن سعد نے بھی ثقہ کہا ہے، ابن حبان نے ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے امام احمد نے بھی ثقہ کہا ہے ملاحظہ ہو تہذیب ص۴۷۰ ج۱۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قوی ہے۔

(۲۶) حضرت قرۃ بن ایاس کی روایت جو مسند بزار اور معجم کبیر للطبرانی میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ لتملأن الارض جورًا وظلمًا فاذا ملئت جورًا وظلمًا بعث اللہ رجلًا من امتی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی الخ اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے داؤد بن المحبق بن المحرم پر جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث کو داؤد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور یہ دونوں ضعیف ہیں مقدمہ ص۳۲۲ ان دونوں کے حالات کتب اسماء رجال میں مل نہیں سکے لیکن دوسری صحیح روایات کی موجودگی میں ضعیف روایات بھی تائیداً پیش کی جا سکتی ہیں

(۲۷) عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی نفر من المہاجرین والانصار (الی ان قال) فعلیکم بالفتی التمیمی فانہ یقبل من قبل المشرق وھو صاحب رأیۃ المہدی۔

اس روایت میں ابن خلدون وغیرہ نے ابن لہیعہ پر کلام کیا ہے جس کے بارے میں تحقیق پہلے گذر چکی ہے۔ ابن خلدون نے اس روایت میں عبداللہ ابن عمر کو بھی ضعیف کہا ہے ظاہر ہے کہ اس سے عبداللہ بن عمر بن خطاب تو مراد نہیں ہو سکتے کیوں کہ وہ تو صحابی ہے اور الصحابۃ کلھم عدول کا قاعدہ تو مشہور ہے اس کے علاوہ اس نام کے راوی تقریب التہذیب میں میں تقریباً آٹھ ہیں اور سب کے سب ثقہ ہیں عبداللہ بن عمر بن حفص کو بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے لیکن وہ بھی اکثر محدثین کے نزدیک ثقہ ہے اور مسلم، ترمذی ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص۱۸۲۔

(۲۸) اٹھائیسویں روایت حضرت طلحہ بن عبداللہ کی ہے جو طبرانی کے معجم اوسط کے حوالے سے مقدمہ میں منقول ہے جس میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے مثنی بن صباح پر جرح کی ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص۳۲۲۔ مثنیٰ اگرچہ اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے لیکن ابن عدی نے ان کی احادیث کو صالح کہا ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے کہ قال ابن عدی لہ حدیث صالح (ص۳۶ ج۱۰) اور داؤد العطار نے کہا ہے لم ادرك فی ھذ المسجد اعبد من المثنی بن الصباح (تہذیب التہذیب ص۳۶ ج۱۰) کہ اس مسجد میں ان سے زیادہ کسی عابد کو میں نے نہیں دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ بعض محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ نیز ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کے راوی بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص۳۵ ج۱۰ و تقریب التہذیب ص۳۲۸۔

اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ ضعیف روایات تائید میں پیش کی جارہی ہیں

عقیدۂ ظہور مہدی ان ضعیف احادیث پر موقوف نہیں ہے بلکہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کما مر یہ وہ بعض احادیث تھیں جن پر منکرین ظہور مہدی نے کلام کیا تھا۔ بعض منکرین نے اس سلسلے میں لا مہدی الا عیسیٰ کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جو ابن ماجہ وغیرہ میں منقول ہے لیکن یہ خود ابن خلدون کے اقرار کے مطابق منقطع مضطرب اور ضعیف ہے۔ چنانچہ مقدمہ میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں وهو منقطع وبالجملة فالحديث ضعيف مضطرب (ص۳۲۲) نیز بعض محدثین نے اس حدیث کو موضوع بھی کہا ہے جیساکہ اس باب کے اوائل میں زوائد المجموع للشوکانی کے حوالے سے گذر چکا ہے۔ ملاحظہ ہو فوائد مجموعہ ص۵۱۰ بہر حال ظہور مہدی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور محدثین کے نزدیک قیامت کی علامات میں سے ہے جیساکہ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کی کتاب علامات قیامت کے ضمن میں اس کو ذکر کیا ہے۔ نیز حدیث جبرائیل کے ضمن میں امارات قیامت پر بحث کرتے ہوئے محدثین نے جیساکہ دوسری امارات وعلامات کا ذکر کیا ہے اسی طرح ظہور مہدی کو بھی ثابت شدہ علامات قیامت میں ذکر کیا ہے مسلم کی شرح اکمال اکمال المعلم میں علامہ آبی نے لکھا ہے کہ علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ علامات کہ جو معتاد ہیں جیساکہ علم کا اٹھ جانا، جہل کا ظاہر ہونا، زنا اور شراب نوشی کی کثرت اور دوسری علامات وہ ہیں کہ جو غیر معتاد ہیں جیساکہ ظہورِ دجال، نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خروجِ یاجوج و ماجوج، خروجِ دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔ اس کے بعد پانچ علامات غیر معتاد اور بھی ذکر کی ہیں اور اس کے بعد پھر لکھا ہے وزاد بعضهم فتح قسطنطنيه وظهور المهدى (ص۷ ج۱)۔ یعنی بعض محدثین نے فتح قسطنطنیہ اور ظہور مہدی

کو بھی علاماتِ قیامت میں ذکر کیا ہے اسی قسم کی عبارت اکمل اکمال الاکمال میں علامہ سنوسی کی بھی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ج ا -

ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ ظہورِ مہدی محدثین کے نزدیک ثابت شدہ علامات قیامت میں سے ہیں۔

فی الحال ہم ان ہی گذارشات پر اکتفا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراطِ مستقیم پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔

اللھم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابہ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین

نظام الدین

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۷ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

جواب مقالہ

([illegible])

در جواب

[illegible]

یعنی

[illegible] کا تحریری مباحثہ

[illegible] تاج الدین [illegible]

[illegible] پنجاب

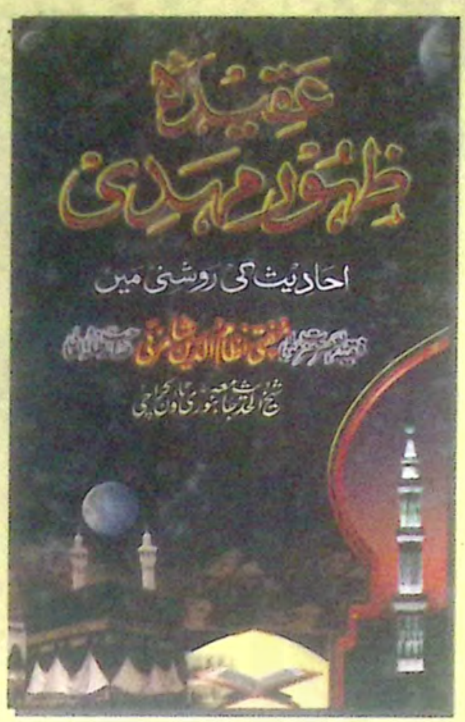
[illegible] گنج [illegible]

[illegible] ایم اے ۔ ایل ایل بی

[illegible] کراچی ۔ فون [illegible]

[illegible] ۳ روپے


شرح
مقدمہ صحیح مسلم
الفیصل پرنٹرز کراچی
0333-2176730


عقیدۂ ظہور مہدی
احادیث کی روشنی میں


علم حدیث کی مشہور کتاب جامع ترمذی کی مختصر و مکمل شرح
مجمع البحرین
فی جمع الإفادات
عن الأستاذین
مرتب
حافظ محمد فیصل
ناشر
الفیصل پرنٹرز کراچی
0333-2176730


آسان تفسیر
دو ترجموں کے ساتھ
مؤلف
حافظ محمد فیصل